تحقیق آخر الزمان

وعد الله الذين آمنوا

السلام علیک یا صاحب العصر و الزمان

السلام علیک یا خلیفۃ الرحمان

السلام علیک یا امام الانس و الجان

ادرکنی بحق آبائک الطاہرین

واجدادک المعصومین

مرزائیوں کی طرف سے ایک رسالہ نکلا ہے **تحقیق آخر الزمان**

اوس کا جواب محققانہ و مہذبانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ایک رسالہ تشحیذ الاذہان بھی مرزائی جماعت کی طرف سے نکلتا ہے جسکے ۱۰ جلد ۶ ماہ جون ۱۹۱۵ء مین تحقیق امام آخر الزمان کے نام سے ایک تحریر شایع ہوئی ہے جسکے کچھ نسخے مفت بھی شیعون مین تقسیم ہوئے ہین ۔

اگرچہ آجکل اصول مناظرہ بدلا ہوا ہے کہ خصم کی تقریر پوری نہین لکھی جاتی جس سے ناظرین کو موقع فیصلہ ملے اور وہ اپنی قوت ممیزہ سے حق و باطل کی جانچ کرین ۔ مگر میرا مقصود چونکہ احقاق حق ہے اسلئے اصل تحریر کو بجنسہ درج کرتا ہون اور جواب نمبروار عرض کرتا ہون کہ اہل عقل سمجھین کسکی دلیل قوی اور مستحکم ہے ۔

ہان منشی خادم حسین صاحب بھیروی نے اس مضمون مین بڑی عرق ریزی کی ہے اور بہت سی کتب شیعہ کا مطالعہ کیا ہے جس سے عام طور پر اہلسنت محروم ہین اسلئے اور بھی ضروری تھا کہ اونکی پوری تحریر بجنسہ شایع کی جائے کیونکہ مومنین کو بھی فائدہ ہوگا اور اگر مرزائی جماعت نے دیکھا تو انشاء اللہ اونپر بھی حق منکشف ہوگا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

قولہ تحقیق امام آخر الزمان مابین احمدی و شیعہ اثنا عشری بسوال بجانب شیعہ اثنا عشری

اگر کتب شیعہ سے امام غائب یعنی بارہوین امام محمد بن الحسن العسکری کی وفات ثابت ہو جائے تو مین حضرت مرزا صاحب کو امام آخر الزمان مان کر بیعت کو تیار ہون ۔

(۱) **اقول** مگر افسوس سائل نے اسکی وجہ نہ لکھی کہ مرزا صاحب کو امام آخر الزمان وہ کیون تسلیم

کرنے لگا کہ موت امام آخر الزمان اور امامت مرزا صاحب مین کسی طرح تلازم ہے ۔ پہلے تو مرزائی

وفات حضرت عیسیٰ سے مہدویت و مسیحیت مرزا صاحب پر دلیل لاتے تھے اب یہ شگوفہ چھوڑا

کہ وفات حضرت صاحب الامر کو امامت مرزا لازم ہے خدا رحم کرے ۔

قولہ جواب منجانب احمدی بعونہ و تعالیٰ (۱) واضح ہو کہ امام غائب کی پیدایش ۲۵۵ھ مین ہے

اور غیبت کبریٰ کا زمانہ ۳۲۹ھ سے شروع ہوتا ہے ۔ نوع انسان مین ایک بشر جس کو پیدا ہوئے

ایک ہزار اٹھتر برس ہو چکے اور جو کہ ہزار برس سے غائب ہے ۔ اسکی وفات سے پہلے تو اسکی حیات

ثابت کرنا ضروری ہے ۔ بالفرض اگر اسکی وفات کا کسی کو علم نہ ہو تو اس عدم علم کو عدم وقوع

وفات کہان مستلزم ہے ۔

اقول اس جواب مین آپ فرماتے ہین "اسکی وفات سے پہلے تو اسکی حیات ثابت کرنا ضروری

ہے" مگر افسوس کہ آپ خود لکھ چکے ہین "واضح ہو کہ امام غائب کی پیدایش ۲۵۵ھ مین ہے

اور غیبت کبریٰ کا زمانہ ۳۲۹ھ سے شروع ہوتا ہے" جس سے حیات تو ثابت ہو چکی کیونکہ

۲۵۵ھ مین پیدایش اور ۳۲۹ھ مین غیبت جسکا آپکو اقرار ہے خود حیات کو ثابت کر رہا ہے ۔

پھر دوسری دلیل کی کیا ضرورت ۔

رہا یہ جملہ "بالفرض اگر اسکی وفات کا کسی کو علم نہ ہو تو اس عدم علم کو عدم وقوع وفات

کہان مستلزم ہے" تو عجب جملہ ہے کیونکہ مطالبہ ثبوت کا ہے تو کیا اس سے وفات ثابت

ہو سکتی ہے ۔ خدا کی حقیقت کا کسی کو علم نہین تو کیا کہہ سکتے ہین اوسکی کوئی حقیقت نہین

جس قاعدہ سے آپنے حضرت کی ولادت اور غیبت ثابت کی تھی اخبار متواترہ سے اوسی

قاعدہ سے آپکو حضرت کی وفات بھی ثابت کرنی چاہیئے ۔ نہ یہ کہ عدم العلم سے وقوع نہین

ثابت ہے ۔ عدم العلم سے نہ وقوع ثابت ہو سکتا ہے نہ عدم وقوع ۔

افسوس کہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی خلافت راشدہ مین لکھتے ہین "غرض ایک

سنی مہدی اور مسیح کے منتظر ۔ دوسری طرف شیعہ ایک اچھے اور صاحب جلال امام کے

منتظر ان دونون قومون کے اس اتفاق سے جو باوجود سخت باہمی اختلاف کے ایک

بات پر ہو گیا ہے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اس بات کی اصل ہے اور وہ یہی ہے کہ مخبر صادق

نے آخری زمانہ مین ایک عظیم الشان امام کی ضرور خبر دی ہے رص ۹
توکیا کوئی عاقل مان سکتا ہے ایسے امام عظیم الشان کی خبر وفات ایسی ہوسکتی ہے جسکا
علم کسی کو نہو اور آپ اس عدم العلم کو دلیل وقوع وفات قرار دین۔

تعجب کی بات ہے کہ ولادت تو اوس سرور عالم کی جو عام طور پر مخفی خبر ہوتی ہے
خصوصاً اوس خاندان کی جس سے سب کی طبیعتین برگشتہ ہون وہ تو ایسی مشہور
ومعروف ہو کہ شیعہ سنی بلکہ مرزائی کو بھی اوس کا علم ویقین ہو۔ اور اوسکے ۵ برس
کے حالات بھی معلوم ہون کہ سنہ ۲۶۰ھ مین وہ غائب ہوا مگر وفات کا علم کسی کو نہو
کہ ایسا شخص جلیل الشان کب مرگیا۔

بہرحال جب آپکو یہ تسلیم ہے کہ اون کی وفات کا علم کسی کو نہوا تو آپکو ماننا پڑیگا کہ
وہ زندہ اور موجود ہے کیونکہ جو نہین مرا وہ زندہ ہے۔

رہا یہ استبعاد کہ "نوع انسان مین ایک بشر جسکو پیدا ہوئے ایک ہزار اٹھتر برس ہوچکے
اور جو کہ ہزار برس سے غائب ہے" تو البتہ بمصداق انہم یرونہ بعیدا ونریہ
قریبا کہ وہ لوگ اس امر کو بعید جانتے ہین اور ہم اوسکو قریب جانتے ہین۔ قابل رحم ہے
مگر آپکے یہان تو وصی حضرت عیسیٰ کی غیبت اس سے زیادہ طولانی مانی گئی ہے
جسکو تخمیناً دو ہزار برس ہوتے ہین ملاحظہ ہو ازالۃ الخفاء صفحہ ۱۶۸ حصہ دوم۔

کہ جب خلیفہ دوم نے سعد بن ابی وقاص کو قادسیہ بھیجا ہے اور اونھون نے نفیلہ
بن معاویہ انصاری کو حلوان بھیجا ہے تو نفیلہ نے پہاڑ سے آواز جواب اذان سنی فلما
فرغ من اذانہ قاموا فقالوا من انت یرحمک اللہ املک انت ام من الجن
او طائف من عباد اللہ قد اسمعتنا صوتک فارنا صورتک فان الوفد
وفد رسول اللہ ص ووفد عمر بن الخطاب قال فانفلق الجبل عن ھامۃ
کالرحا ابیض الراس واللحیۃ علیہ طمران من صوف فقال السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقالوا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
من انت یرحمک اللہ قال زریت بن برثملا وصی العبد الصالح عیسی

بن مریم اسکننی هذا الجبل ودعا لی بطول البقاء الی حین نزوله من السماء

یعنی جب اذان سے یہ لوگ فارغ ہو چکے تو کہا کون ہو تم خدا تم پر رحم کرے۔ جہاں آواز سنائی ہے وہاں صورت بھی دکھا و کہ یہ لشکر وفد رسول اللہ ہے اور وفد عمر۔ راوی کہتا ہے کہ پہاڑ پھٹ گیا اور ایک شخص کا سر نمایاں ہوا جو چکی کے پاٹ سا تھا سفید سر اور ریش کہا السلام علیکم یہاں سے بھی جواب دیا گیا اور پوچھا گیا کہ تم کون ہو خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ کہا میں زریت بن برثلا ہوں وصی حضرت عیسی بن مریم ع کہ ہمکو اس پہاڑ میں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے اور دعا کی ہے طول عمر کی اوس وقت تک کہ وہ حضرت آسمان سے نازل ہوں۔

اس طولانی روایت کا آخری فقرہ یہ ہے ثم غاب عنہم فلم یروہ یعنی اس کلام کے بعد وہ شخص غائب ہو گیا کہ پھر ان لوگوں نے نہ دیکھا۔

کیا غضب ہے کہ ایک غیر شخص وصی حضرت عیسی علیہ السّلام کے نسبت تو یہ قبول کیا جائے کہ وہ آنکھوں سے نہاں حلوان پہاڑ میں موجود ہے جسکو نضیلہ صحابی نے دیکھا اور بات چیت کی۔ مگر فرزند رسول کی غیبت اور طول عمر میں اسقدر استبعاد کیا جائے۔

مرزا صاحب کو جو عداوت حضرت عیسی علیہ السّلام سے تھی وہ تو ناظرین کو معلوم ہے۔ مگر آپ یہ سنکر کہ حضرت عیسی کا وصی زندہ ہے جو اس وقت ظاہر ہو گا جب حضرت عیسی ظہور فرمائینگے نہ معلوم ان لوگوں کی کیا حالت ہو گی۔

قولہ (۲) کتب شیعہ میں امام صاحب العصر کو صرف غائب ہی نہیں کہا گیا ہے۔ بلکہ اس سے پہلے حاضر بھی کہا گیا ہے چنانچہ محقق ابن بابویہ رسالہ اعتقادیہ میں لکھتے ہیں۔

جہاں بعد رسول ص ہم بارہ اماموں کا نام بنام ذکر فرمایا۔ آخر میں لکھا ہے ثم محمد بن الحسن الحجۃ القائم بامر اللہ صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمان فی ارضہ الحاضر فی الامصار والغائب عن الانظار۔ ارشادیہ شرح اعتقادیہ مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۹۹

اقول (۳) سائل کا سوال آپ سے صرف اسقدر تھا کہ اگر کتب شیعہ سے امام غائب

کی وفات ثابت ہوجائے تو میں حضرت مرزا صاحب کو امام آخر الزمان مان کر بیعت کو تیار ہوں" لہذا صرف اسی کو ثابت کیجئے یا جواب دیجئے نہیں ثابت ہو سکتا۔ اس سے آپکو کیا بحث کہ شیعہ اون کو حاضر فی الامصار غائب عن الانظار مانتے ہیں۔ کیونکہ بحث تو وفات کی ہے کہ وفات کتب شیعہ سے ثابت ہے یا نہ اوسکو ثابت کیجئے۔

افسوس آپکو یہ بھی نہیں معلوم کہ صاحب الزمان کسکو کہتے ہیں اور اوس کا وجود کیسا ضروری ہے کہ کوئی فرد بشر اوس سے انکار نہیں کرسکتا کتاب کشاف اصطلاحات الفنون ملاحظہ فرمایے جو مصنفات مولوی محمد علی بن علی التہاوی سے ہے اور یہ کتاب ایشیاٹک سوسیٹی آف بنگال کلکتہ میں چھپ گئی ہے ۱۸۶۲ء اوسکے صفحہ ۸۰ جلد دوم میں ہے۔

صاحب الزمان وصاحب الوقت والحال هو المتحقق بجمعیة البرزخیة الاولی المطلع علی حقائق الاشیاء الخارج عن حکم الزمان وتصرفات ماضیه ومستقبله الی الآن الدائم فهو ظرف احواله وصفاته وافعاله فلذلك یتصرف فی الزمان بالطی والنشر وفی المکان بالبسط والقبض لانه المتحقق بالحقائق والطبائع والحقائق فی القلیل والکثیر والطویل والقصیر والعظیم والصغیر سواء اذ الوحدة والکثرة والمقادیر کلها عوارض وکما یتصرف فی الوهم فیهما کذلك فی العقل فصدق وافهم تصرفه فیهما فی الشهود والکشف الصریح فان المتحقق بالحق المتصرف بالحقائق یفعل ما یفعل فی طور وراء طور الحس والوهم والعقل ویتسلط علی العوارض بالتغییر والتبدیل کذا فی الاصطلاحات الصوفیة

صاحب الزمان صاحب الوقت۔ صاحب الحال وہ ہے جو متحقق ہے بجمعیتہ برزخیہ اولی اور مطلع ہے حقائق اشیاء پر۔ خارج ہے حکم زمان سے اور تصرفات ماضیہ و مستقبلہ سے ابتک وہ دائم ہے پس وہ ظرف احوال و صفات و افعال ہے۔ اسی لئے وہ تصرف کرتا ہے زمانہ میں بطے و نشر اور مکان میں بہ بسط و قبض کیونکہ وہ متحقق ہے

ساتھ حقائق اور طبایع کے۔ اور حقائق کل اوسکے سامنے برابر ہین قلیل ہو یا کثیر۔ طویل ہو یا قصیر۔ عظیم ہو یا صغیر۔ کیونکہ وحدت کثرت۔ مقادیر۔ یہ سب عوارض ہین اور وہ جیساکہ تصرف کرتا ہے وہم مین اسی طرح عقل مین اسکی تصدیق کر اور سمجھ کہ اوس کا تصرف ان امور مین شہود اور کشف صریح مین ہے کیونکہ جو شخص متحقق بحق ہوتا ہے اور متصرف بحقائق وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس طور سے جو طور حس وہم عقل کے علاوہ ہے اور وہ مسلط ہے عوارض پر بہ تغییر و تبدیل ایسا ہی ہر اصطلاحات صوفیہ ہین۔

اب عام مرزائیون سے سوال ہے کہ کیا اونکے مرزا صاحب کو یہ اختیارات حاصل تھے؟ اور کیا مرزائی جماعت اونکو ایسا سمجھتی ہے؟

اگر کہین کہ ہان تو وہ کوئی دعوی مرزا صاحب کا اس قسم کا دکھائین یا اونکی کسی جماعت کی تحریر اس مضمون کی کہ اونکے مرزا صاحب کو طے الارض پر قدرت تھی یا مکان یا قبض و بسط اور صفات کے تغیر و تبدل پر۔ اور اگر کہین نہین جس کا ضرور اقرار کرنا پڑیگا تو پھر تا ہین وہ حضرت صاحب الزمان ع کے اون صفات پر کیونکر اعتراض کرسکتے ہین کیونکہ بہ اتفاق شیعہ و سنی حضرت صاحب الامر کے یہی صفات ہین۔

اگر آپ کہین کہ یہ تو اصطلاحات صوفیہ سے ہے تو ہم آپکو خود مرزا صاحب اور اون کے طرفدارون سے ہزارون ثبوت اسکے پیش کرسکتے ہین کہ مرزا صاحب نے اصطلاحات صوفیہ سے کام لیا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اون اصطلاحات کو مرزا صاحب کے مقابلہ مین نہ پیش کرین۔

مگر ہم اسی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ایک ایسے امام مسلم الثبوت کا قول پیش کرتے ہین جو عام طور پر اہلسنت کے یہان معقول و منقول دونون کے امام مانے گئے ہین۔ امام فخر الدین رازی اپنی کتاب مطالب عالیہ مین لکھتے ہین۔

ولاشک ان اشرف اصناف الانسان واقربھو الی الکمال سکان وسط المعمورۃ وھم سکان الموضع المسمی بایران شہر ثم ان ھذا الصنف من الناس

مختلفون ایضاً فی الکمال والنقصان ولاشک ان یحصل فیهم شخص واحد
هو افضلهم واکملهم فعلی هذا قد ثبت انه لابد وان یحصل فی کل دور
شخص واحد هو افضلهم واکملهم فی القوة النظریة والعملیة ثم
ان الصوفیة یسمونه بقطب العالم ولقد صدقوا فیه فانه لما کان الجزء
الاشرف من سکان هذا العالم الاسفل هو الانسان الذی حصلت له
القوة النظریة التی بها یستفید الانوار القدسیة من عالم الملئکة
وحصلت له القوة العملیة التی بها یقدر علی تدبیر هذا العالم الجسمانی
علی الطریق الاصلح والسبیل الاکمل ثم ان ذلک الانسان الواحد هو اکمل
الاشخاص الموجودین فی ذلک الدور کان المقصود الاصلی من کل هذا
العالم العنصری وجود ذلک الشخص ولاشک ان المقصود بالذات هو
الکامل واما الناقص فانه یکون مقصوداً بالعرض فثبت ان ذلک الشخص
هو القطب لهذا العالم العنصری وما سواه فی التبع وجماعة الشیعة
الامامیة یسمونه بالامام المعصوم وقد یسمونه بصاحب الزمان ویقولون
انه غائب ولقد صدقوا فی الوصفین ایضاً لانه لما کان خالیاً عن النقائص
التی هی حاصلة فی غیره کان معصوماً من تلک النقائص وهو ایضاً
صاحب الزمان لانا قلنا ان ذلک الشخص هو المقصود بالذات فی ذلک
الزمان وما سواه فکالاتباع له وهو ایضاً غائب عن الخلق لا یعرفون ان
ذالک الشخص هو افضل هذا الدور واکملهم صـ ۲۲ اس کا ترجمہ مولوی شبلی
صاحب کرتے ہیں۔

یعنی ہر دور میں ایک ایسا شخص ہوتا ہے جو اپنے زمانہ کا افضل الناس ہوتا ہے صوفیہ اسی کو
قطب کہتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کیونکہ جب اس عالم جسمانی کا بہترین حصہ انسان ہے جو
قوت نظریہ سے عالم ملکوت سے استفادہ کرتا ہے اور قوت عملیہ کی وجہ سے دنیا کا انتظام
کرسکتا ہے تو عالم کا مقصود اصلی اور ماحصل یہی انسان ہے اور جب یہ شخص (یعنی قطب)

اور تمام انسانوں سے بھی برھکر ہے تو گویا اس تمام عالم عنصری کا حاصل یہی شخص ہے اس بنا پر اس شخص کو عالم کا قطب کہنا بالکل صحیح ہے شیعہ اسی کو امام معصوم صاحب الزمان اور غائب عن الاعیان کہتے ہین اور یہ کہنا ان کا بجا ہے کیونکہ جب وہ نقائص سے خالی ہے تو معصوم ہے اور جب اپنے دور کا مقصد اصلی ہے تو صاحب الزمان ہے اور چونکہ عام لوگ اسکے کمال سے واقف نہین اسلئے گویا وہ غائب عن العیان ہے۔

اسی قیاس پر ایک شخص بھی ہونا چاہیے جو سب افضلون سے بھی افضل ہو ایسا شخص سیکڑون ہزارون برس مین کہین جا کر پیدا ہوتا ہے اور وہی پیغمبر برحق اور موجد شریعت ہوتا ہے ایسے اشخاص بھی ہوتے ہین جو ان فضائل مین پیغمبر سے کم لیکن اور تمام لوگون سے زیادہ ہوتے ہین یہ امام اور قائم مقام پیغمبر ہوتے ہین امام کو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے جو چاند کو آفتاب سے ہے امام جو کم رتبہ ہین ان کو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے جو عام ستارون کو آفتاب سے ہے باقی عوام الناس تو وہ گویا حوادث یومیہ ہین جو اجرام فلکی کی تاثیر سے وجود مین آتے ہین۔

(۵) پیغمبر انسانیت کی اخیر سرحد پر ہوتا ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر نوع کی انتہا دوسرے نوع کی ابتدا سے متصل ہے اس لیے بشریت کی انتہا ملکوتیت کی ابتدا ہے اس بنا پر پیغمبر مین ملکوتی صفات پائے جاتے ہین وہ جسمانیات سے بے پروا ہوتا ہے روحانیت اسپر غالب ہوتی ہے اس کی قوت نظریہ کے آئینہ مین معارف الٰہی مرتسم ہوتے ہین اس کی قوت عملیہ عالم اجسام مین طرح طرح کے تصرفات کر سکتی ہے اور اسی کا نام معجزہ ہے۔ صـ ۲۹

اس تحقیقات کو ملاحظہ کرکے فرمایئے اعتقاد فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ کیسا قوی اور مستحکم ہے کہ نہ صرف آپکے ائمہ صوفیہ کو اسکی حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے بلکہ امام فخر رازی سا متکلم امام بھی شیعون کے اعتقادات کی تصحیح کرتا ہے۔ پھر عجب ہے کہ آپ اونپر منہ آتے ہین۔

قولہ اور پھر یہ لکھا ہے ولاجنس الشخوص من جنس القائم لانہ ممن کوشف اللہ طرق

والمغرب ۔ اکمال الدین محقق ابن بابویہ مطبوعہ ایران صفحہ ۲۹۳
یعنی کوئی جنس جنس قائم سے زیادہ مشہور نہین ہے کیونکہ مشرق و مغرب مین اسی کا چرچا ہے
علی بن عیسی اردبیلی نے کشف الغمہ مین امام کی نسبت لکھا ہے ۔ انہ حی موجود یحل
ویرتحل ویطوف فی الارض ببیوت وخدم وحشم وابل وخیل و غیر ذالک
منقول از کتاب غایۃ المرام مطبوعہ ایران صفحہ ۱۷۔ یعنی وہ زندہ اور موجود ہین ۔ کوچ و
مقام کرتے ۔ زمین مین اپنے نوکر چاکر اونٹ گھوڑون وغیرہ کے ساتھ پھرتے ہین ۔
پس جو امام کہ حاضر فی الامصار اور جلیس اشہر اور مذکور فی المشرق والمغرب اور پورے
ساز و سامان و امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ زندہ ہے اسکو غائب کس طرح کہہ سکتے ہین ۔ اسکو
غائب کہنا کیا اسکی حیات کے بار ثبوت سے اپنے کو بچانا نہین ہے ؟ مگر مین تو ضرور پوچھونگا
کہ اگر امام فوت نہین ہوچکے تو اس تمام شہرت کے مقابلہ مین غیبت کلی کا اثر کیون عالمگیر ہے
اقول لاریب فیہ کیونکہ یہی وہ وجود اقدس و اعلی ہے جس سے دنیا باقی اور موجود ہے
کہ بتحقیق امام فخر رازی معلوم ہوچکا ان المقصود بالذات ھو الکامل کہ مقصود بالذات
وہی کامل ہے اور یہی صفت ہے حضرت امام عصر کی جیسا کہ خود رسول اللہ نے فرمایا ہے
اھلبیتی امان لاھل الارض کہ ہمارے اہلبیت امان ہین اہل زمین کیلیے ۔
آپکو یہ استبعاد ہو رہا ہے "جو امام کہ حاضر فی الامصار اور جلیس اشہر اور مذکور فی المشرق
والمغرب اور پورے ساز و سامان و امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ زندہ ہے اوسکو غائب کس طرح
کہہ سکتے ہین"
مگر افسوس آپکو نہین معلوم ایسے وجود آپکے یہان بکثرت مانے گئے ہین چنانچہ کشاف
اصطلاحات الفنون جلد دوم مین ہے صفحہ ۱۱۶۹
وطائفہ افراد در التعداد نیست بسیار اند و از چشم مردم ظاہر مستور اند مگر آنکہ قطب الاقطاب
و بعض اقطاب ایشان را دانند یعنی کہ طائفہ افراد کی کوئی انتہا نہین ہے بہت ہین
اور چشم مردم ظاہر سے مستور ہین ۔ مگر یہ کہ قطب الاقطاب اور بعض اقطاب اون کو
جانتے ہین اور دیکھتے ہین ۔

پھر لکھتے ہین وعیسی والمہدی خارجان عنہم بل مکتومان من المفردین ص۱۱۹۸
کہ حضرت عیسی اور مہدی علیہما السّلام اقطاب سے خارج ہین۔ بلکہ وہ دونون مکتوم ہین مفردین سے

پھر لکھتے ہین وحضرت رسالت پناہ پیش از نبوت در افراد بودند وحضرت ع نیز در افراد است
پس حیف ہے کہ علمائے اہلسنت تو یہ فرمائین اور ہمارے مرزائی یہ لکھین۔

امام غائب کا حضور امصار مین اور ساز وسامان وامیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ زندہ رہنا یا نقل وحرکت کرنا آپکی سمجھ مین نہ آیا ہو تو مین سمجھا دون کہ حضرت مثل ملئکہ یا ارواح یا جنات نہین گھومتے پھرتے بلکہ وہ اسی جامہ بشری مین گھومتے ہین پھرتے ہین چلتے ہین آتے جاتے ہین۔ مگر یہ کسی کو معلوم نہین ہوتا کہ آپ حضرت مہدیؑ ہین۔ یہی مطلب ہے حضور فی الامصار اور غیبوبت عن الانظار کا کہ جبتک حکم خدا نہو گا آپ اسکو نہ ظاہر کرینگے کہ ہم امام مہدی ہین ورنہ کل افعال آپکے ویسے ہی ہین جیسے انسانون کے ہوتے ہین اور جہان موقع ہوتا ہے بعد غیبت آپ ظاہر کر دیتے ہین کہ ہم مہدی ہین۔

افسوس کہ آپکو ایک صاحب الامر علیہ السّلام کی غیبت عن الابصار والحضور فی الامصار پر تعجب ہو رہا ہے حالانکہ اصطلاحات الفنون مین ہے ص۱۴۵ جلد۲

و در توضیح المذاہب میگوید مکتومان چہار ہزار تن اند کہ مستوری مانند و از اہل تصرف نیند لما اناکہ اہل حل وعقد وتصرف اند و امور از ایشان صادر گردد و مقربان درگاہ اند سہ صد کس اند۔ پس حیف ہے کہ چار ہزار آدمیون کو تو آپ پوشیدہ مانین اور ایک امام عصر کے پوشیدہ ماننے مین یہ عذر ہو۔ پھر اوسی کتاب مین ہے وفی الانسان الکامل

اما اجناس رجال الغیب فمنہم من بنی آدم ومنہم من ہو ارواح العالم وہو ستۃ اقسام مختلفین فی المقام القسم الاول ہو الصنف الافضل والقوم الکمل افراد الاولیاء المسفون اثار الاولیاء غابوا من عالم الاکوان فی الغیب المسمی ی الرجان فلا یعرفون ولا یوصفون وہم
آدمیون ص۴۴۶

یعنی کتاب انسان کامل میں ہے کہ رجال الغیب کی کئی قسمین ہین جو اون مین سب سے کامل اور افضل ہے وہ بنی آدم ہین جو اولیا سے تابع ہین اور عالم اکوان سے غائب کہ نہ وہ پہچانے جاسکتے ہین نہ اون کا وصف کیا جاسکتا ہے حالانکہ وہ سب آدمی ہین۔

پھر تعجب ہے کہ آپکو اتنے آدمیون کی غیبت اور پوشیدہ رہنے پر تو نہ تعجب ہو اور حضرت مہدی علیہ السّلام کی غیبت اور حضور فی الامصار پر یہ شکوک و اوہام ہون۔

شیعہ کے کئی فرقے جو بعض توں اماموں اور بعض امام زادون کی طرف منسوب ہین وہ بھی اپنے اپنے اماموں کو غائب اور حی و قائم مانتے ہین اور بعض صدہا برس اس عقیدہ پر قائم رہے ہین مثلاً

(۱) کیسانیہ　محمد بن حنفیہ کو زندہ اور غائب مانتے۔

(۲) مغیریہ　یعنی اصحاب مغیرہ بن سعید بعد وفات امام محمد باقر محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی علیہم السلام کو۔

(۳) ناوسیہ　منکر فوت حضرت امام صادق ہوکر انہی کو مہدی موعود مانتے ہین۔

(۴) اسمعیلیہ　منکر فوت اسمعیل پسر امام صادق ؑ اور انہی کو امام حی و مہدی قائم جانتے ہین

(۵) مبارکیہ　بعد رسول صلعم کے صرف سات امام ضروری جانتے اور محمد بن اسمعیل بن امام صادق ؑ کو امام عالم و پیغمبر و مہدی مانتے ہین۔

(۶) واقفیہ　حضرت موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق کو قائم و مہدی موعود مانتے ہین

(۷) محمدیہ　امام علی نقی علیہ السّلام کے بعد آپکے بیٹے محمد کو امام مانتے ہین اور باوجودیکہ وہ اپنے باپ کی زندگی مین فوت ہوگئے کہتے ہین کہ نہین فوت ہوئے اور انہی کو قائم مہدی مانتے ہین۔

(۸) عسکریہ　یہ فرقہ امام غائب کے باپ حسن عسکری علیہ السّلام کو غائب مانتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ نہین فوت ہوئے۔

ملاحظہ ہو کتاب نجم ثاقب میرزا حسین النوری الطبرسی مطبوعہ طہران صفحہ ۸۱ و ۸۲ اور اسمعیلیہ تو اب بھی موجود ہین۔

اقول بیشک یہ سب فرقے کم وبیش پیدا ہوئے تھے جو سب ختم ہو گئے اور بجز اسمعیلیہ وزیدیہ اون مین سے کوئی باقی نہین مگر اس سے آپکو کیا مطلب کیونکہ اہلسنت مین بھی تو بہت سے فرقے ہین اور سب آپکے یہان امام ومقتدا جانے جاتے ہین پھر اون سے آپکو یا ہمکو یہان کیا مطلب۔

قولہ اگر اسی طرح اثنا عشری بھی کسی شخص کو امام حی وقائم وغائب مانین تو کیا عجب؟ پس جس طرح ان سب فرقون کے امامون کی حیات کا اثبات خود ان ہی فرقہ والون کے ذمہ ہے اس طرح اول تو اثنا عشریون ہی کے ذمہ ہے۔ اپنے امام غائب کو زندہ ثابت کرنا لیکن اگر وہ یہ تکلیف اپنے ذمہ نہ لین تو ہم بطور شاہد ان سب فرقون کو اور انکے علاوہ زیدیہ شیعہ کو بھی جو لکوک کی تعداد مین آج بھی یمن مین آباد ہین پیش کر سکتے ہین رسرے سے امام غائب کی امامت کے ہی قائل نہین ہین اور اس بناپر اسکی حیات کے بھی قائل نہین۔ پھر اگر یہ فرقے اثنا عشریون سے اسی طرح دریافت کرین کہ ہمارے امام غائب کی وفات ثابت کرو تو ہم تمھارے امام کو مان لینگے۔ پس جو جواب اثنا عشری انکو دینگے وہی ہماری طرف سے بھی سمجھنا چاہیئے۔

اقول الحمد للہ کہ شیعہ اثنا عشری اپنے فرائض کو بخوبی ادا کرتے ہین اور وہ اپنے امام غائب کے وجود وبقا کو ایسے دلائل قاطعہ سے ثابت کرتے ہین کہ کسی کو تاب مخالفت نہین۔ کیونکہ جو فرقے شیعون مین سے مخالف تھے وہ تو سب نیست ونابود ہو گئے اور جو زندہ ہین وہ اس طرح مقہور ومغلوب ہین کہ اپنے عقائد کو بھی عام طور سے نہین بیان کر سکتے لہذا اونکی طرف سے یون اطمینان ہوا۔

رہے سنی تو جو اون مین سمجھدار ہین اور اہل تحقیق وہ سب شیعون کے مطابق اس بارہ مین عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ فرزند جناب امام حسن عسکری ؑ ہین جنکے ولادت کو آپنے بھی ۲۵۵ھ لکھا ہے اور ۲۶۰ھ غیبت کا سنہ قرار دیا ہے۔

آپ سے سائل نے یہ فرمایش کی تھی کہ حضرت مہدی ؑ کی وفات کتب شیعہ سے ثابت کر دیجیے تو مین قادیانی ہو جاؤن۔ اس کا جواب صرف اسی قدر تھا کہ آپ کسی کتاب کی عبارت نقل

کر دیتے کہ فلان عالم نے لکھا ہے۔ نہ یہ کہ جو جواب اثنا عشری دینگے وہی جواب ہمارا ہوگا
کیونکہ ایسی تقریر تو مناظرہ مین ہوتی ہے یہ جواب سائل تحقیق ہین کیونکہ وہ تو طالب ارشاد و ہدایت
ہے۔ پھر یہ کیون نہین کہتے کہ ہم اس کے ثابت کرنے سے عاجز ہین کہ نہ کتب شیعہ سے آپ
حضرت کی وفات ثابت کر سکتے ہین نہ کتب اہلسنت سے کیونکہ بہ اتفاق فریقین وہ مہدی
موعود ہین جو آخر زمانہ مین ظاہر ہونگے۔

آپ جو شیعون کا جواب بمقابلہ دیگر فرق طلب کرتے ہین تو پہلے آپکو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہمارا
اختلاف تمامی اہلسنت یا فرقہ ہائے شیعہ سے صرف اسقدر ہے کہ ہم ہر امر مین حکم خدا و رسول
کے طالب ہین خلافت و امامت مین نص صریح خدا و رسول چاہتے ہین۔ لہذا اسیون کیسانیون
زیدیون سے ہماری ایک نزاع ہے۔ جن دلائل سے ہم اہلسنت پر غالب ہین۔ اوھین
دلائل سے ہم ان فرقون پر بھی غالب ہین۔

کیسانیہ ہون یا زیدیہ سب سے یہی مطالبہ ہے کہ وہ نص صریح دکھائین کہ رسول اللہ صلعم نے
یا ائمہ طاہرین کی کوئی حدیث بھی ہے جس سے حضرت محمد بن حنفیہ یا زید کی امامت ثابت
ہوتی ہو تو پیش کرو جس سے وہ ہمیشہ عاجز رہے اور ویسے ہی دلائل ضعیفہ لایا کرتے
جیساکہ اہلسنت پیش کرتے ہین جس سے آخر وہ مستاصل ہو گئے۔

غرض جس طرح ہم دعاوی اہلسنت کو قرآن و حدیث سے باطل کرتے ہین اوسی طرح
اون فرقون کے دعوی کو بھی اوسکے بعد پھر اوھین کے اخبار مسلمہ سے اون لوگون کا دعوی
امامت نہ کرنا دکھاتے ہین اور اوھین کی روایات سے اونکی وفات اور موت بھی۔ اگر آپ
مین کچھ قوت ہے تو مرزا صاحب کو چھوڑ کر اوھین کے دلائل پیش کیجئے تاکہ دیکھا جائے
بہر حال ہمارے ذمہ حضرت کی ولادت اور غیبت تھی وہ خود آپکے اقرار سے ثابت
ہو چکی۔ رہی وفات اوسکے آپ ذمہ دار ہین وہ آپ ثابت کر دیجئے تو سائل کو مرزائی بنا
لیجئے ودونہ خرط القتاد۔

اگر آپ زیدیہ کو جو لکوک کی تعداد مین آج یمن مین آباد ہین پیش کر سکتے ہین جیسے سے
امام غائب کی امامت کے ہی قائل نہین ہین'' تو بھ رسول اللہ صلعم کی رسالت بلکہ خود خدا کی

خدائی بھی آپ نہین ثابت کر سکتے کیونکہ ہزارون دہریہ اور کڑورون ہنود و نصاری اور آریہ ہندوستان مین موجود ہین جو خدا کے وجود اور حضرت کی رسالت کے منکر ہین پس جس طرح آپ اون مخالفین کے مقابلہ مین توحید و رسالت کو ثابت کرینگے اوسی طرح ہم اون مخالفین کے مقابلہ مین حضرت کی امامت کو ثابت کرینگے ۔

جن فرقون کا آپنے نام لیا ہے اگرچہ وہ امامت حضرت کے قائل نہین ہین ۔ مگر کوئی اون مین بھی مدعی وفات حضرت مہدی علیہ السّلام نہین ہے ۔ اور اسی کا آپ سے مطالبہ ہے کہ آپ کوئی روایت اونہین لوگون کی ایسی دکھلایئے جسمین اسکی تصریح ہو کہ حضرت نے وفات کی ۔ کیونکہ انکار امامت اور چیز ہے اقرار ولادت یا وفات دوسری چیز ۔ پہلے کا تعلق علم کلام سے ہے ۔ دوسرے کا تعلق علم تاریخ و فن رجال سے ۔ پس اگر آپ مرد میدان ہین تو اونہین کی کوئی تصریح دکھائیے ۔

یہ خوب کہا " اور اس بنا پر اسکی حیات کے بھی قائل نہین " کیونکہ امامت و حیات مین تو کسی طرح کا تلازم نہین ۔ آپ ہماری حیات کے قائل ہین مگر امامت کے قائل نہین پھر اونکے امامت کے نہ قائل ہونے سے یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ ولادت کے بھی قائل نہین یا وفات کے قائل ہین حالانکہ قول سے کسی کے کام نہین چلتا بلکہ تصریح ہونی چاہیئے کہ محل غور و فکر ہو سکے ۔

اسی کے ساتھ آپکا یہ فقرہ بھی ہوا ہو گیا " پھر اگر یہ فرق اثنا عشریون سے اسی طرح دریافت کرین کہ ہمارے امام غائب کی وفات ثابت کر دو تو ہم تمھارے امام کو مان لینگے " پس جو جواب اثنا عشری انکو دینگے وہی ہماری طرف سے بھی سمجھنا چاہیئے ۔

کیونکہ نہ وہ فرقے موجود ہین جو ایسا سوال کرین ۔ نہ ایسا سوال کرنے کا اونکو حق ہے کیونکہ پہلے تو اون کو احادیث رسول اللہ یا ائمہ اطہار سے اونکی امامت ثابت کرنی ہوگی پھر اون کا دعوی امامت کرنا ۔ پھر جیسے ہم دلائل حیات جناب صاحب الامرؑ پر پیش کرتے ہین اوس طرح کے دلائل اونکو دینے ہونگے ۔

غرض اس طرح بھی آپ اثبات وفات حضرت مہدیؑ سے عاجز رہے لہذا آپ کو

اپنے دعوی سے دست برداری لازم ہے۔

قولہ (۴) اثنا عشری شیعہ کے متاخرین فرقون مین سے ہین۔ ان پر لازم تھا کہ وہ اپنے سے ماسبق فرقون پر عموماً اور شیعہ عسکریہ پر خصوصاً امام غائب کا وجود ثابت کرکے اتمام حجت کردیتے ان بیچارون کی بعد وفات امام حسن عسکری کے جو حالت تھی وہ ذیل کی روایت سے ظاہر ہوسکتی ہے پس درہمان سال (۲۶۰ھ) آنحضرت (حسن عسکری) وفات فرمودند شیعہ ویاران وے متفرق گردیدند۔ پس پارہ ایشان خود شان را بہ جعفر منسوب کردند۔ (جعفر برادر حسن عسکری) وپارہ بہ شک وریب افتادند وپارہ دیگر درحیرت ماندند الخ بحار الانوار جلد ۱۳ مطبوعہ ایران ترجمہ فارسی صفحہ ۶۹

پس اس وقت بعض شیعون کا رجوع بطرف جعفر اور بعض قائلین کا منکرین ومتحیرین پر جو خود امام کے والد بزرگوار کے مخلص شیعون مین سے تھے اپنے امام غائب کے وجود مسعود کو ثابت نہ کرسکنا امام کی وفات تو درکنار کیا سرے سے امام کی ولادت کو ہی ظنی نہین بنا دیتا؟ جب ولادت امام مظنون ہے تو حیات بوجہ اولی مظنون ٹھہری۔

اقول جس طرح اہل اسلام نے رسالت جناب رسالتمآب صلعم کو یہود ونصاری پر ثابت کرکے اتمام حجت کردیا اوسی طرح شیعہ اثنا عشری نے بھی تمام عالم پر اپنی حجت تمام کردی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔

رہا بعد وفات جناب امام حسن عسکری شیعون کی حیرانی۔ تو یہ لازمی تھی کیونکہ اسکی خبر رسول اللہ دے گئے ہین کہ بجز اون لوگون کے جن قلب کا امتحان لیا گیا ہو کوئی ثابت قدم نہ رہے گا۔ پھر اوسکے خلاف کیونکر ہوتا۔ جب اصحاب رسول باوصف نص رسول حیرانی وپریشانی مین پڑے کہ کوئی مسیلمہ کے ساتھ جا ملا کوئی سجاح بنت منذر کے ساتھ کوئی ابوبکر کے ساتھ۔ تو اون شیعون کی حیرانی پر کیونکر تعجب ہوسکتا ہے جو خلفائے جور کے ہاتھون ایسا مجبور تھے کہ نہ خود امام ظاہر ہے نہ شیعہ مجتمع ہین۔ پس بالفرض اگر ولادت ظنی بھی ہو تو موت کیونکر یقینی ہوسکتی ہے اور یہان آپسے سوال سائل یہی ہے کہ اونکی وفات کتب شیعہ سے ثابت کیجئے۔ تو اس طرح بھی آپ عاجز رہے

منشی صاحب یہ جملہ آپنے کہان سے نکالا "جو خود امام کے والد بزرگوار کے مخلص شیعون مین سے تھے" کیونکہ عبارت بحار الانوار جو آپنے لکھی ہے اوس مین تو مخلص وغیرہ کا کہین نام نہین۔ عام شیعون کا ذکر ہے کہ وہ متحیر اور متفرق ہو گئے۔

غرض ولادت وحیات مظنون ہو تو ہونے دیجئے وفات کا ثبوت یقینی تو نہین ہوا اور اسی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

قولہ عام شیعہ تو درکنار خود آل ابوطالب کی ایک جماعت جو مدینہ مین رہتی تھی۔ امام کی ولادت کی منکر ہے چنانچہ ملا خلیل ایک حدیث کے ترجمہ مین فرماتے ہین۔

جمعے کہ از اہل مدینہ از آل ابوطالب قائل بودند بہ مذہب حق پس وظائف دادہ میشد برایشان از سامرہ (مولد امام غائب نواح بغداد) ودر موعد معین ہر سالے پس چون رفت از دنیا امام حسن عسکری علیہ السلام برگشتند جمعے از ایشان از قائل شدن بفرزند یعنی برگشتند از مذہب امامیہ کہ زمانے خالی از امام معصوم نمی باشد بسبب قائل نشدن بوجود فرزند امام حسن عسکری علیہ السلام پس وارد شد آن وظائف بر ہر کہ باقی ماند از ایشان بر مذہب حق بقائل شدن بفرزند وبریدہ شد از جماعت دیگر پس مذکور نمی شوند آن جماعت دیگر در مجالس شیعہ" دیکھو صافی شرح اصول کافی کتاب الحجہ صفحہ ۳۰ ترجمہ حدیث ہفتم باب مولد صاحب الزمان جزو ۳ حصہ مطبوعہ لکھنؤ

اس جگہ یہ نکتہ قابل غور ہے کہ لوگون کو امام غائب کی ولادت کا قائل ومقر بنانے مین سیم وزر کا بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

اقول افسوس کہ اس سے بھی آپکا مدعا نہ ثابت ہو سکا کیونکہ ولادت سے انکار ہو یا امامت سے اس سے بحث نہین۔ بحث تو یہ ہے کہ کوئی روایت وفات کی ہے کہ نہین جسمین ہر طرح آپ ناکامیاب رہے۔

رہا یہ جملہ "کہ لوگون کو امام غائب کی ولادت کا قائل ومقر بنانے کیلئے سیم وزر کا بھی استعمال کیا جاتا تھا" تو نہایت حیرت خیز ہے کیونکہ جو عبارت آپنے نقل کی ہے اوس سے تو یہ مطلب نہین نکلتا۔ بلکہ اوس کا صاف مطلب تو یہی ہے کہ جو لوگ قائل بہ امامت تھے وظیفہ

ملا اور جو نہ قائل آون کو نہ ملا۔ اگر یہ فعل قابل الزام ہے تو الحمد للہ اسکے موجد رسول اللہ ہین جنھون نے کفار کو قتل کیا اور مسلمانون کو وظائف وعطایا دیے جس سے آپ کہہ سکتے ہین رسول اللہ کے قائل ومقر بنانے کیلئے سیم وزر کا استعمال کیا جاتا تھا۔

قولہ پھر آل ابو طالب بجائے خود امام حسن عسکری کا بھائی جعفر بھی منکر ولادت ہے دیکھو رسالہ رجعت صفحہ ۲۹

اقول افسوس یہ بھی خارج از بحث ہے کیونکہ بحث وفات کی ہے نہ اسکی کہ کون منکر تھا کون مقر ہزارون لاکھون کرورون منکر خدا ورسول رہے تو کیا اس سے خدائی اور رسالت باطل ہو جائیگی۔ وفات آپ نہین ثابت کر سکے۔

قولہ منکرین ولادت مین کچھ اور قرائن بھی ہین مثلاً کتب معتبرہ شیعہ مین کہ امام غائب کی والدہ ماجدہ جس کا نام نرجس خاتون تھا ایک قیصر روم کے فرزند یشوعا نام کی صاحبزادی تھین۔ اور انکی والدہ کا سلسلہ شمعون وصی عیسی علیہ السّلام تک منتہی ہوتا ہے۔

اور جس عجیب وغریب طریق سے یہ شاہزادی امام غائب کے دادا بزرگوار تک پہنچی وہ بجائے خود بعید از فہم وقیاس ہے۔ بی بی شہربانو دختر یزدجرد شاہ فارس کا حال اکثر کتب تاریخ مین موجود ہے جو بوقت فتح فارس حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مدینہ مین آئی تھین لیکن تعجب ہے کہ جس قیصر روم کی نواسی۔ لونڈی غلامون۔ محافظون سے آنکھ بچاکر اور شاہی محل کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہکر غلام فروشون کی معرفت ایک امام عالی مقام کی خدمت مین آئی۔ اور جس کے بھاگون مین امام غائب کی والدہ ماجدہ ہونا مقدر تھا۔ اسکے حالات سے سوائے راویان شیعہ کے کوئی واقف ہو۔ پس جبتک محققین شیعہ اس زمانہ کے ہمعصر قیاصرہ روم سے یشوعا کے باپ قیصر روم کا پتہ نہ بتائین یا اس واقعہ کو تاریخ قیاصرہ روم یا تاریخ کلیسیا یا کسی ہمعصر مورخ اسلامی کی کتاب سے ثابت نہ کرین۔ بار ثبوت ولادت امام غائب ان کے ذمہ ہے۔

اقول اسکو کیا کیجیے انکا خدا اور رسول وائمہ اطہار کی سب ہی باتین تو آپکے فہم وقیاس سے باہر ہین۔ مگر حق وہی ہے جو وہ حضرات کہہ گئے ہین۔ دنیا لاکھ مرتبہ چکر لگائے گی تو ثابت

وہی ہو گا جو وہ فرما گئے ہین ۔

اگر آپکے پاس کوئی دلیل اسکی ہو کہ حضرت نرجس خاتون ایک قیصر روم کے فرزند یشوعا نام کی صاحبزادی نہ تھین پیش کیجئے صرف استہزا و تمسخر سے تو کام نہین چلتا ۔ ہمارے پاس تو اسکی روایت موجود ہے آپکے پاس اگر کوئی روایت اسکے خلاف ہو تو پیش کیجئے کہ غور و فکر کی جائے ۔

طریق وصول بھی نہ کوئی عجیب ہے نہ غریب ہے کیونکہ منجملہ قیدیونکے وہ بھی آئین اور جس طرح عام بیع و شرا کا قاعدہ اوس زمانہ مین جاری تھا یہ بھی خریدی گئین ۔

افسوس آپکو یہ بھی نہین معلوم کہ حضرت شہربانو دختر یزدجرد شاہ فارس کیونکر قید ہو کر آئین کہ آپ اسکو واقعہ زمانہ خلیفہ دوم قرار دیتے ہین حالانکہ آپکے شمس العلما مولوی شبلی صاحب کس طرح اسکو باطل کرتے ہین ملاحظہ ہو الفاروق ص۱۷۳ حصہ دوم

اس موقع پر حضرت شہربانو کا قصہ جو غلط طور پر مشہور ہو گیا ہے اسکا ذکر کرنا ضرور ہے عام طور پر یہ مشہور ہے کہ جب فارس فتح ہوا تو یزدگرد شہنشاہ فارس کی بیٹیان گرفتار ہو کر مدینہ مین آئین حضرت عمر صاحب نے عام لونڈیون کی طرح بازار مین اُنکے بیچنے کا حکم دیا، لیکن حضرت علیؑ نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہین ان لڑکیون کی قیمت کا اندازہ کرایا جائے پھر یہ لڑکیان کسی کے اہتمام اور سپردگی مین دی جائین ۔ اور اُس سے اُن کی قیمت اعلیٰ سے اعلیٰ شرح پر لی جائے چنانچہ حضرت علیؑ نے خود اُنکو اپنے اہتمام مین لیا اور ایک امام حسینؑ کو ایک محمد بن ابی بکر کو ایک عبداللہ بن عمر کو عنایت کی ۔ اس غلط قصہ کی حقیقت یہ ہے کہ زمخشری نے جسکو فن تاریخ سے کچھ واسطہ نہین ربیع الابرار مین اسکو لکھا اور ابن خلکان نے امام زین العابدین کے حال مین یہ روایت اُسکے حوالہ سے نقل کر دی لیکن یہ محض غلط ہے اولاً تو زمخشری کے سوا طبری، ابن الاثیر، یعقوبی، بلاذری، ابن قتیبہ وغیرہ کسی نے اس واقعہ کو نہین لکھا، اور زمخشری کا فن تاریخ مین جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے، اسکے علاوہ تاریخی قرائن اسکے بالکل خلاف ہین، حضرت عمر کے عہد مین یزدگرد اور خاندان شاہی پر مسلمانون کو مطلق قابو نہین

حاصل ہوا مدائن کے معرکے مین یزدگرد مع تمام اہل وعیال کے دارالسلطنہ سے نکلا اور
اور حلوان پہنچا جب مسلمان حلوان پر بڑھے تو وہ اصفہان بھاگ گیا اور پھر کرمان
وغیرہ مین ٹھکراتا پھرا مرو مین پہنچکر ۳۱ھ مین جو حضرت عثمان کی خلافت کا زمانہ ہے
مارا گیا اسکی آل اولاد اگر گرفتار ہوے ہونگے تو اُسی وقت گرفتار ہوے ہونگے، مجھکو
شبہہ ہے کہ زمخشری کو یہ بھی معلوم تھا یا نہین کہ یزدگرد کا قتل کس عہد مین واقع ہوا۔
اسکے علاوہ جس وقت کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اُس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام
کی عمر ۱۲ برس کی تھی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچوین سال پیدا ہوے اور فارس ۱۷ھ
مین فتح ہوا ۱۱ اس لیے یہ امر بھی کسی قدر مستبعد ہے کہ حضرت علیؑ نے اُنکی نابالغی مین اُنپر
اس قسم کی عنایت کی ہوگی ۱۱ اسکے علاوہ ایک شہنشاہ کی اولاد کی قیمت نہایت گران
قرار پائی ہوگی اور حضرت علیؑ نہایت زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے ۔غرض کسی
حیثیت سے اس واقعہ کی صحت پر گمان نہین ہوسکتا ۱۲۔
پس جس تواریخ کے اغلاط کا یہ حال ہو کہ ایک مورخ ایک واقعہ کو لکھتا ہے تو دوسرا
غلط بنا دیتا ہے اوس پر آپ کیونکر اعتماد کرکے یہ فرماتے ہین کہ حضرت نرجس کا حال کیون
نہ لکھا گیا۔
کیا اس مولوی شبلی صاحب کے انکار سے اصل واقعہ غلط ہو جائے گا اور حضرت شہربانو
کا زوجیت امام حسینؑ مین آنا اور والدہ امام زین العابدینؑ ہونا ثابت نہ رہے گا حالانکہ
تمام کتب تواریخ ورجال اس واقعہ سے مملو ہے۔
روضۃ الصفا مین ہے جلد ۳ صفحہ ۲۷ھ
در ربیع الابرار مسطور است کہ امیر المومنین علیؑ حریث بن جابر جعفی را حکومت بعضے از بلاد
مشرق فرستاد حریث دو دختر یزدجرد را بدست آورد وبخدمت آنحضرت ارسال و حضرت
مقدس امیر المومنین شہربانو را بقرۃ البصر حسینؑ داد و دیگر را کہ مسماۃ بگیہان بانو بود بہ
محمد بن ابی بکر ارزانی داشت بانخواست از یک خواہر امام زین العابدینؑ متولد شدہ
وازان خواہر دیگر قاسم بن محمد وآنجناب را ذوالصفات بجہت آن ہمیگفتند کہ از کثرت

عبادت مواضع سجود او مانند زانوے شتر درشت شدہ بود وگویند کہ تا زمان وفات امام زین العابدین در ہر شبانہ روزے ہزار رکعت نماز گذاردے و در حین شہادت امیر المومنین علی دو سالہ بود و در واقعہ کربلا بست و دو سالہ بود۔

کہیے اب تو آپکو اپنے قیاس و استبعاد کا حال معلوم ہو گیا کہ حضرت شہربانو کی اسیری کا حال اگر آپکی کتب تواریخ مین لکھا بھی گیا تو کیسا غلط سراسر افترا اور جو اصلی حال تھا وہ چھپا دیا گیا کہ انکی اسیری بعہد جناب امیر المومنین ہوئی نہ بعہد عمر۔ جسکا سب سے بڑا قرینہ یہ ہے کہ حضرت امام زین العابدین بوقت وفات جناب امیر دو سالہ تھے جو بالکل قرین قیاس ہے۔ بخلاف اسیری عہد عمر کے کہ کیونکر قیاس مین آسکتا ہے حضرت شہربانو بیس بائیس برس زوجیت امام حسین مین رہین اور کوئی اولاد نہو بجز آخری وقت کے۔

بہرحال جس طرح اس واقعہ مین آپنے دیکھ لیا کہ آپکے اتنے مورخین کو اس عظیم الشان واقعہ کی خبر نہوئی جو درج اخبار کرتے اور جن لوگون نے لکھا بھی تو اون سے ایسے اغلاط ہوے۔ اسی پر واقعہ حضرت نرجس کو کیون نہین قیاس کر لیتے کہ مورخین نے نہین لکھا یا اونھین نہین معلوم ہوا حالانکہ وہان تو اسیری ہوئی تھی اس طرح پر کہ سبکو معلوم ہو گیا کہ فلان شاہزادی قید ہوئی اور یہان تو کسی طرح معلوم ہی نہین ہو سکتا تھا کیونکہ حضرت نرجس نے کنیزون اور لونڈیون کا لباس پہن لیا تھا اور اوسی قسم کا نام بیان کیا۔ پھر اسکا علم بجز امام یا اون لوگون کے کس کو ہو سکتا ہے جس سے امام فرمائین۔

منشی خادم حسین صاحب نے جس طرح کا استہزا بیان کیا ہے" تعجب ہے کہ جس قیصر روم کی نواسی لونڈی غلامون محافظون سے آنکھ بچا کر اور شاہی محل کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہکر غلام فروشون کی معرفت ایک امام عالی مقام کی خدمت مین آئی اور جسکے بھاگون مین امام غائب کی والدہ ماجدہ ہونا مقدر تھا اسکے حالات سے سوائے راویان شیعہ کے کوئی واقف نہوا"

اس کا جواب ہم استہزا اور تمسخر سے نہین دیسکتے کیونکہ خلاف اصول ہے۔ مگر یہ تو ضرور کہینگے ایسے حالات بجز امام کے کسی کو نہین معلوم ہو سکتے جس سے اون معظمہ کا عقد ہوا۔ کیونکہ اگر

معمولی طور پر بھی یہ اسیری ہوتی تو مورخین اسکو نہ لکھتے کیونکہ اب اسلامی فتوحات نے مورخون کو اس سے مستغنی کر دیا تھا کہ ایسے جزئی واقعات کو لکھین۔ اور یہان تو اس طرح اسیری ہوئی نہین بلکہ حضرت نرجس نے خواب مین ارشاد امام معلوم کیا تھا۔ اس وجہ سے وہ لونڈیون کی شان مین نکل پڑین پھر اون کا حال مورخین کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے یہ حال تو اوس معظمہ کو معلوم تھا یا امام علی نقی جنکی ہدایت و ارشاد سے آپنے ایسا کیا۔

آپنے حضرت صفیہ کا حال تواریخ مین پڑھا ہوگا جو ام المومنین ہین او حضرت کی زوجیت مین آئین اون کا خواب دیکھنا کہ ہماری گود مین آفتاب اوتر آیا ہے۔ کب معلوم ہوا۔ بعد اسیری جسکو اونھون نے حضرت سے بیان کیا اور بعد اوسکے محدثین نے اوس کو نقل کیا۔

اوسی طرح اس واقعہ کو بھی سمجھ لیجئے کہ حضرت نرجس نے خواب دیکھا اور اوسکی تعمیل کی اور جب دربار امامت مین داخل ہوین اور اونھون نے یہ قصہ بیان کیا تو حضرت نے راویون سے بیان کیا جنھون نے اپنی کتابون مین لکھا اگر مورخین اہل سنت اسکو نہ لکھین تو اسکے ذمہ دار وہ ہین یا دوسرے۔

ہان یہ جملہ بیا ہے "پس جبتک محققین شیعہ اس زمانہ کے ہمعصر قیاصرہ روم سے یشوعا کے باپ قیصر کا پتہ نہ بتائین یا اس واقعہ کو تاریخ قیاصرہ روم یا تاریخ کلیسیا یا کسی ہمعصر مورخ اسلامی کی کتاب سے نہ ثابت کرین بار ثبوت ولادت امام غائب انکے ذمہ ہے"

کیونکہ ہم کیا کوئی مسلمان بھی قول خدا و رسول و امام کے مقابلہ مین نہ اپنی تواریخ کو کوئی چیز سمجھتا ہے نہ غیر کی ہمکو جب قول امام سے اس کا ثبوت بہم ہو چکا تو اب ہمکو اسکی کیا ضرورت رہی کہ اور کسی تاریخ مین ہے یا نہین آپ منکر ہین تو اپنے انکار کے دلائل پیش کیجئے۔

اگر ایسا ہی سوال کرنا ہے تو پھر حضرت صفیہ کے باپ حی بن اخطب سردار یہودی کا یہودی ہونا اور بمولا د حضرت ہارون سے ہونا کتب یہود سے ثابت کیجئے۔

افسوس ہم نہین سمجھتے تھے کہ منشی خادم حسین صاحب اس دماغ کے ہونگے کہ جن امور کا بار ثبوت اونکے ذمہ ہے وہ دوسرون کے سر منڈھینگے حالانکہ اس سے اون کو کوئی نتیجہ نہین کیونکہ بحث تو صرف وفات حضرت مہدی کی ہے اوسکو آپ ثابت کیجئے ولادت غیبت تو خود آپکے قول سے ثابت ہو چکی خواہ وہ کسی کے بطن سے ہون کیونکہ اسکی تو کسی طرح بحث ہی نہین ۔

قول شیخ امیر رکن الدین اور ایک جماعت امامیہ کی نسبت مجالس المومنین سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی وجود امام سے انکاری تھے چنانچہ لکھتے ہین ۔

وبر تقدیر تسلیم میگوئیم انکار وجود محمد بن الحسن العسکری علیہ السلام منافی تشیع نیست چہ بعضے از طوائف شیعہ حتی جمعی از امامیہ قائل بہ دوا زدہ امام کہ یکے از ایشان محمد بن الحسن عسکری ست نیستند ۔ مجالس المومنین مجلس ششم مطبوعہ ایران صفحہ ۳۱

یاد رہے کہ امامیہ شیعہ سے مراد اثنا عشری ہوتے ہین ۔ اور بقول شوستری ایک جماعت منکر وجود امام غائب ہے ۔

اقول آنکھ مین خاک ڈالناسنا تھا مگر اس تحریر نے دکھا دیا کیونکہ اولاً بحث وفات حضرت مہدیؑ ہے جو اس تحریر سے بھی نہ ثابت ہو سکا ثانیاً کتاب مجالس المومنین نہ کوئی کتاب نایاب ہے نہ دقیق بلکہ سلیس فارسی عبارت مین ہے جسکو ہر شخص دیکھ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے اوس کتاب سے اس طرح کا استدلال سراسر حیرت خیز ہے ۔

جناب علامہ شوستری علیہ الرحمہ نے شیخ علاؤ الدولہ امیر رکن الدین کے تشیع ثابت کرنے مین ایک طولانی تقریر کی ہے اوسکے بعد لکھتے ہین و شیخ علاء الدولہ قدس سرہ در رسالہ موسومہ بوضیح مقاصد المخالفین و مفضح عقائد المدعین کہ از مشاہیر رسائل اوست آوردہ کہ امیر المومنین خلیفہ بحق پیغمبر بود و قلبہ کان علی قلبہ ولذالک قال ابوبکر لابی عبیدہ الجراح حین بعث لاستحضارہ یا اباعبیدہ انت ابعثک الیوم الی من فی مرتبۃ من فقدناہ بالامس الی آخر مقالاتہ و قال عمر لولا علی لہلک عمر و کفی بتصدیق ماذکرہ قول النبی انت منی بمنزلۃ

هارون من موسی ولکن لا نبی بعدی وقوله فی غدیر خم علی ملاء
من المهاجرین والانصار من کنت مولاه فهذا علی مولاه اللهم وال
من والاه وعاد من عاداه وهذا حدیث اتفق البخاری ومسلم علی
صحته. وانچه شیخ درین رساله مذکور ساخته که امام ابن الامام محمد بن الحسن العسکری علیه
وعلی آبائه الکرام درگذشته می تواند بود که از مقوله غلط در کشف باشد چنانچه شیخ محی
الدین وبعضے از اکابر این طائفه را در دعوی مهدویت وخاتم الولایه واقع شده
یا غلط در تشخیص محمد بن الحسن العسکری باشد چنانچه در نفحات تلویحا ودر حاشیه آن تصریح
مثل این تخطیه از ملا نظام الدین هروی در باب تشخیص خضر نسبت بجناب شیخ منقول
است وبالجمله چون رکن الدین علاء الدوله قدس سره مشهور بوده بصحبت داری
خضر ومولانا نظام الدین از وی احوال خضر؏ میکرد وهمانا که احوال بر وجهے فرموده
که مرضی مولانائے مذکور نبوده وازین جهة باو گفت که این حال خضر ترکمان است
نه حال خضر ترجمان یعنی حال خضر نامی است از ترکمه نه حال خضر که ترجمان وواسطه
میان حق وخلق است وحاصل کلام آنکه برقیاس تخطیه ملا نظام الدین می توان گفت
که آن محمد بن الحسن العسکری که شیخ را بر گذشتن او اطلاع حاصل شده محمد بن الحسن
العسکری ست که در عسکر سامره بغداد متولد شده بلکه محمد بن حسن دیگر بود که در عسکر اهواز
یا عسکر مصر بود وخدمت شیخ تشخیص حال نفرموده با آنکه آنچه درین رساله باو منسوبست
معارض است باآنچه در فصل فتوحات وبا یضاف الیها از رساله بیان الاحسان لاهل
العرفان مذکور ساخته وفرموده که مهدی را علیه سلام الله وسلام جده خاتم النبیین از هر
سه نطفه یعنی صلبی وقلبی وحقی نصیبے اکمل وحظے اوفر من حیث الاعتدال لا غالبا و
مغلوبا بود اگر در حیات است وغائب سبب غیبت او تکمیل این صفات است
تا چنان شود ودر حد اوسط افتد واز افراط وتفریط امین گردد وبر حق ثابت شود
واگر هنوز بوجود آمده است بیشک بوجود خواهد آمد وبکمالے که شان مصطفی است
خواهد رسید ودعوت او شامل اهل عالم خواهد گشت واو قطب روزگار خواهد بود

امیر المومنین انتہی ۔

وبالجملہ ہرچند صدق شرطیہ مستلزم صدق مقدم نیست اما احتمال دادن وجود و طیبت آنحضرت و تقدیم این احتمال بر احتمال عدم ۔ ناظر بر ترجیح اوست و کسی کہ یکمرتبہ آنچنان حکم جزم بوفات مہدی نمودہ باشد باین اسلوب سوق کلام نمی نماید کما لا یخفی علی العارف باسالیب الکلام و بر تقدیر تسلیم میگوئیم انکار وجود محمد بن الحسن العسکری منافی تشیع شیخ نیست چہ بعضے از طوائف شیعہ حتی جمعی از امامیہ قائل بدوازدہ امام کہ یکے از ایشان محمد بن الحسن العسکری است نیستند چہ مناط تشیع بر اعتقاد آنست کہ بعد از پیغمبر خلیفہ بحق بلا فصل امیر المومنین علی بن ابیطالب است چنانچہ در صدر کتاب مذکور شدہ وانچہ درینمقام از روایات صاحب احباب و عبارت رسالہ شیخ حکم بر یافت نفس صریح است درین باب وما در مواضع این کتاب ذکر مطلق امامیہ را منظور داشتہ ام و مقصود بذکر امامیہ اثنی عشریہ نگذاشتہ ایم ص۲۱۱

اس عبارت کو دیکھیے اور منشی صاحب کے استدلال کو دیکھیے کیونکہ جناب قاضی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے انکے تشیع کا دعوی کیا جسکو انکے رسالہ معنی منیع مقاصد المخلصین سے ثابت کیا اسکے بعد اس اعتراض کا جواب دیا کہ وہ قائل بوفات حضرت مہدی علیہ السلام تھے ۔

اس کا تین جواب دیا ایک تو یہ کہ ممکن ہے ان سے تعبیر کشف مین غلطی ہوئی جیسا کہ شیخ محی الدین عربی اور ملا نظام الدین وغیرہ سے غلطی ہوئی لہذا یہان بھی غلطی ہوئی کہ دوسرے محمد بن الحسن العسکری کو اونھون نے حضرت مہدی علیہ السلام سمجھا ۔

دوسرا جواب یہ دیا کہ فصل نبوات مین لکھا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام اگر غائب ہین تو وجہ اوسکی تکمیل صفات ہے کہ شان رسول پیدا ہو اور آپکی دعوت تمام عالم تک پہنچے اور اگر نہین پیدا ہوئے ہین تو ضرور پیدا ہونگے ۔ تو جو شخص قائل بوفات ہو وہ کیونکر ایسا لکھ سکتا ہے ۔

تیسرا جواب یہ دیا کہ اگر فرض کیا جائے کہ وہ منکر وجود مہدی ہین تب بھی اعلے

تشیع مین فرق نہین آتا کیونکہ ہم یہان اون شیعون کو لکھ رہے ہین جو جناب امیرؑ کو خلیفہ بلافصل مانتے ہین۔ تو باوصف انکار بھی وہ شیعہ رہینگے۔

پھر حیف ہے کہ قاضی صاحب تو یہ لکھین اور آپ یہ لکھین "یاد رہے کہ امامیہ شیعہ سے مراد اثنا عشری ہوتے ہین اور بقول شوستری ایک جماعت منکر وجود امام غائب ہے" حالانکہ قاضی صاحب الصراحت فرماتے ہین وما در مواضع این کتاب ذکر مطلق امامیہ را منظور داشتہ ومقصور بر ذکر امامیہ اثنا عشریہ نہ گذاشتہ ایم "پھر کس قسم کا دعوی ہے کہ امامیہ شیعہ سے مراد اثنا عشری ہوتے ہین اور بقول شوشتری ایک جماعت منکر وجود امام غائب ہے"

افسوس کہ آجتک ہمکو ایک متنفس بھی اہلسنت سے ایسا نہ ملا جو نقل کلام شیعہ مین امانت و دیانت سے کام لیتا اور جو کلام مین خیانت و تحریف نہ کرتا کیونکہ قاضی صاحب صاف فرماتے ہین ہم یہان ذکر امامیہ اثنا عشریہ نہین کرتے "مگر ہمارے مخاطب فرماتے ہین امامیہ شیعہ سے مراد اثنا عشری ہوتے ہین۔

یہ بھی قدرت حق تعالی ہی کہ اون کو یہ نہ سوجھا کہ شیخ امیر رکن الدین مدعی وفات حضرت صاحب الامرؑ تھے اگر بجواب سائل یہی لکھدیتے کہ شیخ امیر رکن الدین وفات کے قائل تھے تو پھر بھی ایک بات رہ جاتی کیونکہ اسکی تحقیق تو بعد کو کرنی پڑتی اون کا قول کیا ہے۔ وہ کیسے شیعہ ہین۔ مگر اس وقت تو اوس سائل کو جواب تشفی بخش دیدیتے اور اوسکے قادیانی ہو جانے کا ڈنکہ بجادیتے۔ مگر درحقیقت یہ بھی تصرف روحانی حضرت صاحب الامر عجل اللہ ظہورہ ہے کہ یہ موٹی بات اونکو نہ سوجھی اور سوجھی تو یہ کہ ایک جماعت امامیہ اثنا عشری منکر وجود امام غائب ہے جسکی تکذیب آپ ابھی ملاحظہ کر چکے۔ اور بہت سے فرقہائے باطل کا منکر ہونا مسلمات سے ہے ورنہ یہ فرقے علیحدہ کیون شمار ہوتے

ناظرین طول تقریر سے ضرور گھبراتے ہونگے مگر وہ انصاف کرین کہ ہم کس درجہ مجبور ہین اور بغیر تحقیقات کامل کیا چارہ ہے۔

قولہ ولادت کے بعد جو حالات بیان کئے جاتے ہین جس سے بقاے امام کو ثابت کرتے

کی کوشش کی گئی ہے وہ بھی اطمینان بخش نہیں۔

مثلاً امام کو پانچ چھ برس کی عمر مین ہی یکایک غائب کیا جاتا ہے اور پھر ایک زمانہ کو غیبت صغریٰ سے موسوم کرتے ہین جو کم وبیش ستر برس تک رہی۔ اس عرصہ مین خوش اعتقادون کو کہا گیا۔ کہ امام خوف اعدا سے غائب ہین۔ منجملہ انکے سگے چچا جعفر سب سے اول درجہ کے دشمن قرار دیے گئے۔ پھر یہ کہ اس عرصہ مین کئی ایک نائب مقرر تھے۔ جو قائم مقام امام غائب تھے یہ لوگ شیعون سے نذر ونیاز۔ زکوۃ۔ خمس وصول کرتے اور اہل حاجات وسائلین سے تحریری عرائض واقعات لیتے اور اُن کو امام غائب کی خدمت مین پیش کر کے جواب باصواب حاصل کرتے یہ جواب تحریری ہوتے تھے اور دستخط امام سے مزین۔ اصطلاح مین ان جوابات کو توقیع شریف کہا جاتا تھا۔ لیکن تابہ کے تقریباً ستر برس تک تو یہ سفارت خانہ چلا۔ بعد کو ایک خاص توقیع شریف کے مطابق ہمیشہ کیلئے بند کیا گیا۔ ملا باقر مجلسی نے ایک مستقل رسالہ ان توقیعات شریف کو جمع کر کے بھی لکھا ہے اور وہ آجکل مطبوعہ ہے شیعہ تاجران کتب سے مل سکتا ہے۔

اقول افسوس آپکو یہ بھی نہین معلوم کہ شیعہ جو حضرت کے طول بقا اور غیبت کے قائل ہین تو کس بنیاد پر اون کا مدار ان حالات پر نہین ہے۔ بلکہ اون آیات قرآنی واحادیث صحیحہ رسول اللہ پر ہے جو کتب شیعہ وسنی دونون مین مذکور ہین۔ بنابر اون روایات کے ان کا عقیدہ ہے کہ خبر رسول کاذب نہین ہو سکتی لہذا وہ حضرت ضرور موجود ہین۔

پہلے اون **آیات** قرآن مجید کو ملاحظہ فرمایئے جس سے ایک علم اجمالی مگر یقینی حاصل ہو کہ ایک ایسے وجود مقدس کا وجود ضروری ہے۔

(۱) الم۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ۔ اسکی تفسیر جو حضرت نے فرمائی ہے فبعدہ ابنہ محمد یدعیٰ بالمھدی والقائم والحجۃ فیغیب ثم یخرج فاذا خرج ملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما طوبیٰ للصابرین فی غیبتہ طوبیٰ للمقیمین علی محبتہ اولئک الذین وصفھم اللہ فی کتابہ وقال ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب وقال تعالیٰ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھو الغالبون

وجہ عقیدہ طول بقا وغیبت

ینابیع المودۃ صفحہ ۳۷

یعنی حضرت نے جندل یہودی کو اسمائے دوازدہ امام بتائے تو کہا امام حسن عسکری کے بعد اونکے بیٹے محمد ہونگے جو مہدی و حجت و قائم ہین وہ غائب ہونگے۔ پھر ظاہر ہونگے بعد ظہور وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے جیسا کہ ظلم و جور سے بھری ہوگی طوبی ہے اون صابرین پر جو اون کی غیبت پر صبر کرتے ہین اور محبت پر قائم رہتے ہین انھین کے وصف مین خدا فرماتا ہے ہدی للمتقین الذین یومنون بالغیب اور فرماتا ہے اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم الغالبون۔

ہمنے اس آیہ کو اس وجہ سے لکھا ہے کہ بعد سورہ حمد یہ قرآن کا پہلا آیہ ہے جسکی سب تلاوت کرتے ہین مگر افسوس کوئی غور نہین کرتا کہ اس مین خدا نے کیا ہدایت کی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اس آیہ نے بتا دیا کہ جتنے مسلمان بعد زمانہ آنحضرت پیدا ہوے وہ افضل ہین اون صحابہ سے جو آنحضرت کے زمانہ مین تھے چنانچہ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی مین ہے صفحہ ۲۶ جلد اول۔

واخرج البزار وابو یعلی والموھبی فی فضل العلم والحاکم وصححہ عن عمر بن الخطاب قال کنت جالساً مع النبی فقال انبؤنی بافضل اھل الایمان ایماناً قالوا یا رسول اللہ الملٰئکۃ قال ھم کذالک ویحق لھم وما یمنعھم وقد انزلھم اللہ المنزلۃ التی انزلھم بھا۔ قالوا یا رسول اللہ الانبیاء الذین اکرمھم اللہ برسالاتہ والنبوۃ قال ھم کذالک ویحق لھم وما یمنعھم وقد انزلھم اللہ المنزلۃ التی انزلھم بھا قالوا یا رسول اللہ الشھداء الذین استشھدوا مع الانبیاء قال ھم کذالک ویحق لھم وما یمنعھم وقد اکرمھم اللہ بالشھادۃ مع الانبیاء۔ بل غیرھم۔ قالوا فمن یا رسول اللہ قال اقوام فی اصلاب الرجال یاتون من بعدی یومنون بی ولم یرونی ویصدقونی ولم یرونی یجدون الورق المعلق فیعملون بما فیہ فھولاء افضل اھل الایمان ایماناً۔

افضلیت صاحب العصر علیہ السلام

امام بزار۔ ابو یعلی۔ مرہبی۔ امام حاکم بسند صحیح روایت کرتے ہین عمر بن الخطاب سے کہ
حضرت نے پوچھا سب سے بڑھکر افضل ایمان مین کون ہے لوگون نے بترتیب ملئکہ۔ انبیاء۔
شہدا کا نام لیا حضرت نے فرمایا وہ کیون نہ ایمان لائین حالانکہ وہ سب باتین خود مشاہدہ
کرتے ہین اور خدا نے یہ مدارج دیے ہین۔ سب نے کہا پھر آپ ہی فرمائین حضرت نے فرمایا
وہ لوگ جو اصلاب رجال مین ہین ابھی پیدا نہین ہوے ہمارے بعد آئینگے اور ہمپر بے
دیکھے ایمان لائینگے اور تصدیق کرینگے وہ ایک ورق لٹکا ہوا پائینگے اور جو کچھ اوس مین
ہوگا اوسپر عمل کرینگے۔ پس یہ لوگ ہین افضل اہل ایمان مین از روے ایمان کے۔

دوسری روایت مین بھی صحابہ نے اپنی افضلیت کا دعوی کیا تو حضرت نے
فرمایا الا ان اعجب الخلق الی ایماناً یکونون من بعدا کم یجدون صحفافیما کتاب
یومنون بما فیہ۔
سب سے زیادہ اعجب ایمان اون کا ہے جو ہمارے بعد پیدا ہونگے کہ وہ اوراق مین کتاب
پائینگے اور اوسپر ایمان لائینگے۔
تیسری روایت طبرانی کی ہے کہ حضرت نے فرمایا اعجب الناس ایماناً قوم یجیئون
بعدی یومنون بی ولم یرونی ویصدقونی ولم یرونی اولئک اخوانی۔
اس مین بھی حضرت نے غیر صحابہ کو صحابہ سے افضل کہا ہے اور اونکو اخوانی کا خطاب دیا ہے
چوتھی روایت اسمعیلی کی ہے جسمین حضرت نے یہ بھی فرمایا اولئک اخوانی وانتم
اصحابی کہ وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے اور تم ہمارے اصحاب ہو۔
پانچوین روایت مین بھی بمقابلہ اصحاب فرمایا ھولاء اعجب الناس ایماناً انکا ایمان
سب سے زیادہ عجیب ہے۔
چھٹی روایت ابن شیبہ ہے کہ حضرت نے فرمایا یالیتنی قد لقیت اخوانی کہ کاش
ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے صحابہ نے عرض کیا ہم بھی تو آپکے بھائی اور اصحاب ہین حضرت نے
فرمایا کیون نہین مگر ہمارے بھائی وہ ہین جو ہمارے بعد آئینگے اور تصدیق کرینگے فیا لیتنی
قد لقیت اخوانی۔

ساتوین روایت ابن عساکر سے ہے صحابی نے وہی عرض کیا تو حضرت نے فرمایا انتم اصحابی واخوانی قوم یاتون من بعدی یومنون بی ولم یرونی ثم قرء الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰة یعنی تم ہمارے اصحاب ہو اور ہمارے اخوان وہ ہین جو بے دیکھے ہمپر ایمان لائینگے پھر اس آیہ یومنون بالغیب کی تلاوت فرمائی۔

آٹھوین روایت احمد و دارمی و بخاری سے تاریخ مین کہ حضرت نے فرمایا بل قوم یاتون من بعدی یاتیہم کتاب بین لوحین فیومنون به و یعملون بما فیه اولئك اعظم منکم اجرا اون لوگون کا اجر تمسے اعظم ہے۔

نوین روایت ابن ابی شیبہ سے جسمین حضرت نے بے دیکھے ایمان لانیوالونکو طوبی لہ طوبی لہ فرمایا ہے۔

دسوین روایت طیالسی سے ہے کہ حضرت نے سات مرتبہ طوبی فرمایا ایسے لوگونکو جو بے دیکھے ایمان لائے۔

گیارہوین بارہوین تیرہوین چودھوین پندرہوین روایت بھی اسی مضمون کی ہے ملاحظہ ہو ۲۶ لغایت ۲۷

پس چونکہ یہ آیت دلیل صریح بطلان مذہب اہلسنت ہے جو عام طور پر افضلیت صحابہ کے قائل ہین لہذا عام طور پر دلیل حقیت مذہب شیعہ ہے کیونکہ شیعہ و سنی مین وہی نسبت ہے جو دن اور رات مین ہے۔ اور چونکہ خود رسول اللہ ص نے ایمان غیبت حضرت صاحب الامر ع کو اس آیہ کریمہ کا مصداق قرار دیا ہے لہذا کسی سنی کو جائے دم زدن بھی نہین ہے۔

اب اہل انصاف فرمائین کہ اس آیہ اور اسکا مصداق کون ہوا اہلسنت یا شیعہ۔ جو اس قرآن پر اور اون احادیث پر ایمان لاتے ہین جو حضرت سے منقول ہین۔

اب اہلسنت کو اختیار ہے کہ وہ مذہب اہلسنت اختیار کرین جس سے قرآن اور حدیث کی تکذیب لازم آئے یا مذہب حق قبول کرین جس سے قرآن اور حدیث کے وہ تصدیق کرنے والے ہون۔

غرض چونکہ خود خداوند عالم نے اس غیبت کا ذکر کیا ہے اور حضرت نے بتفصیل ظاہر فرمایا کہ وہی لوگ اسکے مصداق ہین جو صاحب الامر پر اور اونکی غیبت پر ایمان لاتے ہین - لہذا اہلحق مجبور ہین کہ اس سے انحراف کرین اور دوسری راہ اختیار کرین -

دوسرا آیہ لیظهره علی الدین کلہ کہ خداوند عالم اپنے حبیب سے وعدہ کرتا ہے کہ اس دین اسلام کو کل ادیان پر غالب کریگا جو سورہ برات پ۱۰ ع ۱۱ - اور پ۲۶ ع ۱۲ سورہ فتح اور پ۲۸ ع ۸ سورہ صف مین ہے - غرض تین جگہ خدا نے قرآن مین اسکا وعدہ کیا ہے - اب دو ہی صورت ہے یا کہئے یہ دعوی خدا غلط ہے تو سارا اسلام گیا - یا کہئے سچ ہے تو اب دو ہی صورت ہے یہ وعدہ پورا ہوگیا - ایسا وعدہ کرنا بدیہیات کا انکار کرنا ہے اسی لیے شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین قال اللہ تع لیظهره علی الدین کلہ واین وعدہ بنا بر حکمت الہی در زمان آنحضرت بظہور نرسید ملاحظہ ہو پیغام صلح مورخہ ۳ جمادی الاولی ۱۳۳۳ھ

تو بھلا خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین کب وہ وعدہ پورا ہوا -

لہذا ضرور ہوا کہ بتصدیق کلام الہی و تطبیق احادیث رسالت پناہی اوس زمانہ کا انتظار کیا جائے جس مین یہ وعدہ پورا ہوگا - اس لیے جتنے فرق مسلمانون مین گذرے ہین یون سب کا ایک مہدی پر ایمان ہے کہ وہ آیندہ زمانہ مین ظاہر ہونگے اور اوس وعدۂ الٰہی کو پورا کرینگے -

انھین دونون آیتون سے جہان مذہب اہلسنت باطل ہوا وہان قادیانی دعوی بھی کیونکہ مرزا صاحب پیدا ہوے دو خلیفہ بھی اونکے ہو چکے مدعی مہدویت و مسیحیت بلکہ نبوت و رسالت بھی ہوے مگر نہ دین اسلام کو ظہور ہوا نہ کل ادیان پر غالب آیا نہ کسی طرح کا امن و امان ہوا بلکہ اور ظلم و عدوان بڑھ گیا لہذا معلوم ہوا کہ وہ کسی طرح مہدی موعود نہ تھے بلکہ حدیث صحیح مسلم کے مطابق تیس دجالون سے ایک دجال تھے کیونکہ وہ مدعی نبوت بھی تھے اور یہی نشان ہے دجال کی -

کتاب رد الملاحدہ حصہ دوم مین اسکی پوری تقریر ہو چکی ہے لہذا اعادہ کی ضرورت

نہین مگر اسقدر تو قرآن مجید سے ضرور معلوم ہوا کہ مومنین کو غیب پر ایمان لانا ضروری ہے اور یہ دین ایک روز ضرور ظاہر ہو گا۔ تو اب اون احادیث کو ملاحظہ فرمایئے جس مین حضرت نے اس مہدی موعود کے وعدہ کو مع نام و نسب بتصریح صریح ظاہر فرمایا ہے۔

اگرچہ آیتین اس مطلب کی صدہا ہین جنسے مفسرین نے اس دعوی کو ثابت کیا ہے مگر بنظر اختصار ہمنے صرف انھین دو آیتون کو لکھا ہے اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

بحث احادیث رسول اللہ صلعم۔ اگرچہ حدیثین ہزارون ہین۔ مگر ہم صرف دو تین حدیث لکھتے ہین ملاحظہ ہو۔ ینابیع المودۃ مولفہ شیخ سلیمان حسینی حنفی نقشبندی قندوزی بلخی المتوفی سنہ ۱۲۹۴ھ جو سلطان روم عبد العزیز خان کے پیر و مرشد تھے صفحہ ۴۳۹

الباب السادس والسبعون فی بیان الائمۃ الاثنا عشر باسمائہم فی فرائد السمطین بسندہ عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قدم یھودی یقال لہ نعثل فقال یا محمد اسئلک عن اشیاء تلجلج فی صدری منذ حین فان اجبتنی عنھا اسلمت علی یدیک قال سل یا ابا عمارۃ فقال یا محمد صف لی ربک فقال صلعم لا یوصف الا بما وصف بہ نفسہ وکیف یوصف الخالق الذی تعجز العقول ان تدرکہ والاوھام ان تنالہ والخطرات ان تحدہ والابصار ان تحیط بہ جل وعلا عما یصفہ الواصفون نائ فی قربہ وقریب فی نائہ ھو کیف الکیف واین الاین فلا یقال لہ این ھو وھو منقطع الکیفیۃ والاینونیۃ فھو الاحد الصمد کما وصف نفسہ والواصفون لا یبلغون نعتہ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد قال صدقت یا محمد فاخبرنی عن قولک انہ واحد لا شبیہ لہ الیس اللہ واحد والانسان واحد فقال صلعم اللہ عز واحد حقیقی احدی المعنی ای لا جزء ولا ترکیب لہ والانسان واحد ثنائی المعنی مرکب من روح وبدن قال صدقت فاخبرنی عن

وصیات من هو فما من نبی الا وله وصی وان نبینا موسیٰ بن عمران اوصیٰ
یوشع بن نون فقال ان وصیی علی بن ابیطالب وبعده سبطای الحسن
والحسین تتلوه تسعة ائمة من صلب الحسین قال یا محمد فسمهم لی قال
اذا مضی الحسین فابنه علی فاذا مضی علی فابنه محمد فاذا مضی محمد
فابنه جعفر فاذا مضی جعفر فابنه موسی فاذا مضی موسی فابنه علی
فاذا مضی علی فابنه محمد فاذا مضی محمد فابنه علی فاذا مضی علی
فابنه الحسن فاذا مضی الحسن فابنه الحجة محمد المهدی فهولاء اثنا عشر
قال اخبرنی عن کیفیة موت علی والحسن والحسین قال ص یقتل علی بضربة
علی قرنه والحسن یقتل بالسم والحسین بالذبح قال فاین مکانهم قال فی
الجنة فی درجتی قال اشهد ان لا اله الا الله وانک رسول الله واشهد
انهم الاوصیاء بعدک ولقد وجدت فی کتب الانبیاء المتقدمة وفیما عهد
الینا موسیٰ بن عمران علیه السلام انه اذا کان اخر الزمان یخرج نبی یقال
له احمد و محمد هو خاتم الانبیاء لا نبی بعده فیکون اوصیاءه بعده اثنا
عشر اولهم ابن عمه وختنه والثانی والثالث کانا اخوین من ولده و
یقتل امة النبی الاول بالسیف والثانی بالسم والثالث مع جماعة
من اهل بیته بالسیف وبالعطش فی موضع الغربة فهو کولد الغنم
یذبح ویصبر علی القتل لرفع درجاته و درجات اهلبیته وذریته
ولاخراج محبیه واتباعه من النار وتسعة الاوصیاء منهم من اولاد
الثالث فهولاء الاثنا عشر عدد الاسباط قال ص اتعرف الاسباط قال
نعم انهم کانوا اثنا عشر اولهم لاوی بن برخیا وهو الذی غاب عن بنی
اسرائیل غیبة ثم عاد فاظهر الله به شریعته بعد اندراسها وقاتل
قرسطیا الملک حتی قتل الملک قال ص کائن فی امتی ما کان فی بنی اسرائیل
حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة وان الثانی عشر من ولدی یغیب

حتی لا یری ویاتی علی امتی بزمن لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی
من القرآن الا رسمه فحینئذ یاذن الله تبارک وتعالی له بالخروج فیظهر
الله الاسلام به ویجدده طوبی لمن احبهم وتبعهم والویل لمن ابغضهم
وخالفهم وطوبی لمن تمسک بهداهم فانشأ نعثل شعراً [illegible] صلی الله
ذو العلی علیک یا خیر البشر + انت النبی المصطفی + والهاشمی المفتخر +
بکم هدانا ربنا وفیک نرجوا ما امر + ومعشر سمیتهم + ائمة اثنا عشر حباهم
رب العلی ثم اصطفاهم من کدر قد فاز من والاهم + وخاب من عادی
الزهر داخرهم یسقی الظما وهو الامام المنتظر + وعترتک الاخیار [illegible] و
التابعین ما امر من کان عنهم معرضاً فسوف تصلاه سقر + و فی المناقب
من وائلة بن الاصقع بن قرخاب عن جابر بن عبد الله الانصاری قال
دخل جندل بن جنادة بن جبیر الیهودی علی رسول الله صلعم فقال یا محمد
اخبرنی عما لیس لله وعما لیس عند الله وعما لا یعلمه الله فقال صلعم اما ما لیس
لله فلیس لله شریک واما ما لیس عند الله فلیس عند الله ظلم للعباد
واما ما لا یعلمه الله فذلک قولکم یا معشر الیهود ان عزیر ابن الله والله
لا یعلم انه له ولد بل یعلم انه مخلوق وعبده فقال اشهد ان لا اله الا الله
وانک رسول الله حقاً وصدقاً ثم قال انی رایت البارحة فی النوم موسی بن
عمران علیه السلام فقال یا جندل اسلم علی ید محمد خاتم الانبیاء واستمسک
اوصیائه من بعده فقال اوصیائه الاثنا عشر قال جندل هکذا وجدناهم فی
التوراة فقال یا رسول الله سمهم لی فقال اولهم سید الاوصیاء ابو الائمة علی
ثم ابناه الحسن والحسین فاستمسک بهم ولا یغرنک جهل الجاهلین فاذا ولد
علی بن الحسین زین العابدین یقضی الله علیک ویکون آخر زادک من
الدنیا شربة لبن تشربه فقال جندل وجدنا فی التوراة وفی کتب الانبیاء
علیهم السلام ایلیا وشبرا وشبیراً فهذه اسم علی والحسن والحسین فمن

بعد الحسین ثم اسامیہم قال اذا انقضی مدۃ الحسین فالامام ابنہ
علی ویلقب بزین العابدین فبعدہ ابنہ محمد یلقب بالباقر فبعدہ ابنہ
جعفر یدعی بالصادق فبعدہ ابنہ موسیٰ یدعی بالکاظم فبعدہ ابنہ علی
یدعی بالرضا فبعدہ ابنہ محمد یدعی بالتقی و الزکی فبعدہ ابنہ علی یدعی
بالنقی والھادی فبعدہ ابنہ الحسن یدعی بالعسکری فبعدہ ابنہ محمد
یدعی بالمھدی والقائم والحجۃ فیغیب ثم یخرج فاذا خرج یملاء الارض
قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً طوبی للصابرین فی غیبتہ طوبی للمقیمین
علی محبتہم اولئک الذین وصفہم اللہ فی کتابہ وقال ھدی للمتقین الذین
یومنون بالغیب ثم قال نعم اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون
فقال جندل الحمد للہ وفقنی بمعرفتہم ثم عاش الی ان کانت ولادۃ علی
بن الحسین فخرج الی الطائف ومرض وشرب لبنا وقال اخبرنی رسول اللہ
ان یکون اخر زادی من الدنیا شربۃ لبن ومات ودفن بالطائف بالموضع
المعروف بالکوزارۃ ص ۲۷۱

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ ایک یہودی جسکا نام نعثل تھا (شاید اسی مشابہت سے حضرت
عثمان کو بی بی عائشہ نعثل کہا کرتین) خدمت رسول مین حاضر ہوا اور کہا ہمارے
دل مین کچھ شکوک ہین اگر آپ انکو رفع کردین تو مین اسلام لاؤن حضرت نے فرمایا اے
ابو عمارہ سوال کرو۔ اوس نے پہلے اوصاف خداوند عالم کو دریافت کیا حضرت کے
جواب پر کہا صدقت۔ پھر وحدت اور لاشبیہ لہ کے معنی کو پوچھا حضرت نے اوسکے
مطلب بھی سمجھائے تو اوسنے کہا صدقت پھر اوسنے پوچھا آپکا وصی کون ہے
کیونکہ کوئی پیغمبر بلا وصی نہین گذرا حضرت موسیٰ کے وصی یوشع بن نون تھے حضرت
نے فرمایا ہمارے وصی علی بن ابی طالب ہین اور اونکے بعد ہمارے دونون سبط
حسن وحسین۔ پھر نو امام جو صلب حسین سے ہونگے۔ یہودی نے کہا آپ اون کا
نام لیجئے حضرت نے فرمایا حسین کے بعد اون کا فرزند علی بن الحسین ہوگا۔ اونکے

بعد محمد (باقر) اونکے بعد جعفر (صادق) اونکے بعد موسی (کاظم) اونکے بعد علی (رضا)
اونکے بعد محمد (تقی) اونکے بعد علی (نقی) اونکے بعد حسن (عسکری) اونکے بعد اونکے
بیٹے حجت محمد مهدی - بس یہ بارہ ہین -
یہودی نے کہا کیفیت وفات علی وحسن وحسین فرمایئے حضرت نے فرمایا علیؑ اوس
ضربت سے شہید ہونگے جو اونکے سر پر پڑیگی اور حسن زہر سے اور حسینؑ ذبح کیے جائینگے
یہودی نے کہا اون کا مکان کہان ہوگا حضرت نے فرمایا جنت مین ہمارے درجہ مین
اسپر وہ یہودی اسلام لایا اور کہا مین گواہی دیتا ہون کہ یہ سب اوصیا آپکے ہین بعد آپکے
اور ہمنے کتب انبیا مین اور عہد نامہ حضرت موسی مین پڑھا ہے کہ آخر زمانہ مین ایک نبی
ہوگا جو احمد کہلائیگا اور محمدؐ اور وہ خاتم الانبیا ہے کہ اوسکے بعد کوئی نبی نہوگا
اوسکے بارہ وصی ہونگے پہلا وصی تو اون کا داماد اور ابن عم ہوگا اور دوسرا تیسرا
دو بھائی ہونگے اوسکی اولاد سے امت نبی پہلے (حضرت علی) کو تلوار سے قتل کریگی اور
دوسرے کو زہر سے اور تیسرا مع ایک جماعت کے اہلبیت سے تلوار سے حالت پیاس
مین موضع غربت مین قتل کیا جائیگا مسافرت مین وہ مثل گوسفند کے قتل ہوگا اور صبر کریگا
اسپر کہ اوسکے اور اوسکے اہلبیت کے درجات بلند ہون اور وہ اپنے محبین کو آتش جہنم
سے نکالے - اور نو وصی جو ہونگے تو وہ اسی تیسرے سے یہ بارہ ہونگے بعدد اسباط -
حضرت نے فرمایا کیا تو اسباط کو جانتا ہے - یہودی ہان وہ بارہ تھے اول اون کا لوی بن
برخیا ہے جو بنی اسرائیل سے غائب ہوا ایک مدت تک - پھر لوٹ آیا تو خدا نے اوسکے
ذریعہ سے اپنی شریعت کو زندہ کیا بعد اندراس اور اوسنے مقاتلہ کیا قوسطیا
بادشاہ سے یہانتک کہ بادشاہ مارا گیا -
حضرت نے فرمایا جو کچھ بنی اسرائیل مین ہوچکا ہے وہ ہماری امت مین بھی ضرور ہوگا
مطابق النعل بنعل - وقذہ بہ قذہ - بارہوان ہمارے فرزند سے ایسا غائب ہوگا
کہ نہ دیکھا جائیگا اور ہماری امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اسلام سے صرف نام رہ جائیگا
اور قرآن سے صرف رسم - اوس وقت خداوند عالم اذن دیگا ظہور کا بس خدا اوسکے

ہاتھ سے اسلام ظاہر کریگا اور اوس کی تجدید کریگا۔ طوبی ہے اوسکو جو اون سے
محبت کرے اور اون کی متابعت کرے اور ویل ہے جو اون سے بغض رکھے
اور مخالفت کرے۔ اور طوبی ہے اوس کو جو اون سے اور اون کی ہدایت سے
تمسک کرے۔ نعثل نے یہ سنکر یہ چند اشعار پڑھے۔

صلی اللہ ذو العلی ۔ علیک یا خیر البشر ۔ انت النبی المصطفی ۔ والہاشمی
المفتخر ۔ بکو ھدانا ربنا ۔ وفیک نرجوا ما امر ۔ ومعشر سمیتہم ائمۃ
اثنا عشر ۔ حباھم رب العلی ۔ ثوا صطفاھم من کدر ۔ قد فاز من والاھم
وخاب من عادی الزھر ۔ اخرھم یسقی الظماء ۔ وھو الامام المنتظر ۔ و
عترتھم الاخیار لی ۔ والتابعین ما امر ۔ من کان عنہم معرضا ۔ فسوف
تصلاہ سقر۔

اور مناقب مین واثلہ بن اصقع بن قرخاب سے جابر بن عبدالانصاری سے روایت ہے
کہ جندل بن جنادہ بن جبیر یہودی خدمت رسول اللہ مین حاضر ہوا اور کہا یا محمد بتاو
وہ کیا چیز ہے جو خدا کیلئے نہین ہے اور وہ کیا چیز ہے جو خدا کے پاس نہین ہے اور
وہ کیا چیز ہے جو خدا کے علم مین نہین ہے۔
حضرت نے فرمایا خدا کیلئے کوئی شریک نہین ہو۔ اور خدا کے نزدیک ظلم بندونپر نہین ہے
اور خدا تمھارے اس قول کو نہین جانتا جو تم کہتے ہو کہ عزیر ابن اللہ ہے کیونکہ خدا
اون کو اپنا فرزند نہین جانتا بلکہ اونکو مخلوق اور بندہ اپنا جانتا ہے۔
یہ سنکے وہ یہودی مسلمان ہوا اور کہا کہ ہمنے شبکو حضرت موسی علیہ السلام کو خواب
مین دیکھا جو فرماتے تھے اے جندل تو حضرت محمد خاتم الانبیاء کے ہاتھ پر جاکر اسلام
لا۔ اور اونکے اوصیاء سے تمسک کر سو بحمد اللہ مین اسلام لایا۔ اب آپ اپنے اوصیا کا
نام بتایئن۔ حضرت نے فرمایا میرے بارہ وصی ہین جندل نے کہا توراۃ مین ایسا ہی
ہمنے بھی پایا ہے اب اون کا نام بتایئن حضرت نے فرمایا سید الاوصیا ابو الائمہ علی ہین
پھر اون کے دونون فرزند حسن حسین انکے ساتھ تمسک کر اور جاہلین کی باتین تجھ

دعوکہ نہ دین اور جب علی بن الحسینؑ (زین العابدین) پیدا ہونگے تو تیری وفات ہوگی اور آخری رزق تیری دودوھ ہوگا جسے تو پیئے گا۔ جندل نے کہا ہمنے توراۃ مین اور کتب انبیا علیہم السلام مین شبر شبیر کو پایا ہے یہی اونکے اسما رہین۔ علی۔ حسنؑ حسینؑ۔ پھر حسینؑ کے بعد کون امام ہوگا حضرت نے فرمایا علی بن الحسین زین العابدین پھر محمد باقر۔ پھر جعفر صادق۔ پھر موسی کاظم۔ پھر علی رضا اونکے بعد محمد تقی اونکے بعد علی نقی۔ اونکے بعد حسن عسکری اونکے بعد محمد جنکا لقب مہدی و قائم حجت ہے وہ غائب ہونگے پھر ظاہر ہونگے جب ظاہر ہونگے تو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے جیسا کہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ پس طوبی ہے اون صابرین پر جو اونکی غیبت مین صبر کرین اور اون کی محبت پر قائم رہین یہی لوگ ہین جن کا وصف کیا ہے خدا نے ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب سے پھر خدا فرماتا ہے اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھو الغالبون۔

جندل نے کہا شکر خدا کہ اوس نے اس معرفت کی توفیق دی جب ولادت جناب امام زین العابدینؑ کا زمانہ آیا تو وہ طائف گیا اور وہان جاکر بیمار ہوا اور ایک روز دودھ پیا تو کہا ہمکو رسول اللہ خبر دے گئے ہین کہ آخری زاد ہمارا دودھ ہوگا اوسکے بعد وہ مرگیا اور طائف مین بمقام کوزارہ دفن ہوا۔

یہ روایتین کتب اہلسنت کی ہین قادیانی جماعت کو اسپر غور کرنا چاہیئے کہ اون کا مذہب مطابق قرآن و حدیث ہے یا اوسکے خلاف کیونکہ امام مہدی تو صرف فرزند جناب امام حسن عسکریؑ ہین پھر یہ مرزا صاحب کون ہین جو مدعی مہدویت ہوتے ہین۔

حضرت تو بتصریح تمام فرماتے ہین امام مہدیؑ غائب ہونگے اور اونکی غیبت طولانی ہوگی اور جب اسلام ہر طرح مضمحل و کمزور ہوجائیگا تب آپکا ظہور ہوگا اور آپکے ظہور سے دین حق کو پورا رواج ہوگا پھر یہ مرزا صاحب کیونکر مہدی ہوسکتے ہین جو نہ غائب ہوے نہ اونکے ذریعہ سے کسی طرح دین اسلام کو ظہور ہوا۔ بلکہ اور بھی اسلام کمزور ہوا کہ خود اونکے یہان دو فریق ہوگئے۔

علامہ شیخ سلیمان بلخی کی ایک تحقیق اور سن لیجیے جو اسی کتاب مین لکھتے ہین صد ۱۱۱ ۳

الباب السابع والسبعون فی تحقیق حدیث بعدی اثنا عشر خلیفة وفی جمع
الفوائد جابر بن سمرة رفعه لایزال هذا الدین قائماً حتی یکون علیکم اثنا
عشر خلیفة کلهم تجتمع علیه الامة فسمعت کلاماً من النبی ص ما فهمته فقلت
لابی ما یقول قال کلهم من قریش للشیخین والترمذی وابی داؤد بلفظه
ذکر یحیی بن الحسن فی کتاب العمدة من عشرین طریقاً فی ان الخلفاء بعد النبی
اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش فی البخاری من ثلثة طرق وفی مسلم من تسعة
طرق وفی ابی داؤد من ثلثة طرق وفی الترمذی من طریق واحد وفی
الحمیدی من ثلثة طرق وفی البخاری عن جابر رضه یکون بعدی اثنا عشر
امیراً فقال کلمة لم اسمعها فسئلت ابی ماذا قال قال کلهم من قریش وفی
مسلم عن عامر بن سعد قال کتبت الی بن سمرة اخبرنی بشیء سمعته من النبی
فکتب لی سمعت رسول الله ص یوم الجمعة عشیة رجم الاسلمی یقول لایزال
الدین قائماً حتی تقوم الساعة ویکون علیهم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش
وفی المودة العاشرة من کتاب مودة القربی للسید علی الهمدانی قدس الله سره
عن عبد الملک بن عمیر عن جابر بن سمرة قال کنت مع ابی عند النبی
فسمعته یقول بعدی اثنا عشر خلیفة ثم اخفی صوته فقلت لابی ما الذی
اخفی صوته قال قال کلهم من بنی هاشم وعن سماک بن حرب مثل ذلک
وعن الشعبی عن مسروق قال بینا نحن عند ابن مسعود نعرض مصاحفنا
علیه اذ قال له فتی هل عهد الیکم نبیکم کم یکون من بعده خلیفة قال انک
لحدیث السن وان هذا شیء ما سئلنی عنه احد قبلک نعم عهد الینا
نبینا ص انه یکون بعده اثنا عشر خلیفة بعدد نقباء بنی اسرائیل وعن علی کرم
الله وجهه قال قال رسول الله ص لاتذهب الدنیا حتی یقوم بامتی رجل
من ولد الحسین یملاء الارض عدلا کما ملئت ظلما وعن عبایة بن ربعی عن
جابر قال قال رسول ص انا سید النبیین وعلی سید الوصیین وان اوصیا

بعدی اثنا عشر اولهم علی واٰخرهم القائم المهدی وعن سلیم بن القیس الهلالی عن سلمان الفارسی رض قال دخلت علی النبی صلعم فاذا الحسین علی فخذیه وهو یقبل خدیه ویلثم فاه ویقول انت سید ابن سید اخو سید وانت امام ابن امام واخو امام وانت حجة ابن حجة اخو حجة ابو حجج تسعة تاسعهم قائمهم المهدی ایضاً اخرجه الحموینی وموفق بن احمد الخوارزمی عن ابن عباس رض قال سمعت رسول اللّٰہ صلعم یقول انا وعلی والحسن و الحسین وتسعة من ولد الحسین مطهرون معصومون ایضاً اخرجه الحموینی وعن علی کرم اللّٰہ وجهه قال قال رسول اللّٰہ صلعم من احب ان یرکب سفینة النجاة ویستمسک بالعروة الوثقی ویعتصم بحبل اللّٰہ المتین فلیوال علیاً ولیعاد عدوه ولیأتم بالائمة الهداة من ولده فانهم خلفائی وحجج اللّٰہ علی خلقه من بعدی وسادات امتی وقواد الاتقیاء الی الجنة حزبهم حزبی وحزبی حزب اللّٰہ وحزب عدوهم حزب الشیطان وعن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلعم ان اللّٰہ فتح هذا الدین بعلی واذا قتل فسد الدین ولا یصلحه الا المهدی وعن علی کرم اللّٰہ وجهه قال قال رسول اللّٰہ صلعم الائمة من ولدی فمن اطاعهم فقد اطاع اللّٰہ ومن عصاهم فقد عصی اللّٰہ هم العروة الوثقی والوسیلة الی اللّٰہ جل وعلا انتهی ما فی کتاب مودة القربی قال بعض المحققین ان الاحادیث الدالة علی کون الخلفاء بعده صلعم اثنا عشر وقد اشتهرت من طرق کثیرة فبشرح الزمان وتعریف الکون والمکان علم ان مراد رسول اللّٰہ صلعم من حدیثه هذا الائمة الاثنا عشر من اهل بیته وعترته اذ لا یمکن ان یحمل هذا الحدیث علی الخلفاء بعده من اصحابه لقلتهم عن اثنا عشر ولا یمکن ان یحمل علی الملوک الاموية لزیادتهم علی اثنا عشر ولظلمهم الفاحش الا عمر بن عبد العزیز ولکونهم غیر بنی هاشم لان النبی صلعم قال کلهم من بنی هاشم فی روایة عبد الملک عن جابر واخفاء صوته صلی اللّٰہ علیه واٰله وسلم فی هذا القول یرجح هذه الروایة لانهم لا یحسنون

خلافة بنی هاشم ولا یمکن ان یحمله علی الملوک العباسیة لزیادتهم علی العدد المذکور ولقلة رعایتهم الآیة قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی وحدیث الکساء فلابد من ان یحمل هذا الحدیث علی الائمة الاثنا عشر من اهل بیته وعترته ص لانهم کانوا اعلم اهل زمانهم واجلهم واورعهم واتقاهم واعلاهم نسباً وافضلهم حسباً واکرمهم عند الله وکان علومهم عن آبائهم متصلاً بجدهم صلی الله علیه وآله وسلم وبالوراثة واللدنیة کذا عرفهم اهل العلم والتحقیق واهل الکشف والتوفیق ویؤید هذا المعنی ای ان مراد النبی ص الائمة الاثنا عشر من اهل بیته ویشهده ویرجحه حدیث الثقلین والاحادیث المتکثرة المذکورة فی هذا الکتاب وغیرها واما قوله ص کلهم تجتمع علیه الامة فی روایة عن جابر بن سمرة فمراده صلی الله علیه وآله وسلم ان الامة تجتمع علی الاقرار بامامة کلهم وقت ظهور قائمهم المهدی رض وفی نهج البلاغة من خطبة علی کرم الله وجهه این الذین زعموا انهم الراسخون فی العلم دوننا کذباً وبغیاً علینا ان رفعنا الله ووضعهم واعطانا وحرمهم وادخلنا واخرجهم بنا یستعطی الهدی وبنا یستجلی العمی وانه سیاتی علیکم من بعدی زمان لیس فیه شیء اخفی من الحق ولا اظهر من الباطل ولا اکثر من الکذب علی الله ورسوله ولیس عند اهل ذلک الزمان سلعة ابور من الکتاب اذا تلی حق تلاوته ولا انفق منه اذا حرف عن مواضعه ولا فی البلاد شیء انکر من المعروف ولا اعرف من المنکر واعلموا انکم لن تعرفوا الرشد حتی تعرفوا الذی ترکه ولن تاخذوا بمیثاق الکتاب حتی تعرفوا الذی نقضه ولن تمسکوا به حتی تعرفوا الذی نبذه فالتمسوا ذلک من عند اهله فانهم عیش العلم وموت الجهل هم الذین یخبرکم حکمهم عن علمهم وصمتهم عن منطقهم وظاهرهم عن باطنهم لا یخالفون الدین ولا یختلفون فیه وهو بینهم شاهد صادق وصامت ناطق وفی المناقب عن جعفر الصادق

عن ابیہ محمد الباقر قال اتیت جابر بن عبد اللہ فقلت لہ اخبرنی عن حجۃ الوداع فذکر حدیثا طویلا ثم قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بہما لن تضلوا من بعدی کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی و انہما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض ثم قال اللہم اشہد اللہم اشہد ثلاثا

ایضا رواہ الامام علی الرضا عن ابائہ رضی اللہ عنہم -

یعنی یہ باب ،، ہے تحقیق حدیث اثنا عشر خلیفہ مین جمع الفوائد مین ہے جابر بن سمرہ (صحابی) سے یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا جبتک بارہ خلیفہ ہون (اگر حسب تحقیق اہل سنت بارہ خلیفہ مانے جائین تو لازم آتا ہے اب دین اسلام دنیا مین نہین رہا) جنپر امت مجتمع ہوگی - پھر ایک کلام حضرت سے سنا جسکو ہم نہ سمجھے اپنے باپ سے پوچھا تو کہا سب قریش سے ہونگے - بخاری مسلم ترمذی ابوداوٗد مین اسی طرح ہے -

یحیی بن حسن کتاب عمدہ مین بیس طریق سے یہ روایت لائے ہین کہ خلفا حضرت کے بعد بارہ ہونگے اور سب قریش سے بخاری نے تین طریق سے روایت کی ہے - اور مسلم مین نو طریق سے اور ابوداوٗد مین تین طریق سے اور ترمذی مین ایک طریق سے اور حمیدی مین تین طریق سے اور بخاری مین ہے جابر سے کہ حضرت نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہونگے پھر ایک ایسا کلمہ کہا کہ جسکو مینے نہ سنا اپنے باپ سے پوچھا تو کہا حضرت نے فرمایا سب قریش سے ہونگے اور مسلم مین بن سعد سے ہے کہ ہمنے ابن سمرہ کو لکھا کوئی حدیث تمنے جو سنی ہو رسول اللہ صلعم سے بیان کرو تو لکھا ہمنے بروز جمعہ جس روز اسلمی رجم کیا گیا تھا سنا کہ حضرت فرماتے ہین یہ دین قیامت تک رہیگا اور ہونگے اونپر بارہ خلیفہ ہو سب قریش سے ہونگے -

اور مودۃ عاشرہ مین کتاب مودۃ القربی کے ہے جابر بن سمرہ سے کہ ہم اپنے باپ کے ساتھ حضرت کی خدمت مین حاضر تھے حضرت نے فرمایا بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے پھر آواز کو مخفی کردیا ہمنے اپنے باپ سے پوچھا تو کہا سب بنی ہاشم سے ہونگے -

سماک بن حرب سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور شعبی مسروق سے روایت کرتے

ہین کہ ابن مسعود نے فرمایا ہمسے حضرتؐ نے عہد لیا ہے کہ بعد آپکے بارہ خلیفہ ہونگے بعدد نقبائے
بنی اسرائیل اور جناب ابیر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا دنیا اوس وقت تک نہ
ختم ہوگی کہ ایک شخص قائم ہو اولاد حسینؑ سے جو بھر دے زمین کو عدل سے جیساکہ بھر گئی ہوگی
ظلم سے ۔

اور عبایہ بن ربعی جابر سے روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمایا ہم سید النبیین ہین اور
علی سید الوصیین ہین اور اوصیا ہمارے بارہ ہین اول اونکے علی ہین اور آخر امام اونکے قائم مہدی
اور سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے سلمان فارسی سے کہ مین داخل خدمت رسولؐ
تو دیکھا حسینؑ آپکے دونوں زانو پر بیٹھے ہین اور وہ حضرت بوسے لیتے ہین اور منہ چوم
رہے ہین اور فرماتے ہین تو سید ہے ابن سید ہے اور برادر سید ہے اور تو امام ابن امام برادر
امام ہے اور تو حجۃ ابن حجت برادر حجت ہے اور باپ ہے نو حجتون کا کہ نوان اون کا قائم
مہدی ہے اور حموینی نے روایت کی ہے ابن عباس سے کہ حضرت فرماتے تھے ہم اور
علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور نو فرزند امام حسینؑ مطہر و معصوم ہین اور نیز حضرت علیؑ سے روایت ہے
کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو دوست رکھے اسکو کہ سفینہ نجات پر سوار ہو اور عروہ وثقی سے
تمسک کرے اور حبل المتین سے معتصم ہو اوسکو چاہیے کہ دوست رکھے علی بن ابی طالب
کو اور اونکے دشمن سے عداوت رکھے اور ہمارے بعد ائمہ ہداۃ کو امام بنائے جو اونکی
اولاد سے ہونگے کہ وہ ہمارے خلفا ہین اور خدا کی حجت ہین اوسکے خلق پر بعد ہمارے
اور وہ سادات امت ہین اور قائد اتقیا طرف جنت کے اون کا گروہ ہمارا گروہ ہے اور خدا کا
اور اونکے دشمن کا گروہ گروہ شیطان ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے
فرمایا خدا نے اس دین کو فتح کیا ساتھ علیؑ کے اور جب وہ قتل ہونگے تو دین فاسد ہوگا کہ
اوس کی اصلاح نہوگی مگر مہدی علیہ السلام سے ۔

اور حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے ائمہ ہماری اولاد سے ہونگے جس نے
اونکی اطاعت کی اوس نے خدا کی اطاعت کی اور جسنے اونکی نافرمانی کی اوسنے خدا کی
نافرمانی کی وہی عروہ وثقی ہین اور وسیلہ ہین طرف خدا کے تمام ہوئی عبارت کتاب مودۃ القربی

کہا بعض محققین نے کہ حدیثین جو اسپر دلالت کرتی ہین کہ حضرت کے بعد بارہ خلیفہ ہونگے وہ
طرق کثیرہ سے مشہور ہین بشرح زمان و تعریف کون و مکان معلوم ہوا کہ مقصود حضرت کا اس
حدیث ائمۂ اثنا عشر سے یہی ائمۂ اثنا عشر ہین اور نہین ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اون کا
ملوک بنی امیہ پر کیونکہ وہ زیادہ ہین بارہ سے اور نیز ظلم ادن کا فاحش ہے بہ استثناء
عمر بن عبد العزیز اور نیز وہ سب بنی ہاشم سے خارج ہین کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے وہ سب
بنی ہاشم سے ہونگے جیسا کہ روایہ عبد الملک مین ہے جابر سے اور حضرت کا آواز کو مخفی کرنا
اس قول مین اسکو ترجیح دیتا ہے کیونکہ وہ خلافت بنی ہاشم کو ناپسند کرتے تھے۔ اور یہ بھی
ممکن نہین کہ یہ حدیث ملوک بنی عباس پر محمول ہو سکے کیونکہ اونکی تعداد بھی اس سے
زیادہ ہے اور وہ سب کمتر رعایت کرتے تھے آیہ قل لا اسئلکم کی اور حدیث کسا کی پس ضرور
ہے کہ یہ حدیث محمول ہو اسپر کہ مراد ائمہ اثنی عشر ہین اہلبیت رسول سے اور عترت آنحضرت
سے کیونکہ وہ سب اعلم زمانہ تھے اور اجل و اورع اور اتقی و اعلی از راہ نسب اور افضل تھے
از راہ حسب اور خدا کے نزدیک اکرم اور اونکے علوم ماخوذ تھے اپنے آبا سے متصلاً رسول اللہ
سے اور نیز بذریعہ روایت ولدنیہ ایسا ہی تعریف کی ہے اہل علم و تحقیق نے اور اہل کشف
و توفیق نے۔ اور اس امر کی تائید ہوتی ہے حدیث ثقلین سے اور اون احادیث سے
جو مذکور ہین اکثر طرق سے اس کتاب مین۔

رہا یہ کہ اس حدیث مین بیان کیا گیا ہے کہ تمامی امت کا اونپر اجماع ہوگا تو مراد اوس سے
یہ ہے کہ زمانہ قائم مہدی مین سب اونپر ایمان لائینگے۔

اور نہج البلاغہ مین ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہان ہین وہ لوگ جو اسکا گمان کرتے ہین
کہ وہ راسخ فی العلم ہین۔ بغیر ہملوگون کے حالانکہ وہ اس دعوی مین کاذب ہین اور از راہ
بغاوت اس کا دعوی کرتے ہین خدا نے ہمکو بلند کیا اور اون کو پست اور ہمکو عطا کیا
اور اون کو محروم۔ ہمکو داخل کیا اور اونکو خارج۔ ہماری بدولت ہدایت ملتی ہے اور ہمارے
ہی نہ پہچاننے سے اندھے ہوتے ہین قریب ہے کہ وہ زمانہ آئے جس مین حق سے زیادہ
کوئی شی مخفی نہو۔ اور باطل سے زیادہ کوئی چیز ظاہر نہو اور نہ خدا و رسول پر کذب

وافتراکرنے سے زیادہ کسی چیز کی کثرت ہو اس زمانہ مین اگر کتاب اللہ کی تلاوت کی جاے
پورے طور پر تو اوس سے بڑھکر کوئی ہلاک نہوگا اور اگر تحریف کرکے پڑھے تو اوس سے بڑھکر
کوئی نفع مین نرہیگا اوس زمانہ مین معروف (نیکی) سے بڑھکر کوئی بری چیز نہوگی اور
نہ منکر سے زیادہ کوئی چیز عمدہ - یہ تم خوب سمجھ رکھو کہ رشد (ہدایت) کو کبھی تم نہین پہچان
سکتے جبتک اون لوگون کو نہ پہچان لو جنھون نے اسکو ترک کیا - اور نہ میثاق کتاب کو
لے سکتے ہو جبتک اون لوگونکو نہ پہچانو جنھون نے اس عہد کو توڑا ہے نہ اس سے متمسک
کر سکتے ہو جبتک اونکو نہ جانو جنھون نے اسکو چھوڑا - تو ان باتون کو اون سے حاصل کرو
جو اسکے اہل ہین کیونکہ اونھین سے علم زندہ ہے اور جہل اونکی بدولت مردہ ہے یہی
تمکو خبر دینگے ان کا حکم اونکے علم سے اور سکوت اون کا اونکی منطق سے اور ظاہر اونکا باطن
سے خلاف نہین ہوتا نہ ان مین اختلاف ہے اور وہ انکے درمیان مین شاہد صادق ہے
اور صامت ناطق -

اور حضرت امام جعفر صادق؈ اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقر؈ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت
جابر نے حجۃ الوداع کی روایت کو بیان کیا تو اوس مین کہا حضرت نے فرمایا ہم تم مین دو
شئی بزرگ چھوڑے جاتے ہین کتاب خدا اور اپنی عترت اہلبیت کو کہ یہ دونو آپس سے
جدا نہونگے یہانتک کہ ہمسے حوض کوثر پر وارد ہون خداوند تو اسپر گواہ رہنا تین مرتبہ فرمایا
اسکے بعد ۷۸ باب لکھے ہین جس مین فرائد السمطین سے روایت کرتے ہین کہ حضرت نے
فرمایا جو شخص منکر ہو ظہور مہدی کا وہ کافر ہے اور جو شخص منکر ہو نزول عیسی کا وہ کافر
ہے اور جو شخص منکر ہو خروج دجال کا وہ کافر ہے عن ابن عباس قال قال رسول
اللہ ان خلفائی و اوصیائی و حجج اللہ علی الخلق بعدی اثنا عشر اولهم علی
و آخرهم المهدی فینزل روح اللہ عیسی بن مریم فیصلی خلف المهدی و
یشرق الارض بنور ربها و یبلغ سلطانه المشرق و المغرب ص۴۴۷
یعنی حضرت نے فرمایا کہ اوصیا اور خلفا میرے بعد میرے اور حجت خدا خلق پر بارہ ہین
کہ اول اونکے علی ہین اور آخر اونکے مہدی پس حضرت عیسی روح اللہ نازل ہونگے

اور نماز پڑھینگے خلف مہدی ؑ اور زمین روشن ہو جائیگی اور سلطنت اون کی تمام مشرق و مغرب تک پھیلی ہو گی۔

غرض ایسی ہزارہا روایتین ہین جو کتب فریقین مین مرقوم ہین اسلئے جو لوگ رسول اللہ ص کو صادق جانتے ہین وہ اسپر ایمان رکھتے ہین کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حرف بحرف پورا ہو گا اور سر مو اوسکے خلاف نہو گا۔ اسی لئے جو لوگ مسلمان ہین اور قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہین وہ ان دعوؤنکو مرزا صاحب کے خلاف اسلام سمجھتے ہین اور جانتے ہین کہ ایسے صدہا اشخاص مدعی مہدویت ہوے جو کاذب تھے کیونکہ جس طرح خدا نے اپنے حبیب کے کل دعوونکو سچا کیا اور تمام عالم کو دکھا دیا کہ یہ ہمارا رسول ہے اوسی طرح حضرت مہدی کی مہدویت کو تمام عالم پر ایسا ظاہر کریگا کہ پھر کسی قسم کا شک و شبہہ نہ رہیگا اور یہ تمام قصے جو عالم مین پھیلے ہین مٹ جائینگے اور ایک مذہب دنیا مین ہو گا۔

بہر حال ہماری غرض اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ اہل اسلام کی مجبوریون کو ظاہر کرین کہ وہ کن وجوہ سے مرزا صاحب کے دعوؤن کو نہین قبول کرتے کیونکہ وہ سمجھتے ہین اس دعوی کے قبول کرنے سے وہ ایمان باللہ و بالرسول سے نکل جائینگے اور بجاے اسلام اون کو ایک نیا دین قبول کرنا پڑیگا جسکے لئے وہ کسی طرح طیار نہین۔

منشی خادم حسین صاحب اون حالات کو جو تاریخی ہین اور کتب فریقین مین درج ہین اوس سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ اس سے بقاے امام کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ محض اونکی غلط فہمی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ فرقے بھی اس مضمون کی روایتین تراشتے جو دوسرے حضرات کی نسبت مدعی مہدویت ہین۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ جو کچھ ہے منجانب اللہ ہے۔

(۱) امام کو پانچ چھ برس مین غائب کرنیوالا خدا ہے جسکے حکم سے وہ غائب ہین۔ اسمین شیعونکا کیا قصور اگر صرف شیعہ اسکے راوی یا معتقد ہوتے تو خیر آپ اعتراض کر سکتے تھے۔ مگر جب یہی روایت اور عقیدہ اہلسنت بھی ہے تو آپکو کیا اعتراض ہو سکتا ہے صواعق محرقہ مین ہے صفحہ ۱۲۴

ابو القاسم محمد حجۃ وعمرہ عند وفاۃ ابیہ خمس سنین لکن اتاہ اللہ فیہا

الحكمة ويسمى القائم المنتظر قيل لانه ستر بالمدينة وغاب فلم يعرف این ذهب یعنی ابوالقاسم محمد حجۃ کی عمر اونکے پدر عالیمقدار کے وفات کے وقت پانچ برس تھی مگر خدا نے اوسی زمانہ مین اونکو حکمت عطا کیا تھا اور قائم منتظر کہے جاتے ہین کہا گیا ہے سلئے کہ وہ مدینہ مین پوشیدہ ہوے اور غائب ہوے پھر نہ معلوم ہوا کہان گئے۔

کیون صاحب کیا ابن حجر مکی کی نسبت بھی یہی حکم ہوگا کہ اونھون نے اس ذریعہ سے بقاے امام کی کوشش کی ہے حالانکہ وہ کیسے دشمن ہین۔

(۲) غیبت صغریٰ کے مدعی بھی صرف شیعہ ہی نہین ہین بلکہ اہلسنت بھی اوسی طرح مانتے ہین جیسا کہ خود آپنے بھی اقرار کیا۔

(۳) مگر اس مین صرف شیعہ خوش اعتقاد ہی نہین شریک ہین بلکہ اہلسنت بھی علامہ کمال الدین ابوسالم محمد بن طلحہ شافعی مطالب السئول مین لکھتے ہین واما عمرہ فانہ ولد فی ایام المعتمد علی اللہ خاف فاختفی الی الآن فلم یمکن ذکر ذلک اذ من غاب وانقطع خبرہ لاتوجب غیبتہ وانقطاع خبرہ الحکم بمقدار عمرہ ولا بانقضاء حیاتہ وقدرۃ اللہ ورسولہ وحکمہ والطافہ لعبادہ عظیم عامۃ منہ ۱۳۱ مطبوعہ لکھنؤ

یعنی رہا یہ امر کہ حضرت کا سن کیا ہوگا۔ تو آپکی ولادت زمانہ خلافت معتمد باللہ عباسی مین ہوئی اور بوجہ خوف اعدا اس وقت تک مخفی ہین تو اب تحقیقات عمر مشکل ہے کیونکہ جو شخص غائب ہوتا ہے اور خبر اوسکی نہین معلوم ہوتی اوسپر کسی طرح قطعی حکم نہین لگایا جا سکتا نہ مقدار عمر بتائی جا سکتی ہے نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اوسکی حیات ختم ہوئی کیونکہ قدرت خدا وسیع ہے اور حکم والطاف اوسکے بندون کے ساتھ عظیم ہین۔

حضرت جعفر (تواب) کی عداوت سے اگر آپکو انکار ہے تو ہمکو اصرار نہین کیونکہ یہ تاریخی واقعہ ہے۔ اسی طرح تقرر نواب و وکلا وغیرہ بھی تمام اہل علم کو معلوم ہے۔

پھر نہ معلوم آپ اسکے منکر ہین یا کیا کیونکہ جب ہم ہی آپ سے انسان عنما کے وجود کے منکر ہین اور ہزارون بدیہیات کے تو پھر آپکے اس انکار پر ہمکو تعجب تو نہین ہوتا۔

مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو امر اس وقت غیر مرئی و محسوس ہے اوسکے اثبات
کا کیا طریقہ ہے اوسکو بیان کیجئے تو ہم اونھین طریق سے حضرت کے وجود کو ثابت کرین۔
کیونکہ آپ جانتے ہین یہ شیعہ وہ ہین جو وقت رحلت جناب رسالتمآبؐ سے انواع واقسام
کے مصائب وآلام اوٹھارہے ہین اور آپکے خلفا کے دام تزویر مین نہین آتے جان دینا
قبول ہے۔ مگر کسی مکر و فریب مین انکا آنا محال ہے۔ پھر کب ممکن تھا کہ یہ فرقہ ایک ایسے
وجود کو بلا دلیل مان لے حالانکہ دشمن ہر طرح کے مکر و فریب پر لات مارا تھا تو بھلا وہ ایسے
دھوکون کو کب مان سکتے تھے جو بے اصل محض ہوتے۔
اگر آپ غور کرتے تو محض تاریخی حالات شیعون کے آپکو بتا دیتے کہ یہ فرقہ ہرگز ایسا نہ تھا جو کسی
طرح کے جعل و فریب مین آتا تو یہ بجائے خود اسکی دلیل قطعی ہے کہ جو حالات حضرت کی طرف منسوب
ہین وہ صحیح اور قطعی ہین۔ چہ جائیکہ ہزارون شواہد اور گواہ اسکے خود علمائے اہلسنت ہین
تو پھر کب اس کا گمان ہو سکتا ہے کہ اس مین کسی طرح کی غلطی ہو۔
قولہ بی بی نرجس خاتون کا حال اگر کسی مورخ کو درج کتاب کرنیکا خیال نہ رہا تو خیر لیکن
جو سفارتخانہ ستر برس تک چلا گیا۔ اور جو کبھی ایک امام کے وکیل اور نائب اور سفیر کام کرتے
رہے کیا تعجب نہین کہ دوسری اسلامی دنیا اس سے بے خبر رہی ہو خلفائے عباس کا یہ زمانہ
ایک متمدن زمانہ تھا جسکے عہد مین یعقوبی اور بلاذری وغیرہ جیسے بزرگ خاص درباری مورخ
تھے ان کی تاریخین ان واقعات سے بالکل بیخبر ہین۔ خیر اگر کہا جائے کہ وہ پھر بھی مخالف تھے
انکو کسی مصلحت سے اس راز سے واقف کرنا مناسب نہ تھا تو مین کہتا ہون کہ وہ بے شمار
اصل توقیعات شریف کیا ہوے جس پر امام کی دستخط موجود تھی جو کہ خاص شیعون کے نام
پر صادر ہوتے تھے پس غیبت صغریٰ کی تصدیق جب تک نہین ہو سکتی کہ کوئی اصل توقیع
شریف دستخطی امام غائب نہ دکھلا یا جائے وہو محال۔
اقول حضرت نرجس خاتون تو ایک ایسے امام عالی مقام کی والدہ ہین جو خوف اعدا سے
مخفی ہین۔ پھر اگر حضرت نرجس کا حال کسیکو نہ معلوم ہوا تو کیا جائے تعجب ہے۔ بلکہ حضرت
عائشہ سی بہادر اور شجاع کی تاریخ تکفین معلوم نہ ہوتی تو بھی کسی کو نہ معلوم ہو حالانکہ خلیفہ اول کی

بیٹی ہیں اور جنگ جمل میں فوج کی سالار تھیں۔ مگر تاریخ وحالات وفات غیر معلوم۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ حضرت عائشہ کا وجود ہی نہ تھا۔

سفارت خانہ کہیے یا بغداد کا بالیوز خانہ یا بعالی کا قونسل خانہ مگر یہ ضرور نہیں کہ ہر سفارتخانہ دکھا بھی جائے۔ کیونکہ حضرت عمر بھی قریشی سفارت خانہ کے جنرل قونسل کہے جاتے ہیں مگر یہ کسی نے قریش کے سفارت خانہ کو دیکھا جس میں عمر صاحب کا خاندان سفیر تھا نہ آج تک کسی کو یہ معلوم ہوا کہ آخر اس خاندان کے کس شخص نے کار سفارت کو انجام دیا حالانکہ حضرت ابوبکر کا بزازہ آجتک مکہ میں زیارتگاہ اہلسنت ہے۔

منشی صاحب جس غربت اور مصیبت میں امام بسر کرتے اوسی غربت میں اونکے سفیر بھی رہتے بلکہ اوس سے بدتر حالت میں پھر آپکو وہ سفارت خانہ کہاں مل سکتا ہے اوسکی جگہ تو مومنین کے دل میں ہے جس اوس زمانہ میں بھی مومنین مستفید ہوئے اور آج بھی ہوتے ہیں۔ اگر سفارت خانہ نہ ملنے سے آپکو اصل وجود سے انکار کرنے کا حق ہے تو پھر رسول اللہ سے بھی انکار کیجئے جنکا دولتسرا اب مکہ معظمہ میں لاوجود ہے۔

خلفائے عباسیہ کے تمدن سے کون انکار کرسکتا ہے جس کا ڈرامہ جعفر و عباسہ میں موجود ہے سب مورخ اقرار کرتے ہیں مگر ابن خلدون کی اسلامی غیرت نہیں مانتی کہ اس واقعہ کو ہارون رشید کی طرف منسوب ہونے دیں۔ پھر ان مورخین سے اسکی کیا امید ہوسکتی ہے کہ ایسے دلچسپ واقعات کو چھوڑ کر وہ رافضیوں کے امام اور اونکے سفرا کے کارناموں کو لکھیں جو صرف اس میں محدود تھے کہ فلاں نے یہ سوال کیا اوس کا یہ جواب ہے۔ فلاں کی یہ حاجت ہے وہ یوں رفع کردو۔

یعقوبی بلاذری جب درباری مورخ تھے تو پھر اون سے کیونکر آپ اسکی امید کرسکتے ہیں کہ وہ اون حضرات کا کسی طرح بھی ذکر کریں جس سے خلفا کا ظالم غاصب ہونا تمام عالم پر ظاہر ہوجائے۔

ہاں یہ سوال آپکا نہایت اہم ہے "وہ بے شمار اصل توقیعات شریف کیا ہوئی جبر امام کی دستخط موجود تھے" کیونکہ جہاں وہ اجزائے قرآن مجید میں جنکو خود رسول اللہ نے

لکھوایا تھا وہیں تو یہ توقیعات بھی آجتک موجود ہیں اور جس طرح غیبت صغری کی تصدیق
جب تک نہیں ہو سکتی کہ کوئی اصل توقیع شریف نہ دکھلایا جاوے۔ تو اوسی طرح قرآن
مجید کی تصدیق بھی نا ممکن ہی جبتک آنحضرت کا لکھوایا ہوا وہ قرآن نہ نکالا جاوے جسکو
آنحضرت بتاتے اور جناب امیر یا صحابہ لکھتے یا وہ قرآن نکالا جاوے جسکو حضرت ابوبکر نے لکھوایا
تھا اور عمر صاحب نے سالہا سال اوسکی تصحیح میں سعی بلیغ کی۔
۱۸۹۴ء عیسوی میں جب جناب والد علام فخر الحکما دام ظلہ مناظرہ ہیرہ سادات
ضلع مظفر نگر میں تشریف لیگئے تھے۔ تو اسی طرح علمائے اہلسنت نے بڑے زوروں سے
کہا کہ جبتک آپ حضرت صاحب الامر کا رقعہ نہ منا ئینگے تب تک ہم نہ مانینگے۔ جسپر جناب
فخر الحکما دام ظلہ نے فرمایا تم اسکا اقرار کرلو کہ حضرت موجود ہیں۔ تو ابھی رقعہ آتا ہے۔ جسپر سب
نادم ہوے۔
اگر آج کوئی مرزائیوں سے کہے کہ جس روز مرزا صاحب نے اپنی مہدویت کا اعلان
کیا تھا اوسی روز کا رقعہ اون کا دستخطی دکھاؤ۔ تو کیا کوئی مرزائی اسپر قادر ہی۔ ہم جہانتک جانتے
ہیں ہرگز نہیں۔

قولہ انرہبل سید امیر علی صاحب ممبر پریوی کونسل انگلستان بھی بقائے عمر امام غائب کے
منکر ہیں۔ حالانکہ ہمیشہ اپنی تمام تصانیف میں ائمۂ اہلبیت کرام کا ذکر بکمال عزت و احترام کیا کرتے
ہیں اگر روایات متعلقہ امام غائب میں کچھ بھی صداقت ہوتی تو وہ یوں صریح انکار کرنے کی
ملامت اپنے ذمہ نہ لیتے۔ دیکھو کتاب اسپرٹ آف اسلام صفحہ ۵۰۷ در ذیل بیان دوازدہ امام
اہلبیت کرام ؑ۔

اقول افسوس آپنے اون کا کوئی قول نہیں نقل کیا جسپر بحث کی جاتی لہذا اون کا کلام
نقل کیجئے اور اگر ائمۂ اہلبیت کرام کا ذکر بکمال عزت و احترام مذہب تشیع ہے تو پھر آپ
اور آپکے مولوی عبد الکریم سیالکوٹی سب ہی شیعہ ہیں کیونکہ خداوند عالم نے ان حضرات
کو مراتب ہی ایسے مرحمت فرمائے ہیں کہ خارجی سے بھی کوئی خارجی بڑھکر ہو تو وہ بھی انکی
تعظیم و احترام پر مجبور ہے حتی کہ خود مولوی عبد الکریم سیالکوٹی نے خلافت راشدہ میں

اقرار کیا ہے کہ مجذوم ہے وہ دل جو ان کی محبت و عقیدت سے خالی ہو"

بہر حال اگر سپرٹ آف اسلام کی کوئی عبارت آپکے مفید مطلب ہے تو اوسکو نقل کیجئے کیونکہ آجتک تو کوئی کام آپ سے نہ بن سکا۔

انریبل سید امیر علی صاحب نہ کوئی عالم دین ہیں نہ اون کا کوئی قول سند ہو سکتا ہے حالانکہ اون کا بھی یہ دعوی نہیں ہے کہ حضرتؑ نے وفات پائی بلکہ وہ قول شیعہ کی حکایت کرتے ہیں کہ آجتک وہ وجود و بقا کے قائل ہیں چنانچہ حال میں ایک مضمون اون کا "مسئلہ خلافت اور مسلمانان عالم" کے عنوان سے انڈین ورلڈ انگریزی اخبار میں شایع ہوا جسکا ترجمہ نیر اعظم مراد آباد میں ۱۸ اگست کو شایع ہوا جسکا ایک حصہ یہ ہے۔

راسخ الاعتقاد شیعہ

شیعوں کے عقائد کے مطابق ولایت کا ورثہ حضرت علیؑ کو ملا اور اوسکے بعد اُنکو جو فاطمہ کے بطن سے ہوئے اُن کا عقیدہ ہے۔ امامت خدا کی طرف سے اسکو دیجاتی ہے جو اولاد فاطمہ میں سے ہو اور ساتھ اُسکے وہ خلیفہ ابوبکر عمر عثمان کی خلافت کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ امام بلا فصل اور خلیفہ تھے اور اُنکی شہادت کے بعد امامت و خلافت اُن میں منتقل ہوئی جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے تھے اور یہ سلسلہ حسن عسکریؑ یعنی گیارہویں امام تک جنھوں نے ۲۶۰ھ میں قضا کی جاری رہا اُن کی وفات کے بعد امامت اُنکے صاحبزادے محمدؐ جو مہدی آخر الزمان ہیں عطا ہوئی۔ خاندان نبوت میں یہ امام گذرے ہیں انکے حالات نہایت ہی دلکش اور پر اثر ہیں حسنؑ کے والد مدینہ سے ملک شام میں متوکل کے جور و ستم سے ہجرت کر گئے اور مرتے دم تک وہیں رہے۔ امام حسن عسکری خود بھی جانشینان متوکل کی وجہ سے قید میں رہے۔ ایک روز ان کا خورد سال بچہ محمد امام مہدیؑ جس کی عمر پانچ سال کی تھی اُنکی تلاش میں ایک کوٹھری کے اندر داخل ہوا اور پھر آجتک اُس سے واپس نہیں آیا اور اس واپسی کی امید نے شیعوں کے دل میں یہ خیال راسخ کر دیا ہے کہ ایک روز محمد یعنی امام مہدی اس دنیا میں آئینگے اور اہل دنیا کو گناہ سے نجات دلائینگے چودہویں صدی عیسوی میں جبکہ ابن خلدون اپنی مشہور و معروف تصنیف لکھ رہے تھے اسی مکان کے دروازہ پر شیعوں کی ایک جماعت کثیر اس امید میں جمع ہوئی تھی کہ یہ گم شدہ بچہ

واپس آئیگا ایک عرصہ کی انتظار کے بعد یہ جماعت مایوس ہوکر نہایت غمگین و مضطرب اپنے گھر گئی۔ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ اس جماعت کا یہ روزانہ معمول تھا۔ اور جب اس جماعت سے ایک مرتبہ یہ کہا گیا کہ اب لڑکا ہرگز زندہ نہوگا تو یہ جواب دیا کہ خضر علیہ السّلام کیونکر زندہ ہیں۔ اسپر ابن خلدون لکھتے ہیں کہ خضر کا زندہ ہونا بھی محض واہمہ ہے لہٰذا اسلئے یہ امام منتظر کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

کئی جگہ میں نے یہ بیان کیا ہو کہ سنی وشیعوں کے عقائد قریب قریب ملتے ہوے ہیں۔ اس طرح سے زرتشت والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خراسان میں ایک شخص پیدا ہوگا جو ہمکو غیر ملکیوں کی غلامی سے آزادی دلائے گا۔ اور آمد مسیح کے متعلق بھی عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ یہودی بھی اسی خیال میں ہیں کہ مسیح ہنوز پیدا نہیں ہوا۔ اسی طرح سے سنیوں کا عقیدہ ہو کہ مسیح آیا اور چلا گیا اور اب پھر دوبارہ آئیگا۔ اثنا عشری بھی عیسائیوں کی طرح امام مہدی کی آمد کے منتظر ہیں"۔

اس تحریر کو پڑھ جایئے تو آپکو معلوم ہو کہ وہ بھی منکر وجود نہیں ہیں بلکہ اونکے ساری تحریر کی بنیاد ابن خلدون کی تحریر ہے جو ایک نہایت متعصب سنی مورخ ہے جسنے واقعہ کربلا کو بھی نہیں لکھا حالانکہ دنیا میں کوئی شخص اوس سے انکار نہیں کرسکتا جو کچھ بھی پڑھا لکھا ہو۔ پھر بفرض محال اگر انریبل امیر علی صاحب کسی پایہ کے بھی ہوتے تو محض اون کے استبعاد یا انکار سے تو کام نہیں چل سکتا جبتک وہ تاریخی حیثیت سے حضرت کی وفات کو نہ لکھیں اگر ایسا ہی انکار کسی کا کسی واقعہ میں موثر ہوسکتا ہے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا انکار حیات حضرت عیسیٰؑ سے کیوں نہ باور کیا جاتا حالانکہ وہ براہین احمدیہ میں صاف صاف لکھتے ہیں۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السّلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائینگے تو انکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں

اقرار مرزا صاحب بظہور حضرت عیسیٰ

پھیل جائیگا ص۹۹ ہم اڈیشن چہارم

اس اقرار صریح کے بعد اب مرزا صاحب کے کلاموں کو دیکھئے تو کوئی دقیقہ اونھوں نے حضرت مسیح کی توہین اور تحقیر کا اوٹھا نہ رکھا تو جب انکا انکار نہ موثر ہوا تو مسٹر امیر علی صاحب کس شمار میں ہیں جنکا شمار نہ علما میں ہے نہ مورخین میں ہیں۔

قولہ غیبت کبریٰ کا ابتدا ۳۲۹ سنہ سے ہوا آج جو ۱۳۲۳ سنہ ہے امام غائب کو غائب ہوئے ہزار برس ہو چکے ہیں بلکہ کچھ زیادہ بھی۔

اقول اسی لئے تو خداوند عالم سورہ معارج میں فرماتا ہے فاصبر صبرا جمیلا انہم یرونہ بعیدا ونراہ قریبا۔ کہ اے رسول تم صبر جمیل کرتے رہو کہ وہ اُسکو بہت بعید جانتے ہیں اور ہم اوسکو قریب جانتے ہیں اگر آپکو معجزات کا اقرار ہے کہ خدا نے رسول کو معجزات دیئے تو آسان ہے اور اگر انکار ہے تو البتہ مشکل ہے۔ مگر اوس سے زیادہ مشکل یہ ہے کہ آپ نہ انکار کر سکتے ہیں نہ اقرار۔

اصل یہ ہے کہ انسان جب کسی امر کے انکار پر آمادہ ہوتا ہے تو لاکھ دلائل دکھائے جائیں وہ کچھ نہیں سنتا۔ فرقہ سوفسطائیہ کی بنا اسی پر ہے یہانتک کہ وہ آگ میں جلائے گئے جل بھنکر خاک ہوگئے مگر آگ کی حرارت کا اقرار نہ کیا تو ایسوں سے خطاب لاحاصل۔

قولہ اس ہزار برس کے واقعات میں سینکڑوں نہیں تو بیسیوں ایسے ضرور ہیں جن سے بقائے امام ہرگز نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ سابقہ شکوک کی تقویت ہوتی ہے۔

منجملہ ایسے واقعات کے ایک مختلف و نامعلوم مستقر ہائے خلافت کا ہونا ہے جسکو اصطلاح شیعہ میں ناحیہ مقدسہ کہتے ہیں اور جو کہ ہوئے کو تو اس ربع مسکون و معروف ممالک عالم میں ہیں لیکن آج ان کا سراغ کسی فاضل جغرافیہ داں یا سیاح سے پوچھا جائے تو مایوس ہونا پڑیگا اور دوسرے نامعلوم اشخاص کا ذکر جنکو ادعائے رویت امام ہے بطور نمونہ دونوں امور کا ذکر یکے بعد دیگرے کیا جاتا ہے۔ مختصر تفصیل نواحیہ مقدسہ۔

دا ہا حوالی مدینہ۔ کوہستان و صحرائے مدینہ کہ میان مسجد مدینہ و مسجد مکہ است شاید کہ مراد حوالی روحا باشد کہ محرم در وقت رسیدن بآنجا جبہ را بلند میگوید

وہی کس از غلامان خالص ہمہ وقت با او۔ اگر یکے از ایشان از دنیا رود۔ دیگرے قائمقام او شود

میشود ۔ صافی شرح کافی کتاب الحجۃ باب ہفتاد و نہم صفحہ ۴۰۰۹

خط پاک حجاز کے چپہ چپہ سے لوگ واقف ہیں خصوصاً کوہستان و صحرا ے مدینہ سے ۔ اور روحا اس سے مراد ہو تو ہر سال احرام باندھنے والے وہاں جاکر صداے لبیک بلند کرتے ہیں ۔ بعض روایات سے پتہ ملتا ہے کہ امام غائب ہر سال حج کرنے بھی آتے ہیں ۔ اور لوگ ان کو دیکھتے تو ہیں مگر شناخت نہیں کرتے ۔ و در غیبت کبری نیز در موسمہا حاضر میشود بر جاے کہ ہمہ کس او را می بینند اما نمی شناسند

صفحہ ۴۰۰ صافی باب ۸۰ باب فی الغیبۃ

اقول افسوس یہ ہے کہ جس شخص کا ایمان درست نہیں ہوتا اوسکو کوئی بات فائدہ نہیں دیتی خدا فرماتا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۔ یعنی تمکو بہت کم علم دیا گیا ہے ۔ مگر آپکے ہمہ دانی کا یہ حال ہے کہ جو نہ معلوم ہو اوس سے انکار کرتے ہیں ۔ کیا کل جغرافیہ داں اور سیاح اس حکم میں نہیں داخل ہیں کہ سکو علم بہت کم ملا ہے اور حقیقت کے راز سے بہت کم لوگ واقف ہیں ۔

کیا آپکو سد سکندر کا حال معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے حالانکہ قرآن مجید کے سورہ کہف میں کس تصریح سے خدا نے بتایا ہے ۔ تو کیا کوئی جغرافیہ داں یا سیاح بتا سکتا ہے کہ وہ کونسا مقام ہے اور کہاں ہے ؟ تو اسکے نہ جاننے سے کیا آپ یہ نتیجہ نکالینگے کہ قرآن کا بیان غلط ہے ۔

اوسی طرح اسکو سمجھیے کہ اگر ناحیہ مقدسہ کا پتہ آپکو نہیں ملتا تو اوس سے انکار نہیں کر سکتے کیونکہ جب حضرت مہدی علیہ السلام بحکم خدا نظروں سے غائب ہیں اونکو ظاہر ہونے کا حکم نہیں ہے تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ اون کی جائے سکونت اور محل قیام کسی کو معلوم ہو وہ تو سب بحکم خدا مخفی ہے ۔

بہشت شداد کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد مگر کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے حالانکہ کل مورخین کا بیان ہے کہ وہ صحاری عدن میں ہے جہاں ہماری گورنمنٹ کی عملداری ہے اور ایک شخص عبد اللہ بن قلابہ بعہد معاویہ اوس میں داخل بھی ہوا مگر پھر کسی کو اوس کا حال نہ معلوم ہوا ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۹۴

ایسے ہزاروں اسرار الٰہی ہیں جنکا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور کسی فرد بشر کو بجز انبیا

وائمہ؂ اون کا حال نہیں معلوم۔ تو کیا اس وجہ سے کہ کسی جغرافیہ داں۔ یا سیاح کو نہیں معلوم آپ اوس سے انکار کر جائینگے۔

تفسیر کبیر میں ہے قیل اول من نحل الجبال والصخور والرخام ثمود وبنوا الفا وسبعمائة مداینة کلها من الحجارة صـ۵۶۲

یعنی قوم ثمود نے ایک ہزار سات سو شہر پتھروں کو کاٹ کاٹ کر بنایا تھا۔ تو کیا ہے کوئی جغرافیہ داں جو ان شہروں کا پتہ بتائے۔ تو کیا آپ اس وجہ سے اصل وجود سے اونکے انکار کر جائینگے۔

بحسب ظاہر عقل تو نہایت ضروری تھا کہ یہ سب مکانات اور شہر ایسے حال میں رہتے کہ اون کا نظارہ کیا جاتا لوگ سیر و تفریح کرتے اور عبرت حاصل کرتے کہ خدا نے ایسی قوموں کو ہلاک کر دیا جنکی یہ عالیشان عمارتیں تھیں اور ایسے ایسے شہر اونھوں نے آباد کئے تھے۔ مگر خدا نے سبکو مٹا دیا۔ اب آپکو اختیار ہے کہ قرآن پر ایمان لا کر ان امور کی تصدیق کیجئے یا مرزا صاحب کی حمایت میں سب سے انکار کر جائے اور کہیئے کہ اگر یہ کلام الٰہی سچ ہوتا تو کسی فاضل جغرافیہ داں یا سیاح کو ضرور معلوم ہوتا۔

آپنے صافی شرح اصول کافی سے ایک جملہ لکھدیا مگر افسوس پوری عبارت نہ لکھی جس سے آپکے مطلب پر پوری روشنی پڑتی دیکھئے اصل حدیث یہ ہے عن ابان بن تغلب قال قال ابو عبد اللہ ع کیف انت اذا وقعت البطشة بین المسجدین فیارز العلم کما یارز الحیة فی جحرها واختلف الشیعة وسمی بعضهم بعضا کذابین وتفل بعضهم فی وجوه بعض قلت وجعلت فداک ما عند ذلک من خیر فقال لی الخیر کلہ عند ذلک ثلاثا۔

اسی حدیث کی شرح میں بعد حل لغات لکھتے ہیں یعنی روایت است از ابان بن تغلب گفت کہ گفت امام جعفر صادق ع چونست حال تو چوں واقع شوند بغایت دانایان وبغایت پاکیزہ روزگاران در کوہستان وصحرائے مدینہ کہ میان مسجد مدینہ ومسجد مکہ است شاید کہ مراد حوالی روحا باشد کہ محرم در وقت رسیدن بآنجا تلبیہ را بلند میگوید ومولد بودن ایشاں در روحا

می آید در حدیث آخر کتاب الصلوٰۃ پس بغایت کوچک وپنہاں شود علم دین ومسائل چنانچہ بغایت کوچک وپنہاں میشود مار در سوراخ خود واختلاف باہم کنند شیعہ در مسائل دین ما در بقائے حجت وعدم بقائے آں ونام نہند وبعض شیعہ بعضے دیگر را بغایت دروغگویان وآب دہن اندازند بعض ایشاں در رو ہائے بعضے دیگر اشارتست باینکہ غیر مخلصان شروع در اختلافات باجتہادات میکنند در مسائل دین مانند مخالفان یا باینکہ جمعی از ایشان مرتد میشوند واز ایمان رجوع میکنند ومیگویند مخلصان را کہ شما دروغ میگفتہ اید کہ در ہر زمانی کہ حجت باشد لازمست وآب دہن بر روئے ایشاں می اندازند گفتم قربانت شوم نیست ہرگز در آں حادث ہیچ خوبی پس گفتہ مر اسہ بار کہ خوبی ہمہ آں حادث است اشارتست باینکہ مومناں آں وقت افضل از جمیع مومنانند چنانچہ بیان شد در احادیث باب سابق وحدیث ہفتم ایں باب وباینکہ امامت ائمہ اثنا عشر اظہر من الشمس است چنانچہ بیان شد در حدیث سوم ایں باب ص۱۴۰

حدیث میں امام علیہ السلام نے بین المسجدین فرمایا ہو کہ مسجد مکہ ومدینہ کے درمیان میں یہ ہوگا جس میں کسی مقام کی تعیین نہیں ہے مگر شارح علیہ الرحمہ نے ذوحا کو اپنے قیاس سے لکھا ہو کہ شاید اوس مقام کے حوالی مراد ہوں۔

دوسرا فقرہ جو آپنے لکھا ہے وہ اس حدیث کی شرح میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ ؑ قال لابد لصاحب ھذا الامر عن غیبۃ ولابد لہ فی غیبتہ من عزلۃ ونعم المنزل طیبۃ وما بثلثین من وحشۃ۔ یعنی روایتست از امام جعفر صادق ؑ گفت ناچار است صاحب امارت حق را از غائب شدن وناچار است او را در اثنائے غائب شدن او از جدا شدن از مردم وبودن در صحرا وخوب فرود آمدن کاہے حوالہ مدینہ۔ ونیست باوجود سی کس ہیچ وحشت۔ اشارت باینست کہ در وقت غیبت کبریٰ کہ بعد از غیبت صغریٰ ومرجع وماوای او صحرائے مدینہ است در جانب مکہ چنانچہ مذکور می شود در حدیث آیندہ وسی کس از غلامان خالص ہمہ وقت با او خواہد بود اگر یکے از ایشان از دنیا رود دیگرے قائمقام میشود۔

ان روایتوں کا مطلب تو ظاہر ہے کہ حضرت صاحب الامر کی غیبت ضروری ہے
آپ مسجد مکہ و مدینہ کے درمیانی صحرا میں نظروں سے غائب رہینگے اوس زمانہ کے مومنین
سب سے افضل و اعلی ہونگے۔

اس مطلب کی تصدیق آپکو روایات صدر رسالہ سے ہو چکی ہے جس میں جناب رسالت
مآب نے بتکرار فرمایا ہے فیا لیتنی کنت لقیت اخوانی ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹

تیسرا جملہ جو آپنے لکھا ہے اوسکی حالت یہ ہے کہ صافی میں ہے عن ابی عبد اللہ ع
قال للقائم غیبتان یشہد فی احدہما المواسم یری الناس ولا یرونہ یری
الناس حال است از فاعل یشہد و غیبت عبارت از صغری است کہ جمعی او را دیدہ اند
و ہنوز زندہ اند و کبری کہ ہیچکس او را نمی شناسد پس مراد باحدہما صغری است و مراد بالناس
جمعی اند کہ او را می شناسند یعنی روایت است از امام جعفر صادق ع گفت برای
قائم آل محمد ص دو غیبت است صغری و کبری حاضر می شود در یکے از آں دو کہ غیبت صغری
است از آں موسم حج بر حالی کہ آدمی بیند ایشاں را از دور و ایشاں نمی بینند او را مراد اینست
کہ در غیبت کبری نیز در موسم حاضر می شود بر حالی کہ ہمہ کس او را می بینند اما نمی شناسند صفحہ ۴۶

افسوس کہ آپنے نہ اصل روایت کو لکھا نہ پوری عبارت کو جس سے حق واضح ہو جاتا کیونکہ
جو لوگ قول خدا و رسول و ائمہ اطہار ع پر ایمان لائے ہیں اون کو جب اصل حال معلوم ہوگا
تو اونکے ایمان میں تزلزل ممکن نہیں وہ تو جان جاینگے یہ وہ امام ہیں جنکی خبر آج سے
تیرہ سو برس پہلے سے مل رہی ہے کہ وہ امام عالیشان نظروں سے غائب ہونگے اور ایک
زمانہ آئے گا جس میں وہ حضرت اپنے ظہور موفور السرور سے تمام عالم کو پر نور اور عدل
و انصاف سے دنیا کو معمور فرمائینگے۔

نہ معلوم آپنے ناحیہ مقدسہ کا نام یہاں کہاں سے لیا کیونکہ آپکی عبارات منقولہ میں تو کہیں
اسکا ذکر نہیں نہ اوسکی بحث ہے بلکہ حضرت نے تو درمیان مسجد مکہ و مدینہ کی طرف اشارہ
کیا تھا اوسی کی تحقیقات میں صاحب صافی نے لکھا کہ شاید مراد اس سے حالی ردھا
ہو۔ پھر ذکر ناحیہ مقدسہ نہ معلوم کس بنیاد پر ہے۔

آپنے کتابوں میں ناحیہ کا لفظ ضرور دیکھا ہے مگر افسوس معنی اوسکے نہیں معلوم کتاب مجمع البحرین ملاحظہ فرمایئے جو علم لغت قرآن وحدیث میں ہے وصار فی ناحیۃ منہم یقال تنحی ای تحول الی ناحیۃ وفیہ ما انتحا انحاء من الملئکۃ ای ضروب منہم واحدھم نحو یعنی الملئکۃ کانوا یزورونہ سوی جبرئیل وقد تکرر فی الحدیث ذکر الناحیۃ والنواحی والنحو والانتحا فالناحیۃ واحدۃ النواحی وھی الجانب ومنہ ناحیۃ المسجد وناحیۃ السلطان والجمع النواحی فاعلۃ بمعنی مفعولۃ لانک نحوتہا اذا قصدتہا وقد یعبر بہا عن القائم ع ومنہ قول بعضہم کان علی الناحیۃ خمسمائۃ دینار وتنحو نحو البیت ای تقصد جہتہ صلح

یعنی ناحیہ کے معنی اصل میں سمت ۔ جانب ۔ گوشہ ۔ کنارہ کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے تنحا یعنی ایک گوشہ میں چلے گئے ۔ انحاء من الملئکۃ ۔ نحو سے ہے جو بمعنی قسم کے ہے ۔ حدیثوں میں ناحیہ ۔ نواحی ۔ نحو ۔ انتحا ۔ کا اکثر ذکر آیا ہے ۔ ناحیہ واحد ہے نواحی کا بمعنی جانب چنانچہ ناحیۃ المسجد ناحیۃ السلطان کہتے ہیں (یعنی کنارہ اور جانب) جمع نواحی ہے جو بمعنی مفول ہے کیونکہ تم اوس طرف قصد کرتے ہو (تو بمعنی مقصود ہوا) اور کبھی خود حضرت قائم کو تعبیر کرتے ہیں چنانچہ اسی قبیل سے قول بعض کا کہ ناحیہ پر ہمارا پانچسو دینار ہے اور تنحو نحو القبلہ ہے یعنی قصد کرو اوس جہت کا ۔

غرض ناحیہ کسی مقام کا نام نہیں بلکہ سمت یا جانب یا کنارہ کو کہتے ہیں اور جب ناحیہ مقدسہ کہتے ہیں تو اوس سے مراد خود جناب صاحب الامر ع ہوتے ہیں ۔ اسی سے زیارت ناحیہ ہے یا اور دعائیں اور روایتیں جو حضرت سے سنی گئیں ہیں جس طرح جناب ۔ حضرت علیہ مقدسہ وغیرہ الفاظ ہیں کہ بغرض تعظیم کہتے ہیں اوسی طرح ناحیہ مقدسہ کہ بغرض تعظیم حضرت کو کہتے ہیں ۔

تو جب ناحیہ کسی مقام معین کا نام ہے نہ کسی گاؤں یا قصبہ کا بلکہ ہر شی کے کنارہ کو کہتے ہیں تو بھلا اس کا پتہ کسی جغرافیہ داں کو کہاں سے مل سکتا ہے ۔ کیا ہے دنیا میں کوئی احمق جو جناب کی تحقیقات کرے کیونکہ جناب کے بھی یہی معنی ہیں والجناب بالفتح الفناء

وما قرب من محلة القوم ص۹۶

یعنی جناب صحن کو کہتے ہیں یا جو مقام محلہ قوم سے قریب ہو۔

کیوں جناب نواب کونسا جغرافیہ داں یا سیاح ہوگا جو جناب کی تحقیقات کرکے آپکو مایوس نہونے دے تو کیا اس وجہ سے آپ انکار کر جائینگے۔

آہ یہ بھی ہماری بدقسمتی ہے جو ایسوں کے مقابلہ میں قلم اوٹھانا پڑتا ہے جنکو نا حیا اور جناب کی تحقیقات کا شوق ہے کہ کوئی جغرافیہ داں آکر بتاوے۔

آپکو اگر ایسا ہی جغرافیہ دانی کا شوق ہے تو رحلہ ابن بطوطہ ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۳۲ جلد ۲

حكاية عجيبة ولما كنت ببرهنكار سمعت ان بها شيخا كبيرا اناف على مائتي سنة ولا ياكل ولا يشرب ولا يحدث ولا يباشر النساء مع قوته التامة وانه ساكن في غار بخارجها يتعبد فيه فتوجهت الى الغار فرايته على بابه وهو نحيف شديد الحمرة عليه اثر العبادة ولا لحية له فسلمت عليه فامسك يدي وشمها وقال للترجمان هذا من طرف الدنيا كما نحن من طرفها الآخر ثم قال لي لقد رايت عجبا اتذكر يوم قدومك الجزيرة التي فيها الكنيسة و الرجل الذي كان جالسا بين الاصنام واعطاك عشرة دنانير من الذهب فقلت نعم فقال انا هو فقبلت يده وفكر ساعة ثم دخل الغار فلم يخرج الينا وكانه ظهر منه الندم على ما تكلم به فتجسرنا ودخلنا الغار عليه فلم نجده ووجدنا بعض اصحابه ومعه جملة بوالشت من الكاغد فقال هذه ضيافتكم فانصرفوا فقلنا له ننتظر الرجل فقال لو اقمتم عشر سنين لم تروه فان عادته اذا اطلع احد على سر من اسراره لا يراه بعده ولا تحسب انه غاب عنك بل هو حاضر معك فعجبت من ذلك وانصرفت فاعلمت القاضي وشيخ الاسلام واوحد الدين السنجاري بقضيته فقالوا كذلك عادته مع من ياتي اليه من الغرباء ولا يعلم احد ما ينتحل من الاديان والذي ظننتموه احد اصحابه هو هو واخبروني انه كان غاب عن هذه البلاد نحو خمسين

ذائرين سنة ثم قدم عليها منذ سنة وكان السلاطين والامراء والكبراء ياتونه قدر فيعطيهم التحف على اقدارهم ويأتيه الفقراء كل يوم فيعطي لكل احد على ولیس فی الغار الذی هو به ما يقع عليه البصر وانه يحدث عن السنين الماضية ويذكر النبی صلى الله عليه وسلم ويقول لو كنت معه لنصرته ويذكر الخليفتين عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب باحسن الذكر ويثنی عليهما ويلعن يزيد بن معاوية ويقع فی معاوية وحدثنی عنه بامور كثيرة واخبرنی اوحد الدين السنجاری قال دخلت عليه بالغار فاخذ بيدی فخيل لی انی فی قصر عظيم وانه قاعد فيه على سرير وفوق راسه تاج وعن جانبيه الوصائف الحسان والفواكه تتساقط فی انهار هنالك وتخيلت انی اخذت تفاحة لاكلها فاذا انا بالغار وبين يديه وهو يضحك منی واصابنی مرض شديد لازمنی شهورا فلم اعد اليه واهل تلك البلاد يعتقدون انه مسلم لكن لم يره احد يصلی واما الصيام فهو صائم ابدا وقال لی القاضی ذكرت له الصلاة فی بعض الايام فقال لی اتدری انت ما اصنع ان صلاتی غير صلاتك واخباره كلها غريبة۔

ص ۱۶۴

یعنی جب ہم چین کلاں میں تھے تو سنا کہ یہاں ایک شیخ کبیر ہے جسپر دو سو سال گذر چکے ہیں وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ بات کرتا ہے نہ عورتوں سے تعلق حالانکہ پوری قوت رکھتا ہے اور وہ ایک غار میں رہتا ہے اوسکے خارج عبادت کرتا ہے ہم یہ سنکر اوس غار کی طرف گئے در غار پر اوسکو پایا لاغر ہے مگر سرخی اوسپر غالب ہے آثار عبادت اوسپر نمایاں ہے چہرہ بلا ریش ہے ہمنے اوسپر سلام کیا اوسنے دیر تک ہمارا ہاتھ پکڑ رکھا۔ پھر اوس نے ترجمان سے کہا کہ یہ اوس دنیا کی طرف سے ہے جیسا کہ ہم دوسری طرف سے ہیں۔ پھر کہا تو نے بہت سے عجائب دیکھے کیا تجھے وہ روز یاد ہے کہ اوس جزیرہ میں پھونچا جہاں کنیسہ تھا اور ایک شخص بتوں کے پاس بیٹھا تھا اور تجھے دس اشرفیاں دی تھیں میں نے کہا ہاں یاد ہے اوسنے کہا وہ شخص میں ہی تھا میں نے اوسکے ہاتھ پر بوسہ دیا اور وہ دیر تک فکر کرتا رہا۔ پھر غار میں چلا گیا اور باہر نہ نکلا اور گویا

کہ وہ نادم ہوا اپنے کلام سے۔ اسکے بعد ہم ہجوم کرکے داخل غار ہوے۔ مگر اوسکو وہاں
نہ پایا اور بعض اصحاب کو اوسکے پایا جسکے پاس کچھ کا غذ تھا اوسنے کہا یہ تمھاری ضیافت ہی۔
اب چلے جاؤ۔ ہمنے کہا اوس کا انتظار کرتے ہیں اوسنے کہا اگر دس برس تک بھی یہاں رہوگے
تو اوسکو نہ پاؤگے کیونکہ اوسکی عادت ہی کہ اگر کوئی شخص اوسکے کسی راز سے مطلع ہوجاتا ہے
تو پھر وہ اوسکو دکھائی نہیں دیتا اور یہ نہ سمجھو کہ وہ تمسے غائب ہے بلکہ تمھارے ساتھ حاضر ہی اسسے
اور بھی ہمکو تعجب ہوا اور پھر چلے آے۔
ہمنے اس واقعہ کو قاضی۔ اور شیخ الاسلام اور اوحد الدین سنجاری سے بیان کیا تو اونھوں نے
کہا یہی اونکی عادت ہے تازہ واردوں کے ساتھ اور کوئی نہیں جانتا کہ اونکا مذہب کیا
ہے۔ اور جس شخص کو تمنے اوس کا مصاحب پایا وہ خود ہی تھا اون لوگوں نے یہ بھی بیان کیا
کہ پچاس برس تک وہ اوس ملک سے غائب تھا۔ کچھ دن ہوتے ہیں کہ آیا ہی۔ سلاطین
و امرا۔ کبرا۔ اوسکی زیارت کو آتے ہیں اور وہ ہر شخص کو اوسکی شان کے مطابق تحفہ و
ہدایا دیتا ہے۔ اور فقرا اوسکے پاس آتے ہیں تو ہر شخص کو اوسکے مطابق دیتا ہے حالانکہ
جس غار میں وہ رہتا ہے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ اور وہ گذشتہ زمانہ کی حکایتیں بیان
کرتا ہے اور آنحضرت کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم اگر ساتھ ہوتے تو ضرور نصرت کرتے
وہ دونو خلیفہ حضرت عمر اور چہارم امیر کا بہت ادب کے ساتھ ذکر کرتا ہی اور مدح و ثنا کرتا ہی
اور لعنت کرتا ہے یزید اور معاویہ کو برے طور سے یاد کرتا ہے اسی قسم کی بہت سی حکایتیں
اوسکی بیان کیں۔
اوحد الدین سنجاری بیان کرتے ہیں کہ ایکدفعہ ہم اوسکے غار میں داخل ہوے تو اوسنے
ہمارا ہاتھ پکڑ لیا یہ معلوم ہوا کہ ہم ایک قصر عظیم الشان میں ہیں اور وہ ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہی
جسکے سر پر تاج ہے اور چاروں طرف خوبصورت عورتوں کا ہجوم ہے ہر طرف نہریں جاری
ہیں میوے ٹپک رہے ہیں ایک میوہ کو اوٹھایا اور چاہا کہ کھائیں اب کیا دیکھتے ہیں کہ ہم اوسی
غار کے دروازہ پر ہیں اور وہ ہمپر ہنس رہا ہے۔ اسکے بعد ہم بہت بیمار ہوے اور پھر نہ وہاں
جاسکے۔

اس شہر کے لوگ اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہے مگر کسی نے اوسکو نماز پڑھتے نہ دیکھا مگر ہمیشہ روزہ رکھتا ہے قاضی کا بیان ہے کہ ہمنے ایک روز اوس سے نماز کے بارے میں کہا تو اوسنے کہا کہ تم جانتے ہو ہم کیا کرتے ہیں ہماری نماز تملوگوں کی نماز کے خلاف ہے اور حکایتیں اوسکی کل عجیب و غریب ہیں۔ انتہی الترجمہ۔

یہ حکایت ہمنے سنہ ۱۳۲۴ھ میں رحلہ ابن بطوطہ میں دیکھی تھی جو بفضلہ دماغ میں محفوظ رہی اور آج اصل کتاب پیش کرتے ہیں جس سے ممکن ہے کوئی سعید روح فائدہ اوٹھائے اور قدرت خدا پر ایمان لائے۔ کیونکہ ابن بطوطہ اون مشاہیر علما سے ہیں جسکی جغرافیہ دانی اور سفرنامہ مشہور ہے بلکہ شاید اردو میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے اور تمامی اہلسنت کو اوسپر ناز ہے اور انکا چشم دید واقعہ ہے جسکی کوئی تکذیب نہیں کر سکتا نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ شیعہ تھا نہ اوسنے اس کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ صاحب العصر و الزمان عم تھے۔

مگر ہم عام مسلمانوں سے سوال کا حق رکھتے ہیں کہ اس طرح کے واقعات کو جب آپ غیروں میں دیکھتے ہیں تو باور کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر یہی واقعہ یا اس قسم کے واقعات حضرت صاحب العصر و الزمان کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو آپکی کیا حالت ہو جاتی ہے۔

اب ہمکو ضرورت نہیں ہے کہ منشی صاحب کو زیادہ سمجھائیں کیونکہ جتنے شکوک و اوہام اونکو حضرت کی نسبت ہو سکتے ہیں یا ہوتے ہیں سب کا جواب اسی واقعہ میں موجود ہے۔ ابن بطوطہ کی تحقیقات سے وہ دو سو برس کے ہیں مگر پوری قوت رکھتے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ غار میں موجود ہیں مگر جب ابن بطوطہ داخل غار ہوتے ہیں نہیں ملتے۔ آنکھوں سے پوشیدہ ہیں مگر موجود ہیں۔ دوسری شکل میں باتیں کرتے ہیں اور یہ نہیں پہچانتے ایک جگہ نہیں دو جگہ انکو ملے مگر نہ پہچانا۔ نماز پڑھتے ہیں مگر نہ وہ نماز جو اہلسنت کی ہے۔

اب بتائیے وہ خطۂ چین کیا ہوا جہاں کل دول یورپ کے سفیر گشت لگا رہے ہیں چپہ چپہ سے لوگ واقف ہیں خصوصاً جزیرہ اور غار مگر کسی کو پتہ نہیں چلتا۔ اور رحلہ ابن بطوطہ میں موجود ہیں۔ قاضی شیخ الاسلام جانتے ہیں سب اون سے واقف ہیں

سلاطین امرا۔ فقرا کو اسی غار سے دیتے ہیں مگر وہاں کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی جب غار میں جاتے ہیں تو ایک قصر عظیم الشان دکھائی دیتا ہے۔

ہم اسکو مکرر بتا آئے ہیں کہ حضرت اس طرح ہر موقع پر تشریف لاتے ہیں کہ معمولی انسان کے جامہ میں نظر آتے ہیں مگر کوئی پہچانتا نہیں۔

قولہ اور وہ اکیلے بھی نہیں ہوتے تیس آدمی مخلص جان نثار بطور باڈی گارڈ ہمراہ ہوتے ہیں اور بقول اردبیلی انکے ساتھ نوکر چاکر گھوڑے اونٹ بھی ہوتے ہیں۔ مگر کسقدر تعجب ہے کہ کوئی شخص ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جو یہ کہے کہ میں نے امام کو دیکھا ہے۔

اقول بیشک وہ اکیلے نہیں ہوتے تیس آدمی مخلصین سے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر اسی طرح جیسا کہ مذکور ہوا کہ سب دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں۔ اور یہ امر تو گویا اتفاقی فریقین ہے یعنی حضرات اہلسنت بھی اسکے قائل ہیں اور انکو اصطلاح صوفیہ میں ابدال کہتے ہیں۔ البتہ تعداد میں اختلاف ہے چنانچہ کشاف اصطلاحات الفنون میں ہے صفحہ ۱۶۲ جلد اول۔

الابدال بفتح الالف جمع البدل والبدیل وکذا البدلاء بالضم علی ما عرفت ومولوی عبد الغفور در حاشیہ نفحات می آرد لفظ ابدال در عرف صوفیہ مشترک لفظی است تارۃ اطلاق میکنند بر جمعے کہ تبدیل کردہ اند صفات ذمیمہ را بصفات حمیدہ و عدد ایشاں منحصر نیست وتارۃ اطلاق میکنند بر عدد ے معین بر تقدیر اطلاق بر عدد معین بعضے بر چہل شخص اطلاق میکنند کہ ایشاں را اشتراک است در صفت مخصوص و بعضے بر ہفت اطلاق میکنند وازیں بعض بعضے برآنند کہ اوتاد از ابدال خارج اند و بعضے گویند کہ اوتاد جملہ ابدال اند و دو دیگر از ابدال اماماں اند کہ وزیران قطب اند و دیگرے قطب است وایں ہفت تن را ابدال بنابرآں گویند کہ چوں یکے ازینہا برود دیگرے کہ بحسب مرتبہ فرو تر ازو بود بجاے او نشیند وحفظ مرتبہ وے کند و بعضے گویند کہ تسمیہ ایشاں با بدال از جہت است کہ حق سبحانہ تعالیٰ ایشاں را قوتے دادہ کہ چوں خواہند بجاے روند و بنا بر باعثی خواہند کہ صورت ایشاں دریں موضع بود شخصے مثالی بر صورت خود دراں موضع بگذارند بدل خود واما جماعتے کہ بدل انسان شخص مثالی پیدا شود بے ارادہ ایشاں آنہارا ابدال بگویند

وبسیارے از اولیا چنین باشند و فی بعض التفاسیر سئل ابوسعید عن الاوتاد والابدال ایہما افضل فقال الاوتاد فقیل کیف فقال لان الابدال ینقلبون من حال الی حال و یبدلون من مقام الی مقام والاوتاد بلغ بہم النہار وثبت ارکانہم فہم الذین ہم قوام العالم وہم فی مقام التمکین۔

اس تحقیقات نے آپکو بتا دیا ہوگا کہ ابدال کا وجود بہ اتفاق اہلسنت مسلم ہے پھر آپ کیوں انکار کرتے ہیں اور اس سے تعجب کرتے ہیں کہ حضرت صاحب العصر والزمان کے مخلصین تیس شخص ہر وقت ساتھ رہتے ہیں کہ جب ان میں سے ایک مرتا ہے تو دوسرا قائم مقام ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی امر تو آپکے یہاں بھی ہے کہ بعض اونکو چالیس گنتے ہیں اور بعضے سات۔

آپ اگر کتب صوفیہ کو دیکھے ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ اونھوں نے جو الفاظ غوث قطب ابدال۔ اوتاد۔ استعمال کئے ہیں اور اون کی تعریفیں لکھی ہیں وہ درحقیقت انھیں حضرات ائمہ کی توصیف ہے مگر قالب بدلکر کیونکہ وہ بڑے زمانہ شناس ہوتے تھے دنیا کا رنگ پہچانتے تھے کہ اگر ان حضرات کا نام کھلم کھلا لینگے تو یہ سارا کروفر جاتا رہیگا اسلیئے وہ نام نہ لیتے۔ مگر حقیقت۔ طریقت۔ معرفت بغیر ان حضرات کے حاصل نہیں ہوسکتی تھی اسلیئے اس عنوان سے وہ کلام کرتے کہ بغیر غواص کوئی نہ سمجھے۔

مجمع بحار الانوار میں ہے دفیہ الابدال بالشام والنجباء بمصر والعصائب بالعراق وھو الاولیاء والعباد ص۸۱

جس سے معلوم ہوا کہ ابدال کا وجود کلام رسول اللہ سے ثابت ہے مگر ہاں اوسکا مفہوم آپ نہیں سمجھتے۔

افسوس کہ آپ یہ لکھتے ہیں کہ وہ کسقدر تعجب ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جو یہ کہے کہ مینے امام کو دیکھا ہے کیونکہ ایک نہیں ہزاروں خود علماے اہلسنت سے گذرے ہیں جنھوں نے حضرت کی زیارت کی ہے اور امام علیہ السلام نے اونکو بتایا ہے کہ میں امام مہدی ہوں۔ مگر آپ نہ مانیں تو اسکا کیا علاج ہے۔

کاش آپ لواقح الانوار علامہ شعرانی کی سیر کرتے جو متاخرین علمائے اہلسنت سے
ہیں اور منتہی الکلام وازالۃ العین میں بجداون کی توثیق و مدح وثنا مذکور ہے
وہ لکھتے ہیں بذکر شیخ حسن عراقی ۔ فدخلت جامع بنی امیہ فوجدت شخصاً
علی الکرسی یتکلم فی امر المھدی وخروجہ فنشر وحبہ قلبی وصرت ادعو
فی سجودی بان اللہ یجمعنی علیہ فمکثت نحو سنۃ وانا ادعو فبینما انا بعد المغرب
فی الجامع اذ دخل علی شخص علیہ عمامۃ کعمامۃ العجم وجبۃ من وبر الجمال
نجس بیدہ علی کتفی وقال لی مالک بالاجتماع بی فقلت لہ من انت فقال
انا المھدی فقبلت یدہ وقلت امض بنا الی البیت فاجاب وقال اخل
لی مکانا لا یدخل علی فیہ احد غیرک فاخلیت لہ فمکث عندی سبعۃ
ایام ولقننی الذکر وامرنی بصوم یوم وافطار یوم والصلوۃ خمسمائۃ
رکعۃ فی کل لیلۃ وان لا اضع جنبی علی الارض للنوم الا غلبۃ ثم طلب الخروج
وقال یاحسن لا تجمع باحدی بعد ویکفیک ما حصل منی فما ثم الادون
ما وصل الیک منی فلا تحمل منۃ احد بلا فائدۃ فقلت سمعا وطاعۃ
وخرجت اودعہ فاوقفنی عند عتبۃ باب الدار وقال من ھنا
فاقمت علی ذلک سنین عدیدۃ الی ان قال الشعرانی بعد ذکر
سیاحۃ حسن العراقی وسالت المھدی عن عمرہ فقال یا ولدی
عمری الآن ستمائۃ وعشرون سنۃ ولی الآن عنہ مائۃ سنۃ
فقلت ذلک لسیدی علی الخواص فوافقہ علی عمر المھدی رض ص ۱۵۳ استقصا

یعنی شیخ حسن عراقی کہتے ہیں کہ ہم جامع مسجد بنی امیہ میں داخل ہوئے تو ایک شخص کو
کرسی پر ذکر مہدیؑ کرتے سنا جس سے حضرتؑ کی محبت ہمارے دل میں گھر کر گئی۔
اوس روز سے برابر دعا کرتے رہے کہ حضرت سے ملاقات ہوتی سال بھر کے بعد
ایک روز بعد مغرب مسجد جامع میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص آیا جو عجمی عمامہ باندھے تھا
اور میرے شانہ پر ہاتھ رکھکر کہا کس لئے ہماری ملاقات کی دعا کرتے ہو۔ میں نے کہا کہ

آپ کون ہیں فرمایا میں مہدی ہوں ہمنے ہاتھوں کا بوسہ دیا اور اپنے گھر لے گیا سات روز آپ رہے اور ذکر کی تعلیم کی اور فرمایا ایک روز روزہ رکھو دوسرے روز افطار کرو اور ہر شب کو پانچسو رکعت نماز پڑھا کرو ساتویں روز ہمسے رخصت ہوئے اور فرمایا اب تو کسی کے ساتھ نہ ملنا اور جو کچھ تجھے ہمسے ملا ہے اوسپر قناعت کر اب بلا فایدہ کسی کا احسان نہ اوٹھا ہم دروازہ تک پھونچانے گئے آپنے کہا بس یہیں سے ہم وہیں پر کئی برس تک پڑے رہے۔ اسکے بعد شعرانی نے اونکی سیاحت کا ذکر کیا ہے اور کہا کہ ہمنے حضرت کی عمر دریافت کی تو آپنے فرمایا اس وقت ۶۲۰ برس ہمارا سن ہے اور حسن عراقی کہتے ہیں اس واقعہ کو سو برس ہو چکے۔ اس حکایت کو ہمنے سیدی علی الخواص سے بیان کیا تو اونھوں نے بھی اس بارہمیں موافقت کی۔

سب کہدئے گیا اسکے بعد بھی آپ یہی کہینگے کہ کوئی شخص ایسا نہیں پیش کیا جاسکتا جو یہ کہے کہ مینے امام کو دیکھا ہے بلکیونکہ اب اس سے بڑھکر کون شاہد ہو سکتا ہے جو کہتا ہے حضرت اسکے گھر سات روز رہے اور فرمایا میں مہدی ہوں مگر آپ کیا کریں حق سے انحراف کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔

اس حکایت کو اونھوں نے مختصر طور پر کتاب الیواقیت والجواہر میں بھی لکھا ہے ملاحظہ ہو ص ۲۸۸ مطبوعہ مصر

فیکون الی وقتنا هذا وهو سنة ثمان وخمسين وتسعمائة سبعمائة سنة وست وستين هكذا اخبرني الشيخ العراقي المدفون فوق كوم الريش المطل على بركة الرطلي بمصر المحروسة عن الامام المهدي حين اجتمع به ووافقه على ذلك شيخنا سيدي على الخواص رحمهما الله۔

یعنی اس وقت کہ ۹۵۸ھ ہے حضرت کا سن مبارک ۷۶۶ برس ہے جیسا کہ شیخ حسن عراقی نے خبر دی امام مہدی ؑ سے جس وقت حضرت سے ملاقات ہوئی تھی اور اس کی موافقت کی ہے سیدی علی الخواص نے۔

آپ اگر اپنے مذہب کی کتابیں کفایۃ الطالب مطالب السئول ینابیع المودۃ وغیرہ

عدہا کتابوں کو دیکھئے تو ہزاروں آدمی کے نام معلوم ہوں جنھوں نے حضرت کی زیارت

کی ہے اور اسکی خبر دی ہے۔ مگر منکر وجود آفتاب سے کوئی اقرار کر سکتا ہے۔

دیکھئے مرزا حیرت صاحب بھی آپکے بھائی بندوں سے ہیں مگر وہ کس شوخ چشمی اور

دیدہ دلیری سے شہادت امام حسینؑ سے انکار کر رہے ہیں تو کیسی کی طاقت ہیں ہے؟

جو اون سے اقرار کرا ے حالانکہ خود ہزاروں مرتبہ اقرار کر چکے ہیں جو ابتک اونکے ترجمہ

قرآن میں موجود ہے۔

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی نے باب صرف اسی بیان میں لکھا ہے کہ حضرت

سے زمانہ غیبت کبری میں کس کس سے ملاقات ہوئی بنظر اختصار اوسکا خلاصہ لکھا جاتا

ہے صت ۳۹۶

(۱) ابی عبد اللہ بن صالح کہتے ہیں ہمنے حضرت مہدیؑ کو حجر اسود کے پاس دیکھا جبکہ لوگ

ہجوم کر رہے تھے تو آپ فرماتے ہیں اس طرح حکم نہیں دیا گیا ہے۔

(۲) غانم ہندی سے حضرت سے ملاقات ہوئی جسکی تفصیلی بحث آیندہ مرقوم ہوگی کیونکہ منشی

صاحب نے اوسپر اعتراض کیا ہے۔

(۳) محمد بن شاذان کابلی نے حضرت کو دیکھا ہے ایک غلام نے انکو ڈانٹا اور خود آگ میں

کو وپڑا وہاں سے نکلکر کہا تو داخل ہو۔ حضرت وہاں قیام فرما ہیں اور آپنے اوس

نام سے ہمکو پکارا ہے جو صرف اسکے خاندان والے جانتے تھے اور چند مسائل دریافت

کیئے۔

(۴) محمد بن عثمان عمری کہتے ہیں ہمنے حضرت کو خانہ کعبہ کے پاس دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں

اللھم انجز لی ما وعدتنی۔ خداوندا جو تونے وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کر پھر پردہ

خانہ کعبہ سے آپکو آویزاں دیکھا کہ آپ دعا ہو مناجات کر رہے ہیں۔

(۵) ظریف ابو نصر کہتے ہیں کہ ہم خدمت میں حضرت کی داخل ہوے تو آپنے فرمایا انا خاتم

الاوصیا فبی یدفع اللہ البلاء عن اھل الارض۔ کہ میں خاتم اوصیا ہوں اور میرے

ہی سبب سے بلا اہل ارض دفع ہوتی ہے۔

(۶) عبداللہ مسعودی کہتے ہیں کہ بستان بنی ہاشم میں داخل ہوئے دیکھا کہ لڑکے حوض میں تیر رہے ہیں اور ایک جوان بیٹھا ہوا ہے جو اپنے منہ پر آستین رکھے ہوئے ہے پوچھا یہ کون ہے تو کہا کہ حضرت صاحب الامر ہیں اور آپ اپنے والد ماجد کی صورت پر تھے۔

(۷) محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے بارہ آدمیوں کے نام لکھے ہیں جو وکلا سے تھے اور ۵۳ آدمی غیر وکلا سے جنھوں نے حضرت کو دیکھا ہے۔

(۸) حسن بن وجنا نصیبی کہتے ہیں کہ ہم ۵۳ مرتبہ حج کر چکے اور ہر دفعہ اسکی دعا کرتے تھے کہ صاحب الزمان عم کو دیکھیں ۵۴ دفعہ کے حج میں ایک جاریہ نے ہم سے کہا اے حسن اوٹھ ہم اوسکے ساتھ مکان حضرت خدیجہ تک گئے (مکہ میں) دروازہ پر جب کھڑے ہوئے تو خود حضرت صاحب الزمان عم نے فرمایا اے حسن ہم تیری ہر حج میں ساتھ تھے۔ اب تو مکان امام جعفر صادق عم میں قیام کر تجھے نہ کھانے کی فکر ہوگی نہ کپڑے کی اور ایک دعا تعلیم فرمائی اور کہا کہ دعا کیا کر راوی کہتا ہے کہ ہمنے اوس روز سے وہیں قیام کیا بوقت افطار کھانا اور پانی ملتا اور جاڑہ میں سرمائی لباس اور گرمی میں اوسکے مناسب کپڑہ ملا کرتا۔

(۹) علی بن احمد کوفی ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم طواف کر رہے تھے کہ ایک جوان خوش جمال طیب الرائحہ کو ہمنے ہمکلام پایا۔ پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا میں صاحب الزمان ہوں اور وہ قائم ہوں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا اور زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی اور لوگ زمانہ فترہ میں نہیں رہ سکتے یہ امانت ہے جسکو غیر اہل حق پر ظاہر نہ کرنا اسکے بعد اپنا عصا دکھایا دیکھا کہ وہ پارہ طلا ہے بعض کا بیان ہے کہ وہ حضرت ایک روز ہر سال ظاہر ہوتے ہیں اور اپنے خواص سے بات چیت کرتے ہیں۔

(۱۰) راشد ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ ہم حج سے پھرے تو راہ گم کر گئے اور ایک ایسے وادی آباد میں پہونچے جو نہایت سرسبز تھا اور زمین وہاں کی معطر تھی ایک خیمہ دیکھا جسکے سامنے دو خادم کھڑے تھے۔ ایک اون میں سے خیمہ میں گیا اور پھر باہر نکلا اور ہمکو اون خیمہ

میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہے اور اوسکے سر پہ
ایک طویل سیف معلق ہے ہمنے سلام کیا۔ آپنے جواب دیا اور فرمایا میں وہی قائم ہوں
جو آخر زمان میں ظاہر ہوگا اسی سیف کے ساتھ اور تمام زمین کو عدل و انصاف سے
بھر دیگا۔ میں زمین پر گر پڑا۔ فرمایا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ نہ کر سر اوٹھا تیرا
نام اسد ہے اور تو ہمدان کا رہنے والا ہے کیا چاہتا ہے کہ اپنے گھر واپس جائے مینے
کہا ہاں حضرت نے ایک صرہ عنایت کیا اور اوس خادم سے اشارہ کیا وہ میرے
ساتھ چند قدم چلا تھا کہ کہا دیکھ یہ اسد آباد ہے جلد جا اے راشد اب جو پھر کر دیکھتا ہوں
تو وہ خادم غائب ہے ہم اسد آباد پہونچے اوس صرہ میں پچاس اشرفیاں تھیں جب
تک وہ اشرفیاں ہمارے پاس رہیں ہم ہر طرح خوش حال رہے۔
(۱۱) ابو نعیم انصاری بیان کرتا ہے کہ ۶ ذیحجہ ۲۹۳ھ میں مسجد الحرام میں ایک جوان کو دیکھا
جسکی تعظیم کیلئے ہم اوٹھ کھڑے ہوئے وہ بیٹھ گیا اور کہا تم جانتے ہو جناب امام جعفر صادق
دعا میں کیا فرماتے تھے مینے اوس دعا کو پڑھا۔ دوسرے روز اوس جوان نے پوچھا
تم جانتے ہو جناب امیرؑ کونسی دعا پڑھتے تھے۔ مینے اوس دعا کو بھی پڑھا پھر پوچھا آنحضرت
سجدہ شکر میں کونسی دعا پڑھتے تھے اوسکو بھی عرض کیا پھر تیسرے روز اوسی وقت
تشریف لائے اور پوچھا کہ تم جانتے ہو امام زین العابدینؑ کونسی دعا پڑھتے تھے اوسکے
بعد آپنے محمد بن قاسم علوی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تو خیر پر ہے اے محمد بن قاسم
وہ حضرت صاحب الزمانؑ کو طلب کرتا تھا اسکے بعد آپ چلے گئے۔
محمودی کہتے ہیں کہ اے قوم کیا تم انکو پہچانتے ہو کہا نہیں۔ کہا کہ یہ صاحب الزمانؑ ہیں
کیونکہ آج سے سات برس پہلے ہمنے عشاء عرفہ دعا کی تھی کہ ہمکو صاحب الزمانؑ کو
دکھا دے ایک شخص کو دیکھا کہ دعا پڑھتا ہے مینے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا بنی
ہاشم سے پھر پوچھا کہ بنی ہاشم کے کس خاندان سے ہیں تو فرمایا ممن فلق الهام و اطعم
الطعام وصلی باللیل والناس نیام۔ تب ہم سمجھے کہ علوی ہیں اوسکے بعد
غائب ہو گئے اور نہ معلوم ہوا کہ آسمان پر گئے یا زمین میں لوگوں سے پوچھا کہ تم

انکو پہچانتے ہو کہا ہاں یہ شخص ہر سال پیادہ پا حج کرتا ہے ہمنے کہا پیادہ روی کا کوئی اثر تو نہیں معلوم ہوتا۔ ہم وہاں سے غمگین و ملول مزدلفہ میں آئے تو شبکو جناب رسالتمآبؐ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے محمودی یہی صاحب الزمان ہیں جو تمھارے مطلوب ہیں جسکو عشیہ عرفہ کو دیکھا یہ روایت تین طرق سے منقول ہے

(۱۳) ابراہیم بن مہزیار اہوازی کہتے ہیں کہ ہم حضرت کے اشتیاق میں مکہ و مدینہ گئے ایک روز طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی اوس سے ہمنے اپنا اشتیاق ظاہر کیا تو وہ ہمکو وہاں سے طائف لے گیا میدان میں ایک خیمہ پایا جسکی روشنی سے تمام میدان منور ہو رہا تھا اوس خیمہ میں حضرت سے ملاقات ہوئی اور آپنے میرا نام لیکر مجھسے خطاب فرمایا کہ دیکھ یہ مجلس امانت رہے ہم وہاں تھوڑی دیر تک رہے اور حضرت سے استفادہ کرتے رہے اوسکے بعد آپنے اجازت معاودت دی میرے پاس پچاس ہزار درہم سے کچھ زیادہ مال تھا مینے عرض کیا اسکو قبول فرمایئے۔ آپنے تبسم فرمایا اور کہا کہ اے ابو اسحق اسکو اپنے زاد راہ میں خرچ کر اور اس سے رنجیدہ نہو کہ ہمنے تیرا مال نہیں قبول کیا پھر دعائیں دیکر حضرت نے ہمکو رخصت کیا۔

یہ کل روایتیں ہمنے ینابیع المودۃ سے لی ہیں ورنہ اگر کتب شیعہ کی روایتوں کو لکھتا تو ایک جلد ضخیم طیار ہوتی پھر وہ لکھتے ہیں کہ عبد الوہاب شعرانی مبحث ۶۵ یواقیت و جواہر میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام مہدی فرزند امام حسن عسکریؑ جو ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ میں متولد ہوے اور وہ باقی ہیں یہانتک کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے ساتھ جمع ہوں۔ ایسا ہی خبر دی ہمکو شیخ حسن عراقی نے امام مہدیؑ سے جس وقت وہ حاضر خدمت آنحضرت ہوے اور اسکی موافقت کی ہے سیدی علی الخواص نے (یہ اصل عبارت پہلے اسکے منقول ہو چکی ہے الیواقیت والجواہر صفحہ ۱۴۸ ج ۲)

ویقول مولف ھذا الکتاب ای الشیخ عبد الوھاب الشعرانی قدس سرہ قال فی کتاب الانوار القدسیۃ ان بعض مشایخنا قال نحن بایعنا المھدی بدمشق

الشام وکنا عندہ سبعۃ ایام وقال لی الشیخ عبد اللطیف الحلبی سنۃ

الف وماتین وثلاث وسبعین ان ابی الشیخ ابراھیم رحمہ اللہ قال

سمعت بعض مشائخی من مشائخ مصر عن بایعنا الامام المھدی ص ۳۹۳

یعنی مولف کہتا ہے کہ شیخ عبد الوہاب شعرانی نے کتاب انوار قدسیہ میں لکھا ہے کہ ہمارے

بعض مشائخ کا بیان ہے کہ ہمنے امام مہدی عہ کی بیعت کی ہے دمشق شام میں اور آپکے

پاس سات روز تک رہے۔

شیخ عبد اللطیف حلبی کا بیان ہے ۱۲۷۳ھ میں کہ میرے باپ شیخ ابراہیم نے کہا کہ ہمنے بعض

مشائخ مصر سے سنا کہ وہ کہتے تھے ہمنے امام مہدی کی بیعت کی ہے۔ اور یہ شیخ ابراہیم

طریقہ قادریہ میں کبار مشائخ حلب سے تھے۔

بہرحال منشی صاحب نے جو یہ لکھا تھا" کہ کوئی شخص ایسا نہیں پیش کیا جاسکتا جو یہ

کہے کہ ہمنے امام کو دیکھا ہے" وہ تو یقیناً غلط ہے کیونکہ خود کتب اہلسنت سے ایسے صلحا

اشخاص نکلے جنھوں نے حضرت کی زیارت کو اور بیعت کو بیان کیا کہ ہمنے آپکی بیعت

کی اور آپکی خدمت میں سات روز رہے۔ یا آپنے فرمایا کہ میں صاحب الزمان عم ہوں اور

معجزہ دکھاے اور دعایئں تعلیم کیں۔ اسپر بھی کوئی ایمان نہ لائے تو مجبوری ہے۔ ومن

لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نورا۔

قولہ (۳) جزیرہ خضرا۔ مذکور است کہ جزیرہ اخضر وبحر ابیض جزیرہ ایست در سرزمین ولایت

بربر میان دریاے اندلس کہ آنحضرت (امام غائب) واولاد واصحاب او در آنجا میباشند ومعمور

وآبادان ہست ودر ساحل آن دریا موضع است بشکل جزیرہ کہ اندلسیان آنرا جزیرہ رفضہ

میگویند وساکنان آن ساحل ہمگی شیعہ امامیہ اند ومایحتاج ایشانرا از راہ جزیرہ اخضر کہ مقام

آنحضرت است در سالے دو بار وکیل ناحیہ بکشتی ہا از راہ بحر ابیض کہ محیط بآن ناحیہ مقدسہ

است می آورد وبر اہل آن جزیرہ قسمت کردہ مراجعت می نماید۔ مجالس المومنین صفحہ ۳۱

نجم ثاقب صفحہ ۲۰۸ رسالہ جزیرہ خضرا وبحر ابیض مجلسی مطبوعہ لکھنؤ۔

ولایت بربر۔ اندلس بحر ابیض متعارف نام ہیں لیکن جزیرہ خضرا یا جزیرہ رفضہ کا فدا

جائے کس کتاب جغرافیہ یا تاریخ میں مذکور ہے جہاں ہزار برس سے امام معہ اولاد و اصحاب آباد اور جہاں ہر سال دو دفعہ غلہ وغیرہ کے جہاز معرفت وکیل ناحیہ مقدسہ کے بھیجے جاتے ہیں مگر نئی پرانی دنیا کا کوئی سیاح جہازران ان حالات سے واقف نہیں !!

اقول قبل اسکے کہ ہم جزیرہ خضرا کا ثبوت کتب اہلسنت سے دیں ضروری ہے کہ ہم خود اندلس کا حال بیان کریں جو کتب اہلسنت میں ہے جس میں یہ جزیرہ خضرا واقع ہے ملاحظہ ہو حیوۃ الحیوان جلد ۲ صفحہ ۲۷۶

قال وکان الیونان وهو اهل الحکمة یسکنون بلاد المشرق قبل الاسکندر فلما ظهرت الفرس واستولت علی الیونان علی ما بایدیهم من الممالک انتقلوا الی جزیرة الاندلس لکونها طرفا من اخر العمارة ولم یکن لها ذکر ولا ملکها احد من الملوک المعتبرة ولا کانت عامرة کلها وکان اول من عمرها واختط فیها اندلس بن یافث بن نوح علیه السلام فسمیت باسمه ولما عمرت الارض بعد الطوفان کانت صورة المعمور منها عندهم علی شکل طائر راسه المشرق وذنبه المغرب وجناحاه الشمال والجنوب وبطنه ما بینهما فکانوا یزدرون المغرب لنسبته الی اخس اجزاء الطائر وکان الیونان لا یرون فناء الامم بالحروب لما فیه من الاضرار والاشتغال عن العلوم التی امرها عندهم اهم الامور فلذلک انحازوا من بین یدی الفرس الی الاندلس فعمروها وشقوا الانهار وبنوا المعاقل وغرسوا الجنان والکروم وملؤها حرثا ونسلا فعظمت وطابت حتی قال قائلهم لما رای بهجتها ان الطائر الذی صورت العمارة علی شکله وکان المغرب ذنبه کان طاوسا لان معظم جماله فی ذنبه ولما کملت الیونان عمارة جزیرة الاندلس جعلوا دار الحکمة والملک فیها مدینة طلیطلة لانها وسط البلاد۔

مینی اہل یونان جو اہل حکمت تھے پہلے بلاد مشرقیہ میں رہتے تھے اسکندریہ کے پاس

جب اہل عجم نے اون پر غلبہ حاصل کیا اور یونانیوں کے شہروں کو چھین لیا۔ تو یہاں
سے وہ اندلس کی طرف چلے گئے کیونکہ وہ آبادی کا آخری حصہ تھا اور کہیں تواریخ
وغیرہ میں اوس کا تذکرہ نہ تھا نہ کوئی بادشاہ معتبر اوس پر قابض ہوا۔ وہ ملک بالکل غیر آباد
تھا۔ سب سے پہلے اوسکو اندلس بن یافث بن نوح نے آباد کیا تھا۔ اونہیں کے نام سے
یہ ملک موسوم ہوا بعد طوفان جب اسکی آبادی شروع ہوئی۔ تو اس ملک کی صورت
مثل طائر کے تھی کہ سر اوسکا تو مشرق تھا اور دم مغرب اور دونوں بازو اوسکے جنوب
وشمال۔ اور اسکے مابین جو شہر تھے وہ گویا شکم طائر تھا۔ اسی لئے مغرب کو وہ ذلیل
سمجھتے تھے کیونکہ یہ اندلس کے دم کی طرف پڑا تھا اور چونکہ اہل یونان جنگ کو موجب
فنا ر امم جانتے تھے کیونکہ اس سے علوم وفنون کو زیادہ صدمہ پہونچتا تھا اس لئے
اونھوں نے اہل عجم کے غلبہ کے وقت سے اندلس کو اپنا جائے پناہ بنایا تھا اسلئے
اوس میں ہر قسم کی نہریں بنائیں اور باغ طیار کئے اور ہر طرح کھیتی باری سے
اوسکو آباد کیا جس سے وہ ملک پوری طور سے سر سبز وشاداب ہوا چنانچہ ایک
شخص نے اسکی بہجت ونضارت دیکھکر کہا کہ جس طائر کی شکل پر یہ ملک آباد کیا گیا
ہے وہ طائر طاؤس ہے کیونکہ اوس کا سارا حسن وجمال دم میں ہے۔ جب اہل
یونان اس ملک کو آباد کر چکے تو اوسکے دار حکمۃ کو اس شہر طلیطلہ میں قائم کیا جس
سے مائدہ حضرت سلیمان علی نبینا وآلہ السلام حاصل ہوا تھا بعہد ولید بن عبد
الملک۔

اس سے معلوم ہوا کہ ملک اندلس ابتدا ہی سے اس حیثیت سے آباد کیا گیا تھا کہ
وہاں تک رسائی کم ہو اور حکمائے یونان نے اس غرض سے اسکو آباد کیا تھا کہ
سلاطین کی دست برد سے محفوظ رہے۔ پھر اگر اوسی ملک اندلس میں یہ جزیرہ خضرا
بھی ہو تو کیا تعجب ہے کیونکہ یہ تو مسلمات سے ہے حضرت ابھی تک آنکھوں سے مستور ہیں
لہذا ایسا مقام بھی ضرور خداوند عالم نے مقرر کیا ہوگا کہ حضرت محفوظ طریقہ پر وہاں
رہ سکیں

آپ جزیرہ خضرا کے منکر ہیں مگر براہ کرم معجم البلدان تالیف الشیخ الامام شہاب
الدین ابی عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی الرومی البغدادی کی مجلد ثانی مطبوعہ
لیپزگ ۱۸۶۷ء کا صفحہ ۵۰۷ ملاحظہ فرمائیے۔

الجزیرة الخضراء مدینة مشهورة بالاندلس وقبالتها من البر بلاد
البربر سبتة واعمالها متصلة باعمال شذونة وهی شرقی شذونة
وقبلی قرطبة ومدینتها اشرف المدن واطیبها ارضا وسورها یضرب
به ماء البحر ولا یحیط بها البحر کما تکون الجزائر لکنها متصلة ببر الاندلس
لا حائل من الماء دونها کذا اخبرنی جماعة ممن شاهدها من اهلها
ولعلها سمیت بالجزیرة لمعنی آخر علی انه قد قال الازهری ان
الجزیرة فی کلام العرب ارض فی البحر یفرج عنها ماء البحر فتبدو و
کذلک الارض التی یعلوها السیل ویحدق بها، ومرساها
من اجود المراسی للجواز واقربها من البر الاعظم بینهما ثمانیة عشر
میلا وبین الجزیرة الخضراء وقرطبة خمسة وخمسون فرسخا وهی علی
نهر برباط وهو لجاء الیه اهل الاندلس فی عام محل والنسبة الیها جزیری
والی التی قبلها جزری للفرق وقد نسب الیها جماعة من اهل العلم
منهم ابو زید عبداللہ بن عمر بن سعید القیسی الجزیری الاندلسی
یروی عن اصبغ بن الفرج وغیره مات سنة ۲۶۵ وبخط الصوری بزائین
معجمتین ولا یصح کذا قال الحازمی، والجزیرة الخضراء ایضا جزیرة عظیمة
بارض الزنج من بحر الهند وهی کبیرة عریضة یحیط بها البحر الملح من کل
جانب وفیها مدینتان اسم احداهما متنبی واسم الاخری مکنبلو فی
کل واحدة منهما سلطان لا طاعة له علی الاخر وفیها عدة قری ورساتیق
ویزعم سلطانهم انه عربی وانه من ناقلة الکوفة الیها حدثنی بذلک
الشیخ الصالح عبدالملک الحلاوی البصری وکان قد شاهد ذلک

اعرف۔ وھو ثقة۔

جزیرہ خضرا ایک مشہور شہر ہے اندلس میں جسکے آگے سبتہ ہے جانب بربر
بلاد بربر سے اور اوسکے اعمال متصل ہیں اعمال شذنہ وغیرہ سے اور وہ جانب شرقی شذونہ
ہے اور قرطبہ کے آگے۔ اوسکا شہر اشرف مدن سے ہے اور زمین اوسکی نہایت طیب ہے
شہر کی چار دیواری سے سمندر ملا ہوا ہی مگر مثل اور جزیروں کے وہ طرف سے پانی
میں نہیں ہے مگر وہ متصل ہے بر اندلس سے کہ پانی کو روکنے والا درمیان سواکوئی
آبادی نہیں ہے ایسا ہی خبر دی ہے اون لوگوں نے جسنے اسکو دیکھا ہے اور شاید کسی
دوسری وجہ سے اوسکو جزیرہ کہتے ہیں حالانکہ ازہری کہتے ہیں کہ عرب اوسکو جزیرہ کہتے ہیں
جو پانی میں زمین کھل جاتی ہے۔ اسی طرح اوسکو بھی جزیرہ کہتے ہیں کہ سیل اوسکے
اوپر سے ہو کر نکل جائے۔ اس جزیرہ کا مرسی یعنی لنگر گاہ سب سے بہتر ہے اور بحر اعظم سے
بہت قریب ہے ۱۸ میل کا فاصلہ ہی۔ اور جزیرہ خضرا اور قرطبہ کے درمیان میں ۵۵ فرسخ
کا فاصلہ ہے اسکی طرف جو لوگ منسوب ہوتے ہیں وہ جزیری کہلاتے ہیں اور جو لوگ اسکے
قبل والے جزیرہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ جزری کہلاتے ہیں تاکہ دونوں میں فرق
ہے۔ بہت سے اہل علم اسکی طرف منسوب ہیں جنمیں سے ایک ابو زید عبد اللہ بن عمر
بن سعید تمیمی جزیری الاندلسی ہیں جو اصبغ بن فرج وغیرہ سے روایت کرتے ہیں انتہی مختصراً
اور ایک جزیرہ خضرا جو بہت عظیم ہے ارض زنج میں ہے بحر ہند سے اور وہ بہت طویل
و عریض ہے دریائے شور ہر طرف سے اوسکو محیط ہے اوس میں دو شہر ہے ایک نام متنبی
ہے دوسرے کا نام مکنبلو ہر شہر کا بادشاہ جداگانہ ہے ایک دوسرے کا باجگزار نہیں ہی۔
اور اوس میں چند قریے اور رساتیق ہیں اور اون کا سلطان گمان کرتا ہے کہ وہ
عربی ہے ناقلہ کوفہ سے جیسا کہ شیخ صالح عبد الملک الحلاوی البصری نے خبر دی ہے
کہ اوسنے مشاہدہ کیا اور وہ مرد معتمد ہے۔
منشی خادم حسین کو تو ایک ہی جزیرہ خضرا سے انکار تھا اور اونکے علامہ شہاب الدین حموی
کے یہاں سے دو جزیرہ خضرا نکلا ایک اندلس میں دوسرا زنج میں۔ تو کیا اب بھی وہ

انکار ہی کرتے رہیں گے۔

اگر اسپر بھی تسکین نہو تو کتاب صفۃ المغرب وارض السودان ومصر والاندلس ملاحظہ
کریں جو ایک عالم جرمنی کی تصنیف ہے کتاب کا اور مصنف کا نام جرمنی حروف
میں اس طرح پر ہے۔

Description de l' Afrique et de Léspagne
par Edrisi - printed at Leyde
E. J. Brill 1866

مشہور نام اسکا ادریسی ہے وہ لکھتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۶

الجزء الاول من الاقليم الرابع مبداؤه من المغرب الاقصى جنب البحر المظلم
ومنه يخرج خليج البحر الشامي مارا الى المشرق وفي هذا البحر الموسوم ببلاد
الاندلس المسماة باليونانية .... وطول هذا المجاز المسمى بالزقاق ۱۲
ميلا على طرفه من جهة المشرق المدينة المسماة بالجزيرة الخضراء
وعلى طرفه من ناحية المغرب المدينة المسماة بجزيرة طريف

یعنی اقلیم رابع کے جزو اول کا شروع مغرب اقصیٰ سے ہے جہاں دریائے تاریک ہے
اور اوس سے خلیج بحر شامی نکلتا ہے جو مشرق کی طرف جاتا ہے اور اسی بحر مرسوم بلاد
اندلس میں قریہ یونانیہ ہے ×× اور طول اسکا جو مسمی بہ زقاق ہے ۱۲ میل ہے اور اسی کے
جانب شرق وہ شہر ہے جسکا نام جزیرہ خضرا ہے اور اسکے دوسرے طرف جانب
مغرب جزیرہ طریف ہے۔

اصل یہ ہے کہ چونکہ وجود حضرت صاحب الامر اون اسرار الٰہیہ سے ہے کہ عقل بشری کی
وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اسلئے حضرت کا جو حال ہے وہ اعجاز و کرامت ہے جسپر
وہی ایمان لا سکتا ہے جو خدا و رسول پر صدق دل سے ایمان لایا ہے انھم یرونہ
بعیدا ونریہ قریبا

مگر آپنے تو ایک دوسرا نبی بنالیا ہے پھر رسول اکرم پر آپ کیونکر ایمان لا سکتے ہیں اور

اونکے کلام ہدایت الیتام کو کیونکر مان سکتے ہیں حالانکہ خدا نے ابتدائے سورہ بقرہ

میں صاف صاف فرمادیا ہے یومنون بالغیب اور رسول اللہ صلعم نے تصریح

فرمادی ہے کہ وہی لوگ مصداق یومنون بالغیب ہیں جو آخر زمانہ میں ہونگے اور وہ قرآن

وحدیث پر ایمان لاوینگے اور حضرت مہدی موعود کو حجت خدا مانینگے ملاحظہ ہو صد رسالہ ہذا

جزیرہ خضراء کا وجود بھی اونھیں کتابوں سے معلوم ہوا جنھوں نے سیاحت کی

تھی چنانچہ مجالس المومنین میں تصریح لکھا ہے و در بعضے از ازمنہ سابقہ یکے از صلحائے شیعہ

بمساعدت توفیق بآنجا رسیدہ و شرح آں مقدمہ را کہ طولی دارد شیخ اجل سید شہید ابن محمد مکی

قدس اللہ روحہ کہ یکے از اعاظم مجتہدین شیعہ امامیہ است باسناد خود ازاں شخص صالح روایت

نمودہ و در بعض از امالی خود آنرا تحریر فرمودہ صـ ۳۰

جس سے معلوم ہوا کہ اتفاقاً اوس بزرگ کا وہاں گذر ہوا اور اونھوں نے اس واقعہ کو

بیان کیا جیسا کہ بہشت شداد کا حال بھی ایک صحابی کی زبانی معلوم ہوا جو عہد معاویہ میں

وہاں پہونچے تھے اور دوبارہ وہاں نہ پہونچ سکے نہ دوسرا کوئی پہونچا جیسا کہ سابقاً مذکور

ہوا۔

آپ رحلہ ابن بطوطہ دیکھیے صـ ۱۶۹ جلد اول

ولما اوصلنا تحت هذا الجبل صعدنا الی هذه الوافقة وجدنا بها شیخا

نائما فسلمنا علیه فاستیقظ واشار مرد السلام فکلمناه فلم یکلمنا وکان

یحرک راسه فاتاه اهل المرکب بطعام فابی ان یقبل فطلبنا منه الدعاء

وکان یحرک شفتیه ولا نعلم ما یقول وعلیه مرقعة وقلنسوة لبد

ولیس معه رکوة ولا ابریق ولا عکاز ولا نعل وقال اهل المرکب انهم

ما راو هذا الجبل واقمنا تلک اللیلة بساحل هذا الجبل وصلینا

معه العصر والمغرب وجئناه بطعام فرده فاقام یصلی الی العشاء الاخرة

ثم اذن وصلینا معه وکان حسن الصوت بالقراءة مجیدا لها ولما

فرغ من صلوة العشاء الاخرة اومی الینا بالانصراف فودعناه وانصرفنا

ونحن نتعجب من امره ثم انی اردت الرجوع الیه لما انصرفنا فلما دنوت

منه هبته وغلب علی الخوف ورجعت الی اصحابی۔

کہ یہ جبل لبنان کے پاس پہونچے تو اوسپر چڑہے وہاں ایک شیخ کو دیکھا کہ سویا ہوا ہے

جب بیدار ہوا تو اونھوں نے سلام کیا اور اوس نے اشارہ سے جواب دیا ہمنے کلام کیا تو

اوس نے جواب نہیں دیا اہل مرکب کچھ کھانے پینے کو لائے تو انکار کیا ہمنے اون سے دعا

چاہی تو اونھوں نے اپنے لبونکو حرکت دی اور ہمکو نہیں معلوم ہوا کیا کہا اونکے پاس نہ

لوٹا تھا نہ ڈولچی نہ بغل۔ اہل مرکب کا بیان ہے کہ ہمنے کبھی اس پہاڑ پران کو نہیں دیکھا ہم

سب اوس شب وہیں رہے نماز عصر و مغرب اونکے ساتھ پڑھی۔ وہ نماز میں قرآن نہایت

فصاحت سے پڑہتے تھے کچھ کھانے کو لائے تو نہیں قبول کیا بعد عشا ہملوگوں کو اشارہ کیا

کہ چلے جاؤ ہم رخصت ہوکر چلے آئے دوبارہ جو گئے تو مارے خوف اور ہیبت کے ہم کچھ

کلام نہ کر سکے اور اپنے اصحاب کے پاس چلے آئے۔

کیوں صاحب جہاز والے تو وہاں اکثر آیا جایا کرتے تھے اون کا بیان ہے ہمنے کبھی نہیں دیکھا

پھر ابن بطوطہ کو وہ کہاں سے مل گئے جن کی خدمت میں اتنی دیر تک یہ رہے طلب

دعا بھی کی اونکے ساتھ نماز بھی پڑھی

اصل یہ ہے کہ اسرار خداوند عالم کو کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ اپنے اولیا کو کیا کیا کرامتیں

عطا کرتا ہے اور اون سے کیا کیا کام لیتا ہے ہماری عقول بشری ضعیف و کمزور ہیں ہم کسی

چیز کی کنہ حقیقت کو نہیں پہونچ سکتے اپنی کمزوری عقل سے جس امر کو خلاف عادت سمجھتے

ہیں اوس سے انکار کر دیتے ہیں حالانکہ اسی لئے خدا نے مومنین کی تعریف یومنون بالغیب

قرار دی ہے کہ جن باتوں کی خبر خدا و رسول دیتا ہے اوسکو بیچون وچرا مان لیتے ہیں اور جن

لوگوں کا ایمان نہیں درست ہوتا وہ کسی طرح نہیں مانتے۔

آپ اگر کتابوں کی سیر کریں تو آپکو معلوم ہو سکتا ہے کتنے ملک ہیں کتنی زمینیں ہیں کتنے

گاؤں ہیں کتنے شہر ہیں جو ابھی تک نہیں معلوم ہوے جزائر السلیفہ ۱۸۰۶ء کے قریب معلوم

ہوا۔ جزائر کنتری۔ مدتیرا اور روڈز ہندرہویں صدی کے آغاز میں معلوم ہوا ۱۴۹۲ء

میں امریکہ دریافت ہوا ۱۶۰۶ء؁ آسٹریلیا کا علم ہوا مگر جس وقت اون کے دریافت کنندوں نے بیان کیا اوس وقت اسی طرح تمسخر اوڑایا گیا لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ یہ خواب نہیں تھا

بہرحال جزیرہ خضراء کا حال تو آپکو معجم البلدان اور کتاب صفۃ المغرب ادریسی سے معلوم ہوچکا دیکھئے اب بھی آپکا ایمان درست ہوتا ہے یا نہیں۔

قولہ (۳) شعاب ذی طوی۔ یکون لصاحب ھذا الامر غیبۃ فی بعض ھذہ الشعاب وادمی بیدہ الی ناحیہ ذی طوی رسالہ المحجہ فیما نزل فی قائمؑ الحجۃ مشمولہ کتاب غایت المرام درذیل آیت الثالث والستون صفحہ ۷۴۵، ذوطوی موضعۃ بمکہ داخل الحرم کتاب مجمع البحرین زیر لفظ طو۔ ایسے شہور ومعروف مقام ہیں جیسے کہ احاطہ حرم مکہ ہے مگر نئی پرانی دنیا کا کوئی سیاح جہاز ران ان حالات سے واقف نہیں۔

اقول اس روایت میں صرف اسیقدر بیان ہے کہ یہاں حضرت کو غیبت ہوگی نہ یہ کہ یہاں پر آپکا قیام ہے۔ پھر اس مقام کے شہور ومعروف ہونے سے آپکے استدلال کو کیا نفع پھونچا۔ کیونکہ اگر روایت میں یہ بیان ہوتا کہ حضرت یہاں پر قیام پذیر ہیں یا یہاں رہتے ہیں تب آپکا استبعاد ایک طرح برمحل تھا۔ یہاں تو صرف اسقدر ہے کہ ان شعاب میں حضرت کو غیبت ہوگی نہ یہ کہ آپ یہاں رہتے ہیں۔ اور جب ہم باتفاق روایات فریقین حضرت کا شریک ہونا حج میں ثابت کر چکے ہیں تو اور بھی آپکو تعجب ہونا چاہیئے کہ باوصفیکہ ہر سال شریک حج ہوتے ہیں مگر کوئی نہیں پہچانتا۔

قولہ (۴) شہر جابلسا و جابلقا۔ درطرف مشرق و مغرب دو شہر عظیم است کہ یکے را جابلسا گویند ودیگر را جابلقا بلکہ شہر ہائے متعددہ وایں کہ اہل آں شہر ہا از انصار قائمؑ علیہم السلام (امام غائبؑ) اند وبآں جناب خروج میکنند و بر اصحاب سلاح سبقت جویند و پیوستہ از خدا تعالیٰ مسئلت نمایند کہ ایشاں را از انصار دین خود قرار دہد وانیکہ ائمہ علیہم السلام در اوقات معینہ نزد ایشاں می رفتند ومعالم دین بانہا می آموختند الخ نجم ثاقب صفحہ ۲۲۳

متمدن دنیا آجتک ان دونوں شہروں سے ناواقف ہے۔ کوئی پوچھے۔ بھلا امام تو غائب ہیں کسی مصلحت کی وجہ سے لیکن دو شہر کیوں اہل علم سے مخفی ہیں۔ کیا مکان کی عدم موجودگی سے

تمکین کی عدم موجودگی پر استدلال نہیں کر سکتے؟

اقول بس یہیں تک آپکے استبعاد کی حد ختم ہوئی جزیرہ خضرا کا اثبات تو ہو چکا۔ ذی طوی کا جواب بھی ہو چکا اب جابلقا و جابلسا کی تحقیقات کیلئے پہلے قاموس کو ملاحظہ فرمایئے لغت مطبوعہ بمبئی

جابلص بفتح الباء واللام او سکونہا دیار بالمغرب لیس وراءہ انسی یعنی جابلص مغرب میں ایک شہر ہے جسکے اودھر کوئی آدمی نہیں ہے پھر جابلق کی تحقیق میں لکھتے ہیں لغت مادہ جابلق دیار بالمشرق و تقدم فی جابلص یعنی جابلق ایک شہر ہے مشرق میں جسکا ذکر جابلص میں ہو چکا ہے۔

تعجب ہے کہ آپکو عداوت جناب صاحب الامرؑ نے ایسا مدہوش کر دیا ہے کہ ایسے متواتر اور مشہور شہروں سے بھی انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ وہ مقامات ہیں کہ متقدمین اہل لغت نے بھی اسکا تذکرہ اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

پھر اپنے امام محمد بن جریر طبری کی تاریخ طبری دیکھئے صفحہ ۳۶ مطبوعہ مصر

ثم قال النبی و عجب من خلق اللہ وللعجب من القدرۃ فیما لم یخلق اعجب من ذلک و ذلک قول جبرئیلؑ لسارۃ اتعجبین من امر اللہ ذلک ان اللہ عزوجل خلق مدینتین احدھما بالمشرق والاخری بالمغرب من بقایا ثمود من نسل الذین آمنوا بصالح اسم التی بالمشرق بالسریانیہ مرقیسیا و بالعربیۃ جابلق واسم التی بالمغرب بالسریانیہ برجیسیا و بالعربیہ جابرس و لکل مدینۃ عشرۃ آلاف باب۔

پھر لکھتے ہیں وان جبرئیلؑ انطلق بی الیھم لیلۃ اسری بی من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی فدعوت یاجوج و ماجوج الی عبادۃ اللہ عزوجل فابوا ان یجیبونی ثم انطلق بی الی اھل المدینتین فدعوتھم الی دین اللہ عزوجل والی عبادتہ فاجابوا و انابوا فھم فی الدین من احسن منھم فھو مع محسنکم و من اساء منھم فاولئک مع المسیئین منکم ص ۳۶

اس عبارت کا ترجمہ تاریخ طبری فارسی میں بھی دیکھ لیجئے ص۱۳ مطبوعہ نولکشور

پس پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم کہ خدائے عزوجل بسیار عجائب آفریدہ است یکی از عجائب آنکہ دو شہرستان آفریدہ است یکی بشرق و یکی بمغرب و آنکہ بشرق است جابلقا و آنکہ بمغرب است جابلسا و در ہر شہرستان دوازدہ ہزار در است از درے تا درے دیگر یک فرسنگ درآں شہرستان چنداں خلق اند کہ ہر درے را دہ ہزار کس پاسبان بود و نیز ہرگز نوبت بدیشاں نرسد و اگر چندیں خلق بمشرق و مغرب نبودندے ہر شبے کہ آفتاب بداں چشمہ فرو شدے و بامداد کہ برآمدے در ہمہ خلق عالم تشنیدندے ولیکن بانگ و غلغلۂ خلق آں شہرستان بانگ برآمدن نشنوند و آں خلائق ہمہ مومن اند کہ در شہرستان مشرق اند از بقیت قوم عاد اند کہ بر ہود پیغمبر علیہ السلام گرویدہ بودند و آنکہ بمغرب اند از قوم ثمود اند کہ بصالح صلوات الرحمن علیہ گرویدہ بودند و در پس آں شہرستان کہ سہ امت است یکی را منسک خوانند و یکی را تاویل و سیم را تارش و پس از ایشاں یاجوج است رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت آں شب کہ مرا جبرئیل بہ آسمان برد از مسجد سوی یاجوج و ماجوج بردم ایشاں را دعوت کردم اجابت نکردند و از آنجا باین شہرستانہا بردم اجابت کردند روز رستخیز ایشاں از امت باشند۔

اب ہم نہیں سمجھتے کہ کیونکر آپکے ایمان کو درست کریں کیونکہ ایک طرف اہل لغت کی تحقیق ہے کہ قاموس میں لکھا ہے یہ دو شہر ہے مشرق و مغرب میں۔ دوسری طرف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خاص آپکی تاریخ طبری میں ہے جسکے نسبت عام طور پر اہلسنت کے یہاں اصح التواریخ کہی جاتی ہے۔

اگر اسپر بھی تشکین نہو تو کتاب معجم البلدان امام حموی ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۲ جلد ۲

جابلق بالباء الموحدۃ المفتوحۃ وسکون اللام روح ابو روح عن الضحاک عن ابن عباس ان جابلق مدینۃ باقصی المغرب واہلہا من ولد عاد واہل جابرس من ولد ثمود ففی کل واحدۃ منہما بقایا ولد موسی عم کل واحدۃ من الامتین ولما بایع الحسن بن علی بن ابی طالب معاویۃ قال عمرو عاص لمعاویۃ قد اجتمع اہل الشام والعراق فلو امرت الحسن ان یخطب فلعلہ یحصر ویسقط من

اعین الناس فقال یا ابن اخی لوصعدت وخطبت واخبرت الناس بالصلح

قال فصعد المنبر وقال بعد حمد اللّٰہ والصلاۃ علی رسولہ صلعم ایہا الناس

انکم لو نظرتم ما بین جابرس وجابلق وفی روایۃ جابلص ما وجدتم

ابن مبنی غیری وغیر اخی وانی رایت ان اصلح بین امۃ محمد صلعم وکنت

احقہم بذلک الا انا بایعنا معاویۃ وجعل یقول وان ادری لعلہ فتنۃ

لکم ومتاع الی حین فجعل معاویۃ یقول انزل انزل، وجابلق ایضاً رستاق

باصبہان لہ ذکر فی التواریخ فی حرب کانت بین قحطبہ وداؤد بن عمر

بن ہبیرۃ لقتال عبد اللّٰہ بن معاویہ بن عبد اللّٰہ بن جعفر بن ابی

طالب وکان قد غلب علی فارس فنفاہ منہا وغلب علی فارس

واصبہان حتی قدم قحطبہ بن شبیب فی جیش من اہل خراسان

فاقتتلوا فقتل عامر بن ضبارۃ لسبع بقین من رجب سنہ ۱۳۱ وجابلق

من رستاق اصبہان۔

یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ جابلقہ ایک شہر ہے اقصی مغرب میں اور

باشندے اوسکے اولاد عادؑ ہیں اور جب امام حسنؑ نے معاویہ کی بیعت کی تو عمرو عاص نے

معاویہ سے کہا اہل شام واہل عراق کا مجمع ہے اگر امام حسنؑ کو خطبہ دینے کا حکم دیتے

تو لوگوں کو معلوم ہوجاتا وہ خطبہ نہ دے سکیں گے اور لوگوں کی نظر سے گر جائینگے۔

معاویہ نے حضرت سے کہا کہ آپ خطبہ دیں۔ حضرت منبر پر تشریف لیگئے تو بعد حمد ونعت

فرمایا ایہا الناس اگر تم درمیان جابرس وجابرق۔ اور بروایتے جابلص فرمایا۔

نظر کرو تو بجز ہمارے اور ہمارے بھائی کے کسی کو بھی فرزند نبی نہ پاؤ گے۔ اور ہمنے مناسب

سمجھا کہ امت محمدی میں صلح کرادیں حالانکہ ہم سب سے زیادہ مستحق تھے لہذا معاویہ کی

بیعت کرلی اوسکے بعد اس آیہ کی تلاوت فرمائی وان ادری لعلہ فتنۃ لکم و

الی حین۔ اسپر معاویہ نے کہا اوترو اوترو۔

کیا اب بھی آپکو وجود جابلقا وجابلسا میں شبہ رہ سکتا ہے حالانکہ خود آپکی کتاب

جابلقا وجابلسا

معجم البلدان میں یہ روایت ابن عباس اور جناب امام حسنؑ کی موجود ہے۔

افسوس کہ آپ حضرات کو اب اقوال رسول وصحابہ کرام سے ایسی مغائرت ہوگئی ہے کہ آپ ایک کی بھی نہیں سنتے اور جو چاہتے ہیں کہتے ہیں۔ اگر آپ ان عبارات میں غور کرینگے تو معلوم ہوگا ان شہروں کے وجود میں کسی کو شک نہیں ہوا اور سب نے بالرس والعین تسلیم کیا ہے مگر نہ ماننے کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

بہشت شداد کا حال پہلے مرقوم ہوچکا ہے کہ اسی دنیا میں ہے بلکہ ملک عدن میں ہے مگر کسی کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی حالانکہ اوسپر ایمان لانا لوازم اسلام سے ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسکا ذکر موجود ہے ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہا فی البلاد ملاحظہ ہو صفحہ ۵۵ رسالہ ہذا۔

پھر بروئے قرآن مجید تصدیق قصہ اصحاب کہف ورقیم ضروری ہے مگر افسوس کسی کو اسکا علم نہیں ہے تفسیر درمنثور سیوطی میں ہے صفحہ ۲۱۵ جلد ۴ مطبوعہ مصر۔

واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اصحاب الکہف اعوان المہدی۔

یعنی ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ص نے فرمایا اصحاب کہف اعوان مہدی علیہ السلام سے ہونگے۔

اس روایت نے تو اچھی طرح آپکے مرزا صاحب کے دعاوی کو باطل کردیا۔ کیونکہ اسکا دعوی بھی مرزا صاحب نے نہیں کیا کہ اصحاب کہف ہمارے اعوان سے ہیں۔ کیونکہ غالبًا اسکی خبر بھی اونکو نہ تھی کہ ایسی بھی حدیث ہے ورنہ اسکا بھی الہام ہوجاتا۔ اب شاید اونکے خلیفہ دوم کوئی الہام نکالیں تو یہ دوسری بات ہے۔

افسوس کہ خیال اختصار مانع ہے ورنہ ہزاروں عجائبات ایسے ہیں جو کتب فریقین میں موجود ہیں جنکے مطالعہ سے اہل ایمان کا ایمان تازہ ہو مگر جس شخص نے خدا ورسول اور اقوال علما سے دست برداری کی ہے اوسکے سامنے کیا بیان کیا جائے لہذا ہم بقیہ عبارت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اگرچہ تو اشد ہو کہ آپکا یہ لکھنا ”وہ شہر کیوں اہل عالم سے

مخفی ہے؟ یہ اعتراض کس پر ہے خدا پر جسنے ان شہروں کو بلکہ بہشت شداد اور غار اہل کہف کو بھی مخفی رکھا ہے۔ یا رسول اللہ صؐ پر جسنے ان شہروں کی اور بلاد کی خبر دی جو آپ کی نظر سے مخفی ہیں یا اون مومنین پر جو بمصداق یومنون بالغیب ان اخبار رسولؐ پر ایمان لائے اور اوسکی تصدیق کی۔

اگر مکان کی عدم موجودگی سے مکین کے عدم وجود پر استدلال کر سکتے ہیں؟ تو پھر وجود خداوند عالم پر کیونکر ایمان لا سکتے جسکا کہیں مکان نہیں اور پھر قرآن پر کیونکر ایمان لا سکتے ہیں جسکی خبر کے مطابق نہ ارم ذات العماد کا وجود مشاہد ہے نہ غار اصحاب کہف نہ سد سکندر۔ تو غور فرمایئے اس انکار سے آپکا کیا حشر ہونے والا ہے۔

قولہ دوم۔ دربارہ رویت امام معلوم ہو کہ مدعیان رویت سینکڑوں بیان کیے گئے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ انکو تسلی بخش کس طرح قرار دیا جائے منجملہ مدعیان رویت ایک شخص ابی سعید غانم الہندی ہیں ان کی زبانی روایت ہے کہ ہم کشمیر میں رہتے تھے اور میرے ساتھ چالیس آدمی تھے جو بادشاہ کے دائیں ہاتھ کرسیوں پر بیٹھتے تھے وہ سب کے سب چاروں کتابوں۔ توریت۔ انجیل۔ زبور اور صحف ابراہیم کی قرات کرتے تھے۔ عام لوگوں کو ہم دین کی تعلیم دیتے۔ اور اُن کے حلال وحرام میں فتوی دیا کرتے۔ ایکدن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا ہمنے کہا ان کی بابت تو ہماری کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے۔ پس ہم سب نے اتفاق رائے کیا اس امر پر کہ اس نبی صلعم کی تلاش کرنی چاہیئے الی آخرہ کتاب اکمال الدین صفحہ ۲۴۱۔ اصول کافی صفحہ ۳۴۲ باب مولد صاحب الزمان کتاب الحجۃ برائے خدا اس قصہ کے لفظ لفظ پر غور کریں اور پھر تبلائیں کہ آیا عقل سلیم اسکو امر واقعہ خیال کر سکتی ہے اول تو ابی سعید غانم کسی ہندی کا نام نہیں ہو سکتا پھر وہ کشمیر کا کونسا بادشاہ ایسا تھا جس کے درباری توریت وانجیل پڑھا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ الی آخرہ۔

اقول جب مرزا حیرت کو واقعہ کربلا سے اس وجہ سے انکار ہے کہ کوئی چشم دید گواہ اون کا اس وقت موجود نہیں ہے تو آپ اگر وجود صاحب العصر والزمانؑ سے انکار کریں تو کون سے تعجب کا مقام ہے جنکے انکار سے قرار پر ایک زمانہ گذر گیا کہ خود حضرات اہلسنت میں اگر سو

آدمی معتبر ہیں تو ہزار منکر۔

جو واقعہ پیش آتا ہے یا پیش آچکا ہے اوسکی تصدیق دو ہی طرح ممکن ہے یا آنکھ سے دیکھیں یا کان سے سنیں۔ آنکھ سے دیکھنا تو ہر چیز کا خصوصاً ایسی چیز کا جو اس وقت موجود نہو محال ہو لہذا گذشتہ واقعات جو کچھ معلوم ہو سکتے ہیں وہ کان کے ذریعہ سے جسکو دلیل سمعی کہتے ہیں۔

جو لوگ حضرت کی رویت بیان کرتے ہیں اکثر اون میں سے ثقہ اور متدین تھے جنسے جھوٹھ بولنا عادۃً مشکل بلکہ محال ہے اور اون لوگوں نے اپنی تشفی بذریعہ اعجاز و کرامات کی ہے لہذا کسی طرح انکے بیان پر شبہہ نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن وحدیث سے ایک ایسے وجود کا تحقق ثابت ہے جو دامان قیامت تک باقی رہیگا اور یہ بھی بالاجمال ثابت ہے کہ بعض بعض اولیاء مخلصین اوس سے ملاقات کرینگے۔ پس چونکہ علم اجمالی اسکا بذریعہ قرآن وحدیث پہلے سے حاصل ہے لہذا جو شخص بھی یہ بیان کرے کہ ہمنے دیکھا ہے اوس سے ہمکو ضرور اس کا ظن پیدا ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو گا خصوصاً جب اوسکے ساتھ اوسکا ثقہ و متدین ہونا بھی ضم ہو اور کوئی کوئی کرامت یا معجزہ اوسکا موید ہو تو ضرور یقین حاصل ہو گا کہ یہ شخص اپنے بیان میں صادق ہے اور ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ کا مصداق۔

آپ ابی سعید غانم ہندی کی روایت کو تو خلاف عقل جانتے ہیں مگر اپنے علامہ ابن بطوطہ کو کیا کہیے گا جو آپکے مذہب کا کیسا عالم اور سیاح گذرا ہے جسنے ملک چین میں کس طرح اوس ولی سے ملاقات کی ہے اور کیسی کیسی کرامات اوسکے بیان کی ہیں۔ مگر خیریت یہ ہوئی کہ اونھوں نے یہ نہ لکھا کہ وہ حضرت امام عصر تھے ورنہ وہ کتاب ردی کر دی جاتی بس اگر ہم فرض کرلیں کہ وہ خود حضرت صاحب العصر علیہ السلام نہ تھے۔ تو کیا آپکی عقل اسکو تجویز کر سکتی ہے کہ ایک غیر شخص جسکا نہ مذہب معلوم ہو نہ ملت ہو اوس سے تو ایسی کرامات ظاہر ہوں۔ اور حضرت امام عصر جنکا فرزند رسول ہونا اور ولی اللہ ہونا باتفاق اہلسنت وشیعہ مسلم ہو اون کا وجود یا اونکی کرامت کسی طرح قابل تسلیم نہو۔

ابو سعید غانم ہندی کا قصہ تو خود آپکی کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے
صفحہ ۸۰ میں بھی موجود ہے جس کا مختصر اً ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے ۔
مسلمانوں کو تو جس طرح روایات اہل اسلام سے وجود رسول اللہ پر اور دیگر انبیاء
پر ایمان ہے اوسی طرح جناب صاحب الامر علیہ السلام کے بابت بھی روایات فریقین
سے ایمان حاصل ہے ۔
اگر آپکے مذہب میں کوئی اور طریقہ ایمان ہو تو اوس سے آگاہ کیجئے کہ تشفی کیجائے
ہاں اگر آپکا یہ مطلب ہو کہ جس طرح مرزا صاحب کی ہر پیشینگوئی کے غلط ہونے سے
آپکا ایمان اون پر قائم ہے تو اس طرح کے استدلال اور اثبات سے اہل اسلام
مجبور ہیں وہ تو ایسے شخص کو جسکا ایک بیان بھی غلط ہو آدمیت سے خارج جانتے ہیں ۔
روایت غانم ہندی کا خود منشی صاحب نے اکمال الدین کے صفحہ ۲۴۴ کا حوالہ دیا
ہے اور اصول کافی کے صفحہ ۳۴۳ کا حوالہ دیا ہے ۔ لہذا ہم حق الیقین علامہ مجلسی رحمہ اللہ
سے اوس کا ترجمہ لکھتے ہیں ۔ پھر اون شبہات کا جواب دینگے علامہ مجلسی فرماتے
ہیں ص ۳۱۳ ترجمہ حق الیقین مطبوعہ لاہور ۔
کہ کلینی وابن بابویہ و دیگر محدثین نے باسانید معتبرہ غانم ہندی سے روایت کی ہے کہ
میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ کشمیر میں تھا جو ہندوستان کے شہروں میں
سے ایک شہر ہے ۔ ہم چالیس آدمی تھے اور اس ملک کے بادشاہ کے دائیں طرف
کرسیوں پر بیٹھا کرتے تھے اور ہمنے توریت وانجیل وزبور وصحف ابراہیم کو پڑھا ہوا
تھا ۔ ہم لوگوں کے درمیان حکم کیا کرتے ۔ اور ان کو ان کے دین میں سمجھدار بنایا کرتے
اور انھیں ان کے حلال وحرام کا فتوے دیا کرتے اور تمام لوگ ہماری طرف رجوع
کیا کرتے ۔ ایکدن ہمنے آپس میں حضرت رسول کے اسم مبارک کا ذکر کیا ۔ اور کہا کہ وہ
پیغمبر جس کا نام کتابوں میں مذکور ہے اسکا امر ہم پر مخفی ہے ہمپر واجب ہے کہ اسکے احوال
کا تفحص کریں پس تمام کی یہ رائے قرار پائی ۔ کہ میں ملک سے باہر جاؤں اور آنحضرت
کے حالات کی تلاش کروں ۔ پس میں بہت سامال لیکر باہر نکلا ۔ بارہ مہینے ہم پھرے

یہانتک کہ کابل کے پاس پہنچے۔ ترکوں کی ایک جماعت نے مجھپر حملہ کیا اور میرے
مال کو لے گئے۔ حاکم کابل جب میرے حال پر واقف ہوا تو اسنے مجھے شہر بلخ میں
بھیجا۔ اس وقت داؤد ابن عباس والئے بلخ تھا جب اسے میری خبر پہنچی کہ میں مذہب
حق کی تلاش میں ہند سے نکلا ہوں۔ اور زبان فارسی بھی مینے سیکھی ہے اور فقہا اور
متکلمین کے ساتھ مینے مباحثہ و مناظرہ بھی کیا ہے تو اسنے مجھے اپنی مجلس میں طلب کیا اور
علماء کو جمع کیا کہ میرے ساتھ گفتگو کریں۔ مینے کہا کہ مجھے محمد رسول اللہ ص کے نسبت خبر دو
انھوں نے کہا وہ ہمارا پیغمبر ہے جسکو تو تلاش کرتا ہے مینے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آیا یہ وہی نبی
موعود ہے یا نہیں۔ بتلاؤ وہ کہاں ہے کہ میں اسکے پاس جاؤں۔ انہوں نے کہا ان کا
انتقال ہو گیا ہے مینے کہا اس کا وصی و خلیفہ کون ہے۔ انہوں نے کہا ابوبکر ہیں۔ مینے
اس کا نام پوچھا انھوں نے کہا عبداللہ پسر عثمان اور وہ قریشی ہے اور رسول اللہ بھی
قریشی تھے۔ اسپر غانم نے کہا کہ یہ وہ نبی نہیں جس کو میں تلاش کرتا ہوں۔ کیونکہ اس
کا خلیفہ اس کا بھائی ہے دین میں اور اسکا پسر عم ہے نسب میں اس کی لڑکی کا شوہر
اور اسکے فرزندوں کا باپ ہے۔ اور اس پیغمبر کا کوئی بیٹا نہیں بجز اسکے وصی کے
فرزندوں کے۔ جب فقیہوں نے یہ باتیں سنیں تو وہ چونکے اور کہنے لگے اے مرد تو
شرک سے نکلا تھا لیکن کفر میں پڑ گیا ہے۔ غانم نے کہا اے قوم! میں ایک دین رکھتا
ہوں اور اس سے جدا نہیں ہونگا جبتک اس سے قوی تر دین مجھے نہ ملے۔ مینے
کتب انبیاء میں اسی نبی کا حال پڑھا ہے۔ اور اپنی عزت کو چھوڑ کر اسکی تلاش میں
نکلا ہوں۔ جب مینے تجسس کی تو تمھارے پیغمبر کے احوال کو اسکے موافق نہ پایا جو مینے
کتابوں میں پڑھا تھا پس مجھسے دست بردار ہو۔ حاکم بلخ نے حسین بن اسکب کو جو
اصحاب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے تھا کہلا بھیجا کہ تو اس آدمی سے مباحثہ کر۔
اس نے کہا علماء و فقہا موجود ہیں۔ حاکم نے کہا نہیں میرے حکم کے مطابق اس سے مباحثہ
کر۔ اس کو خلوت میں لیجا۔ اس سے مدارا کر۔ اور حقیقت مذہب اسکے ذہن نشین کر۔ حسین
مذکور رحمۃ اللہ علیہ اسکو اپنے گھر لیگیا۔ اور اس کی باتیں سننے کے بعد اس سے کہا کہ جس

پیغمبر کی تو تلاش کرتا ہے وہ وہی ہے جس کا انھوں نے ذکر کیا۔ لیکن خلافت کے بارہ میں انھوں نے غلط کہا ہے وہ پیغمبر محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے اور اس کا وصی علی بن ابی طالب بن عبد المطلب فاطمہؑ دختر محمدؐ کا شوہر اور اسی رسول کے نواسوں کا باپ ہے۔ غانم نے کہا یہی پیغمبر ہے جس کی میں تلاش کرتا تھا۔ اب مینے حق پا لیا۔ پھر حاکم بلخ کے گھر گیا۔ اور کلمۂ شہادت پڑھکر کہا کہ میں نے حق پا لیا۔ حاکم نے بہت مہربانی کی۔ اور حسین کو میرے لئے سفارش کی پس میں حسین سے مانوس ہوگیا اور اُسکے ہاں رہتا تھا۔ اور جن مسائل کی مجھے ضرورت ہوتی موافق مذہب شیعہ اس سے پوچھا کرتا۔ ایکدن مینے اُسے کہا کہ مینے کتابوں میں پڑھا ہے کہ محمدؐ خاتم پیغمبران ہیں۔ اور اسکے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور امر امامت اسکے بعد اسکے وصی و خلیفہ کیلئے ہے اور امر خلافت ہمیشہ اسکے اعقاب و اولاد میں رہیگا۔ یہاں تک کہ دنیا منقضی ہو پس وصی محمدؐ کا وصی کون ہے۔ اُسنے کہا امام حسنؑ۔ اسکے بعد امام حسینؑ اور اسی طرح اس نے صاحب الامر تک تمام اماموں کے نام لئے۔ پھر اسنے غیبت امام عصر کا ذکر کیا۔

غانم کہتا ہے کہ یہ سنکر میرا قصد ہوا کہ ناحیہ مقدسہ کو تلاش کروں تا شاید آنحضرت کی خدمت میں پہنچوں۔ راوی کہتا ہے پس غانم قم میں آیا اور ۲۶۴ھ میں ہمارے اصحاب کا ہمصحبت رہا۔ پھر ہمارے اصحاب کے ساتھ بغداد گیا۔ اسکے ساتھ مذہب حق کی تلاش میں ایک سندھی رفیق ہو گیا تھا۔ غانم نے بوجہ اسکے اخلاق کے اس سے کنارہ کشی کی۔ اور بغداد سے سامرہ گیا۔ اور قریۂ عباسیہ میں وارد ہوا۔ نماز پڑھی اور جس امر کیلئے نکلا تھا۔ اس میں متفکر تھا کہ ناگاہ ایک آدمی اسکے پاس آیا۔ اور کہا تو فلانی ہے اور میرا وہ نام جس سے میں ہند میں مشہور تھا حالانکہ اس پر کوئی مطلع نہ تھا۔ مینے کہا میں وہی ہوں اسنے کہا تیرا مولا تجھے طلب کرتا ہے۔ میں اسکے ساتھ روانہ ہوا وہ مجھے غیر مانوس راستوں سے لے گیا یہاں تک کہ میں ایک گھر میں داخل ہوا مینے دیکھا کہ میرے مولا تشریف فرما ہیں۔ آپنے ہندی زبان میں میرا نام لیکر خوش آمدید

کہا اور احوال پرسی کی اور میرے چالیس رفیقوں کا نام بنام حال پوچھا اور میری تمام
سرگذشت کو بیان کیا اور لطف یہ کہ یہ کل باتیں ہندی میں کیں پھر فرمایا تو اہل
قم کے ساتھ حج کو جانا چاہتا ہے میں نے کہا ہاں آقا آپ نے فرمایا اس سال نہ جا
اگلے سال جانا پھر ایک کیسہ زر میری طرف پھینکا اور فرمایا یہ تمہارے خرچ کیلئے
ہے بغداد میں فلاں آدمی کے گھر جا راوی کہتا ہے کہ اس سال خانم حج کو نہ گیا بعد
اس کے معلوم ہوا کہ حاجی اس سال عقبہ سے واپس آئے اور معلوم ہوا کہ اسی لیے
حضرت نے اسے روکا تھا پھر دوسرے سال حج کو گیا اور خراسان میں واپس آیا
اور خراسان سے ہمارے لیے ہدیہ بھیجا اور مدت تک خراسان میں رہا یہاں تک کہ
رحمت الٰہی کو واصل ہوا۔
اس روایت پر آپ لکھتے ہیں "برائے خدا اس قصہ کے لفظ لفظ پر غور کریں اور پھر
بتلائیں کہ آیا عقل سلیم اس کو امر واقعہ خیال کر سکتی ہے"
مگر نہیں معلوم کون امر اس میں خلاف عقل ہے جو عقل انسانی اس کو باور نہ کریں کیونکہ
یہ دنیا کے واقعات سے ہے روزمرہ پیش آتا ہے کہ بات جیت میں کوئی نیا عجوبہ
پیش آجاتا ہے اور صاحبان ذوق سلیم اس کے تفحص و تلاش میں مشغول
ہوتے ہیں کبھی کامیاب ہوتے ہیں کبھی ناکام۔
کیا آپ کو اس پر تعجب ہے کہ رسول اللہ کا ذکر وہاں کیونکر آگیا اس پر کہ جب
سنا ابوبکر آپ کے خلیفہ ہیں تو انہوں نے کہا "یہ وہ نبی نہیں جس کو میں تلاش
کرتا ہوں" کیونکہ تمام کتب انبیاء سابقین میں خلافت و ولایت و وحدیث میں
جناب امیر اور ائمہ طاہرین ہی کا نام درج ہو جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔
نہیں نہیں آپکا اعتراض صرف دو ہے چنانچہ لکھتے ہیں "اول تو ابی سعید خانم کسی
ہندی کا نام نہیں ہو سکتا" جسکا جواب خود اسی روایت میں موجود ہے" اور
میرا وہ نام پکارا جس سے میں ہند میں مشہور تھا" جس سے معلوم ہوا کہ یہ نام اُن کا
اصل نہیں تھا بلکہ انہوں نے جب سیاحت شروع کی اور عربی فارسی بولنا سیکھا اس

وقت یہ نام اپنار کہا مگر چونکہ یہ روایت اُنکی بعد اسلام کے قبول کی ہے لہذا اس نام
جدید سے یہ روایت ہوئی اور اصلی ہندی نام نہ انہوں نے بتایا نہ کسیکو معلوم ہوا۔
دوسرا اعتراض یہ کرتے ہیں "پھر وہ کشمیر کا کونسا بادشاہ ایسا تھا جسکے درباری توریت
اور انجیل پڑھا کرتے" تو اسکا جواب یہ ہے ایسے واقعات تو ہزاروں آپکو ملیں گے
جس میں نام نہیں مذکور ہوتا اور اصل واقعہ میں کسی طرح کا شبہہ نہیں ہوتا دیکھئے
دلائل النبوۃ ابو نعیم اصفہانی مطبوعہ حیدر آباد دکن۔
جس میں روایت حسان بن ثابت ہے کہ ایک یہودی نے شب ولادت آنحضرت
خبر دی کہ آپ پیدا ہوئے مگر نہ اُس یہودی کا نام لیا گیا ہے نہ اُسکا نسب نامہ بیان کیا صٓ۱۶
اسی مضموں کی دوسری روایت بھی ہے صٓ۱۷
غرض خداوند عالم نے جو مومنین کی صفت یؤمنون بالغیب فرمائی ہے
وہ ایک ایسی جامع و مانع صفت ہے کہ اگر اُس سے ذرہ برابر بھی علحدہ ہوئے کہ
ایمان غائب ہوا کیونکہ خداوند عالم پر ایمان اور انبیاء و مرسلیں پر ایمان اسی
ذریعہ سے حاصل ہے جتنے شرایع دینی ملے ہیں وہ اسی ذریعہ سے۔ اگر زبانی
روایات کا مسئلہ اڑا یا جائے تو پھر کسی چیز پر ایمان نہیں رہ سکتا کہ جب تک
کسی شے کو آنکھ سے نہ دیکھیں اُس پر ایماں نہیں لا سکتے تو کیا آپ اسکو قبول کر سکتے ہیں
قولہ اس نمبر میں چند ایسے واقعات کا ذکر کیا جائیگا جس سے ثابت ہو سکے کہ امام
غائب ایک عرصہ سے اپنا فرض منصبی ادا کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔
منجملہ فرائض منصبی امام قائم آل محمد دشمنان اہلبیت کرام سے انتقام لینا ہے پہلے دشمن
اس خاندان کے بنی امیہ ہیں اور دوسرے بنی عباس چنانچہ دونوں خاندانکی
تباہی کا قائم آل محمد کے ہاتھ سے ہونا کتب شیعہ میں موجود ہے۔
(۱) تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں زیر آیت سئل سائل بعذاب واقع کی تفسیر میں
لکھا ہے کہ ایک آگ مغرب سے نکلیگی اور اُس کو فرشتے پیچھے سے ہانکیں گے یہانتک کہ
بنی سعد بن ہمام کے گھر کے پاس پہنچ جائیگی اور کسی بنی امیہ کے گھر کو بغیر جلائے

نہ چھوڑیگی نہ گھر کے رہنیوالونکو اور نہ اُس گھر کو چھوڑیگی جس میں آل محمد کا حق ہوگا مگر اس کو جلاویگی اور یہی مہدی علیہ السلام ہونگے فلا تدع دار البنی امیۃ الا احرقتها و اهلها .... و ذلک المهدی علیه السلام دیکھو تفسیر مذکور ابت اسورہ معارج مطبوعہ ایران۔

محمد بن یعقوب کلینی لکھتے ہیں جو کہ علی بن ابراہیم کے شاگرد و ہمیں سے تہا قال اذا قام القائم علیه السلام و بعث الی بنی امیة بالشام هربوا الی الروم دیکھو فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۲۷ ساری دنیا جانتی ہے کہ بنی امیہ کی سلطنت کو پامال ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں اور موجودہ سلاطین روئے زمیں میں کوئی بنی امیہ سے نہیں خصوصاً ملک روم کا بادشاہ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ قائم آل محمد قید حیات میں نہیں ہیں۔

اقولہ افسوس یہ ہے کہ آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ حضرتکا فرض منصبی کیا ہو کیونکہ باتفاق فریقین ثابت ہو کہ حضرت کا فرض منصبی یملاء الارض قسطا و عدلا ہے کما ملئت ظلما و جورا کہ حضرت مہدی موعود زمیں کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

یہی وہ صفت ہو جس میں اپ سائر انبیا اور ائمہ سے ممتاز ہیں کیونکہ اُن حضرات کی بعثت بغرض ہدایت و ارشاد ہوئی تہی کہ خلائق کی ہدایت کریں اُن کو راہ حق و صواب بتائیں خواہ وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں و ما علی الرسول الا البلاغ ۰ فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر ۰ حضرت صاحب الامر کا فرض منصبی اُس کی تکمیل او تعلیم کہ جو کچھ خدا اور رسول نے تعلیم دیا ہو اس کی سب تعمیل کریں اور مطابق اُس کے بجا لائیں نہ وہ کسی شریعت جدیدہ کے لانیوالے ہیں نہ کسی حکم کے منسوخ کرنیوالے بلکہ شریعت رسول کے محکم کرنے والے ہیں جس کا لازمی اثر یہ ہو کہ دنیا کے کل اختلافات مٹ جائیں اور کسیطرح کا اختلاف باخود باقی نہ رہے۔

آپکا پہلا استدلال حدیث تفسیر علی بن ابراہیم قمی سے جو حسب ذیل ہو ص ۲۷۵ نسخہ قلمیہ

قال سئل ابو جعفر عن معنی ھذا فقال نار تخرج من المغرب و ملک یسوقہا من خلفھا حتی تاتی ولد بنی سعد بن ھشام عند مسجد ھم فلا تدع دارا لبنی امیۃ الا احرقہا و اھلہا ولا تدع دارا فیہا وتر لآل محمد الا احرقہا و ذلک المہدی

یعنی امام محمد باقر ع نے فرمایا کہ ایک آگ مغرب سے نکلے گی جس کے پیچھے فرشتہ ہوگا جو اُس کو ہنکاتا لائیگا یہاں تک کہ وار بنی سعد بن ہشام تک پہونچیگی اُن کے مسجد تک تو کسی گھر کو بنی امیہ سے نہ چھوڑیگی مگر یہ کہ جلادیگی اور اُس کے گھر والوں کو جس میں دشمن آل محمد رہتے ہوں اور یہی مہدی ہیں۔

اب مخاطب کو لازم ہے کہ پہلے اس روایت کی تطبیق تاریخی واقعات سے دکھائیں کہ آیا کسی زمانہ میں یہ آگ مغرب سے نکلی ہے اور اُس نے بنی امیہ کے مکانات کو جلایا ہے اور مسجد بن سعد بن ہشام تک وہ آگ پہونچی ہے تب اسکا دعوے کر سکتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام آچکے ہیں ورنہ اُن کو ماننا پڑیگا کہ یہ خبر اُس زمانہ سے متعلق ہے جو ابھی نہیں آیا کیونکہ اس قسم کی ہزاروں پیشین گوئیاں ہیں جو ابھی پوری نہیں ہوئیں اور اگر وہ خبر صحیح روایت میں ہے تو ضرور ایک وقت میں پوری ہوگی۔

اگرچہ اس روایت کی سند نہیں دی گئی ہے جس سے اس کے صحت و سقم کا جانچ ہو سکے مگر یہ تو ضرور ظاہر ہے کہ ابھی تک یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی۔ اپنے وقت پر ظاہر ہوگی۔ اگر یہ واقعی کلام معصوم ہے تو اُس کے خلاف ہونا ناممکن ہے

دیکھئے اس طرح کی پیشین گوئی رسول اللہ صلعم نے بھی کی تھی جو صحیح بخاری میں اس طرح ہے۔

اخبرنی ابو ھریرۃ ان رسول اللہ قال لا یقوم الساعۃ حتی تخرج نار من ارض الحجاز

ص ۴۲ جلد ۱ مطبوعہ مصر۔

اس حدیث کے شرح میں علماء اہلسنت کو بہت کچھ اختلاف ہوا چنانچہ قرطبی وغیرہ اکثر علما اس کے قائل ہوئے کہ ۶۵۴ھ میں جو آگ ارض حجاز میں لگی اور مہینوں رہی وہی مراد ہے مگر علامہ بن حجر عسقلانی کہتے ہیں واما النار التی تحشر الناس فنار آخر ص ۵۹ جلد ۶

یعنی جس آگ کی حضرت نے خبر دی ہے کہ حشر کے قبل ہوگی وہ دوسری آگ ہے۔

(جو ابھی تک نہیں نکلی) پھر لکھتے ہیں نجمع فی ھذا الحدیث بین النارین وان احدھما نقع قبل قیام الساعۃ مع جملۃ الامور التی اخبرھا الصادق ع والاخری ھی التی یعقبھا قیام الساعۃ بغیر تخلل شیی اخر و تقدم الثانیۃ علی الاولی فی الذکر لایضر واللہ اعلم یعنی اس حدیث میں دو آگ کا ذکر ہے ایک قیامت کے پہلے ہوگی جس کے ساتھ وہ باتیں بھی ہونگی جنکی حضرت نے خبر دی ہے اور دوسری آگ وہ ہے جس کے بعد فوراً قیامت آئیگی۔ اور بیان میں اگر ایک کو دوسرے پر مقدم کیا ہے تو کوئی ہرج نہیں۔ ان تصریحات صریحہ سے معلوم ہوا کہ خود آنحضرت نے بھی قیامت کے پہلے آگ لگنے کو بیان فرمایا ہے جو ابھی تک نہیں ظاہر ہوا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُن احادیث کی تو تصدیق کیجائے اور حدیث جناب امام جعفر صادق ع کی تصدیق نہ ہو حالانکہ یہ حدیث آیہ سَأَلَ سائل کے تفسیر میں وارد ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ آگ وہی ہے جو قیامت کے پہلے ہوگی اور ہنوز اُس کا ظہور نہیں ہوا

دوسری حدیث صحیح بخاری میں ہے قال قال رسول اللہ یوشک الفرات ان یحسر عن کنز من ذھب فمن حضرہ فلا یاخذ منہ شیئاً قال عقبہ وحدثنا عبید اللہ قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرہ عن النبی مثلہ الا انہ قال یحسر عن جبل من ذھب ص ۱۴۲ جلد ۴ بخاری۔

یعنی فرمایا رسول اللہ نے قریب ہے کہ فرات سے ایک خزانہ طلا کھل جائے تو جو شخص وہاں حاضر ہو اُس کو نہ چاہیے کہ کچھ بھی اس سے لے دوسری روایت ابوہریرہ سے یہ ہے کہ طلا کا پہاڑ کھل جائیگا ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ فرات نہر مشہور ہے (جو ملک عراق میں ہے کوفہ بصرہ اُس کے کنارے واقع ہے جہاں آج کل لڑائی بھی ہو رہی ہے) اور حدیثوں میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ بہ اعتبار کثرت طلا ایک روایت میں کنز (خزانہ) وارد ہوا دوسری میں جبل پہاڑ۔ اس کے شرح میں ابن حجر لکھتے ہیں وقد اخرج ابن ماجہ عن ثوبان رفعہ قال یقتل عند کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفہ فذکر الحدیث فی المھدی فھذا ان کان المراد بالکنز فیہ الکنز الذی فی حدیث الباب دل علی انہ انما یقع عند ظھور المھدی ع

و ذلک قبل نزول عیسی و قبل خروج النار جزماً واللہ اعلم

یعنی سنن ابن ماجہ میں ثوبان سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا تمہارے اس خزانہ کے پاس تین آدمی مارے جائیں گے جو سب خلیفہ کے بیٹے ہونگے لہذا اس حدیث کو اُس نے حضرت مہدی ع کے بارے میں ذکر کیا ہے غرض اس حدیث میں جو کنز کا ذکر ہے یہی کنز مراد لے تو معلوم ہوا کہ یہ سب اُس وقت ظاہر ہوگا جب حضرت مہدی ع ظہور فرمائیں گے اور قبل نزول حضرت عیسے ہوگا اور آگ نکلنے کے قبل یقیناً۔

اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ مسٹر خادم حسین صاحب کو اس حدیث سے کیا نفع ملا کیونکہ یہ اتفاق فریقین ثابت ہے۔ یہ علامات ابھی ظاہر نہیں ہوئے بلکہ زمانہ آئندہ میں ہونیوالے پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں حضرت ظاہر ہو چکے۔ اور اپنا کام کر چکے۔

افسوس خیال اختصار مانع ہے ورنہ اگر اسی حدیث کی توضیح کیجاتی تو ایک محلہ طیار ہو جو دعوے مرزائیت کے بطلان کو کافی ہے۔

دوسری حدیث کتاب الروضہ کافی کی ہے جو حسب ذیل ہے صفحہ ۱۷۶

عن سیار بن الخلیل الاسدی

قال سمعت اباجعفر ع یقول فی قول اللہ عز وجل فلما احسوا باسنا اذا ھم منہا یرکضون لا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ و مساکنکم لعلکم تسالون قال اذا قام القائم و بعث الی بنی امیہ بالشام ھربوا الی الروم فیقول لھم الروم لا ندخلنکم حتی تتنصروا فیعلقون الصلبان فی اعناقھم فید خلونھم فاذا نزل بحضرتھم اصحاب القائم طلبوا الامان والصلح فیقول اصحاب القائم لا نقبل حتی تدفعوا الینا من قبلکم معنا قال فیدفعونھم الیھم فذلک قولہ لا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ و مساکنکم لعلکم تسالون قال یسالھم الکنوز و ھو اعلم بھا فیقولون یا ویلنا انا کنا ظالمین فما زالت تلک دعواھم حتی جعلناھم حصیدا خامدین بالسیف و ھو سعید بن عبد الملک الاموی صاحب نہر سعید بالرحبہ

جب اونھوں نے ہمارے عذاب مقدر کو دیکھ لیا تو لگے بھاگنے۔ نہ بھاگو اور جن نعمتوں میں تم
عیش و آرام کرتے تھے اُن کے اور اپنے گھروں کیطرف لوٹ جاؤ امید ہے کہ تم سے دریافت
کیا جائے کہنے لگے کہ ہائے افسوس بس ہم ظالم و گنہگار تھے تو وہ ہمیشہ اسی طرح پکارتے رہے
یہانتک کہ ہمنے اُن کو کھیتی کیطرح کا اور آگ کیطرح بجھا کر ڈھیر کر دیا۔

یہ پیشین گوئی ابھی پوری نہیں ہوئی بلکہ آئندہ زمانہ میں ہوگی پھر اس سے استدلال بالکل
بے سود ہے کیونکہ جناب امام محمد باقر ع کا وہ زمانہ ہے کہ تباہی بنی امیہ شروع ہو چکی اور
عہد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام میں تباہی اُنکی پوری ہو چکی پھر کیونکر ممکن ہے کہ
آپ یہ پیشین گوئی اُن لوگوں کے نسبت فرمائیں جنکا خاتمہ آپ کے زمانہ میں ہو چکا۔
ابوالسفاح خلیفہ اول بنی عباس کی حکومت ۱۳۲ھ سے شروع ہوئی جس نے ۱۳۶ھ میں وفات
پائی اور دوسرا خلیفہ منصور دوانقی آخر اسی سنہ میں خلیفہ ہوا اور اسی کے عہد میں حضرت
کی شہادت ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ حضرت اُس زمانہ کی پیشین گوئی فرماتے
لہذا معلوم ہوا کہ یہ آئندہ زمانہ کی پیشین گوئی ہے جو ابھی نہیں ہوئی۔

مخاطب کو مغالطہ دہی کا موقع اس وجہ سے ملا ہے کہ بنی امیہ کا خاتمہ ہو چکا لہذا
جن روایتوں میں اس کا ذکر ہے اُس کو وہ اسی زمانہ سے چسپاں کرتے ہیں حالانکہ
یہ وہ اخبار غیب ہیں جنکا ابھی تک تحقق نہیں ہوا۔ کیونکہ اس روایت میں بصراحت تمام
مذکور ہے کہ جب حضرت کا ظہور ہوگا اور آپ شام کیطرف اپنے لشکر کو بھیجینگے تو وہ
روم کو بھاگ جائیں گے اہل روم کہیں گے کہ جب تک تم نصرانی نہ ہو گردن میں صلیبیں نہ
ڈال لو ہم تم کو داخل نہ ہونے دیں گے چنانچہ وہ صلیب لٹکا کر داخل ارض روم ہونگے
جب اصحاب قائم ع وہاں پہونچیں گے تو وہ امان اور صلح کے طالب ہونگے جس پر وہ
کہیں گے کہ جب تک تم اُنکو حوالہ نہ کروگے صلح نہ ہوگی اسپر وہ اُنہیں حوالہ کریں گے
اب یہ فرض ہے منشی صاحب کا کہ واقعات سے وہ اس کو ثابت کر دیں کہ کوئی زمانہ ایسا
گذر چکا ہے جس میں بنی امیہ اس طرح شام سے بھاگ کر ارض روم میں داخل ہو کر
اور حسب فرمائش اہل روم اونھوں نے اپنے گلے میں صلیب لٹکائی اور نصرانی بنے

جن کو اصحاب قائم ع نے جاکر اُن سے واپس لیا ہو کیونکہ اگر وہ بہت کچھ کوشش
کرکے ثابت کرسکتے ہیں تو اسیقدر کہ معاویہ نے بوقت موت اپنے گلے میں صلیب
ڈالی مگر نہ یہ وقت جنگ تھا کہ وہ کسی سے لڑتا ہو نہ وہ شام سے کہیں باہر گیا کہ
ارض روم میں داخل ہوا ہو پھر جب تک واقعات تاریخی سے اس کو نہ ثابت کریں
کہ یہ سب واقعات ہوچکے کیونکر وہ اسکا دعوے کرسکتے ہیں کہ حضرت مہدی کا ظہور ہوچکا
ہاں ہم اس روایت کی تائید میں خود صحیح مسلم کی یہ روایت پیش کرسکتے ہیں۔

عن ابی ہریرہ ان رسول اللہ ؐ قال لا تقوم الساعۃ حتی تنزل الروم بالاعماق
او بدابق فیخرج الیہم جیش من المدینۃ من خیار اہل الارض یومئذ فاذا تصافوا
قالت الروم خلوا بیننا وبین الذین سبوا منا نقاتلہم فیقول المسلمون لا واللہ
لا نخلی بینکم وبین اخواننا فیقاتلونہم فینہزم ثلث لا یتوب اللہ علیہم ابدا
ویقتل ثلث ہم افضل الشہداء عند اللہ ویفتتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتتحون
قسطنطنیہ فبیناہم یقتسمون الغنائم قد علقوا سیوفہم بالزیتون اذ صاح فیہم
الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اہلیکم فیخرجوا وذلک باطل فاذا جاؤا الشام خرج
فبیناہم یعدون للقتال یسوون صفوفہم اذا اقیمت الصلوۃ فینزل عیسی بن
مریم صلی اللہ علیہ وسلم فامہم فاذا راٰہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء
فلو ترکہ لانذاب حتی یہلک ولکن یقتلہ اللہ بیدہ فیریہم دمہ فی حربتہ ص ۳۹۲ جلد ۲

یعنی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت نہ آئیگی جب تک روم مقام
اعماق یا دابق میں نہ اتریں جن سے لڑنے کو اہل مدینہ سے وہ جائیں گے جو بہترین
اہل زمین ہیں جب مقابلہ ہوگا تو اہل روم کہیں گے چھوڑ دو درمیان ہمارے اور
اُن لوگوں کے جن کو قید کیا ہے ہمسے کہ ہم اُن سے قتال کریں مسلمان جواب دینگے کہ
ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا جس پر فریقین میں جنگ ہوگی ایک حصہ مسلمانوں کا شہید ہوگا
جو بہترین شہدا ہوگا اور ایک حصہ بھاگ جائیگا جنکا کبھی توبہ قبول نہ ہوگا ایک حصہ
رہیگا جو قسطنطنیہ کو فتح کرلیگا جو کبھی فتنہ میں نہ پڑیگا یہ غنیمت تقسیم کرتے ہونگے

اور اپنی تلوار زیتوں میں لٹکائے ہونگے کہ شیطان آواز دیگا دجال تمہارے پیچھے آیا حالانکہ یہ ندا

اوس کی باطل ہوگی جب وہ شام میں آئیں گے اور جنگ کا سامان کرتے ہونگے کہ حضرت عیسی

بن مریم نازل ہونگے اور وہ امامت کرینگے اون کو دیکھکر وہ دشمن خدا اسطرح پگھلیگا کہ جسطرح

نمک پانی میں گھلجاتا ہے اگر وہ چھوڑ دیجاتا تو خود ہی ہلاک ہوجاتا مگر حضرت عیسی اوسکو قتل کرینگے

اور اوسکا خون اپنے حربہ میں دکھائیں گے۔

دیکھئے جو روایت جناب امام جعفر صادق ع کی ہے اوس کی اس سے تائید ہوئی یا نہیں اور کیا

آپ کہہ سکتے ہیں کہ پیشگوئی پوری ہوئی حالانکہ قسطنطنیہ کے فتح کو صدیاں گذرچکیں اسوقت

وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے اوسیطرح اس حدیث کو سمجھو کہ ابھی اوسکا ظہور نہیں ہوا۔

اس روایت نے مرزا صاحب کے کل دعاوی کو خاک میں ملادیا کیونکہ بقول مرزا صاحب وہ خود

عیسی بن مریم ہیں۔ مگر نہ دجال اب تک ظاہر ہوا نہ مرا۔ اور اگر دجال سے پادری لوگ مراد ہیں

تو اون میں بھی کسیطرح کا اثر نہیں ہوا۔

قولہ محقق ابن بابویہ نے ایک حدیث لکھی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ قتل زکیہ اور قائم آل محمد کے خروج کے

درمیان صرف ۱۵ رات کا وقفہ ہوگا لیس بین قائم آل محمد و بین قتل النفس الزکیۃ الا خمس عشرۃ

لیلۃ کتاب اکمال الدین باب ۵۷ ذکر علامات خروج القائم۔

سو واضح ہو کہ ایک نفس زکیہ امام حسن بن علی ع کے پڑپوتے تھے بڑے عابد و زاہد تھے ان کے

معاصران کو مہدی کہتے تھے منصور عباس کے خلاف خروج کرکے درجہ شہادت پر فائز ہوئے

تفصیل کیلئے دیکھو مجالس المومنین مجلس ششم صفحہ ۳۶۳

اقول جناب ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے صفحہ ۳۶۴ میں دو حدیثیں اس کے متعلق لکھی ہیں ایک میں

اس کی تصریح کی ہے کہ قتل نفس زکیہ ۱۵ روز قبل ہوگا اور دوسرے میں ہے کہ قبل قیام قائم ع

پانچ علامتیں ہونگی یمانی۔ سفیانی۔ منادی آسمان۔ خسف بیدا۔ قتل نفس زکیہ مگر افسوس آپکو

یہ نہیں معلوم کہ علمائے شیعہ نے خود اس کی تصریح کردی ہے کہ قتل نفس زکیہ سے مراد یہ نفس زکیہ

نہیں ہیں جو عہد امام جعفر صادق ع میں شہید ہوئے ہیں چنانچہ مجمع البحرین لغت شیعہ میں ہے

والنفس الزکیۃ یطلق علی شخص یخرج قریبا من خروج القائم کما انبأ علیہ ابن بابویہ

فی کتاب اکمال الدین و تمام النعمۃ حیث قال انہ لابد من قتل النفس الزکیہ قبل خروجہ بخمسۃ عشر لیلۃ صلے ۲۹

یعنی یہ نفس زکیہ دوسرے شخص ہونگے جو قریب ظہور قائم ع خروج کرینگے جیسا کہ ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے اس پر تنبیہ کیا ہے کتاب اکمال الدین میں جس سے معلوم ہوا کہ بتصریح علمائے شیعہ یہ دوسرے شخص ہیں رہا یہ شبہہ کہ حضرت محمد بن عبد اللہ ملقب بہ لقب نفس زکیہ بروز دوشنبہ ۱۴ رمضان ۱۴۵ھ میں بعہد منصور عباسی شہید ہوئے۔ تو اس سے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ لقب اونکو اسی وجہ سے دیا گیا تھا کہ امام کی یہ حدیث مشہور ہوچکی تھی کہ قریب ظہور قائم ع نفس زکیہ کا قتل ہوگا اس لیئے اون کے طرفداروں نے یہ لقب دیا کیونکہ اونکے مہدی موعود ہونیکا بھی گمان تھا جسپر جناب امام جعفر صادق ع نے اون لوگونکو سمجھایا بھی چنانچہ اوسی مجمع البحرین میں ہے

والنفس الزکیۃ محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن وقد تکلم علیہ الصادق حین امر بہ الی الحبس فقال کانی بک وقد حمل علیک فارس معلم فی یدہ طرادۃ فطعنک الفارس المعلم الذی (الشجعان) وقال فیہ الینا سمعت عمک وھو خالک ویذکر انک وبنی ابیک ستقتلون وانما کان عمہ وخالہ لان بنت الحسین ام عبد اللہ بن الحسن +

یعنی نفس زکیہ لقب محمد بن عبد اللہ بن حسن بن امام حسن ع جن کے بارے میں جناب امام جعفر صادق ع نے کلام کیا تھا اور فرمایا تھا ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمپر ایک فارس معلم نے حملہ کیا ہے اور قتل کیا ہے پھر فرمایا میں نے تمہارے چچا سے جو تمہارے ماموں بھی تھے سنا ہے کہ تم اور تمہارے باپ کی اولاد قتل ہوگی (چونکہ ان کی ماں امام حسین ع کی بیٹی تھیں اس لیئے جناب امام زین العابدین ع ماموں بھی ہوئے اور چچا بھی)

اس واقعہ کی تفصیل کتاب مستطاب کافی کتاب الحجۃ جزو سوم میں مذکور ہو ملاحظہ ہو صافی باب ۹ صفحہ ۵۵۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا خروج بہ اجازت امام نہ تھا بلکہ خلاف مرضی امام تھا لہذا وہ نفس زکیہ نہیں ہو سکتے مگر لقب اونکا یہ مشہور کیا گیا تھا اسلیئے اسی لقب سے پکارے جاتے۔ ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں ہے کہ معاذ اللہ اوس جناب پر کوئی الزام قائم کریں کیونکہ جناب امام جعفر صادق ع نے اونکے حالات کو سنکر رنج کیا ہے چنانچہ اوسی صافی میں ہے صفحہ ۱۱

و ظاہر شد برایشان امام جعفر صادق علیہ السلام و اکثر ردائے او بر زمین افتادہ بود بعد ازاں
آمد از مسجد بدرون مسجد پس گفت اہل مسجد را لعنت کنند شما را اللہ تعالیٰ اے اہل مدینہ
اہل مدینہ سہ بار این را گفت نہ براین پیمان کردہ بودید رسول اللہ را و نہ بریں بیعت کردہ بودید
او را اشارت باین است کہ این ہمہ از فسادہائے شماست کہ عہد و بیعت رسول را شکستید
و تابع ائمہ ضلالت شدید و بعد از رسول کار باینجا کشید چہ اگر وصی حق متمکن میشد اینہا نمی شد
آگاہ باشید بخدا قسم کہ بدرستیکہ من حریص بودم لیکن مغلوب شدم و نیست نقضائے الٰہی را
دفعی مراد اینست کہ حرص در اصلاح و نصیحت عبداللہ و یاران او داشتیم چون مید انستیم
کہ از شما مددی نمی آید و سخن نشنیدید یا مراد اینست کہ حرص داشتم کہ حق را بجائے خود قرار میدہم
لیکن دانستم کہ از شما مددی نمی آید بعد ازاں برخواست از مسجد و گرفت یکے از نعلین خود را
پس در پائے خود کرد آنرا و دیگرے در دست او بود و اکثر ردائے او میکشید باقی آنرا او در زمین
بعد ازاں داخل خانہ شد پس تپ کرد بست شب ہمیشہ گریہ میکرد دراں بیماری در شب و
روز تا آنکہ ترسیدیم براو کہ مبادا فوت شود صفحہ ۱۶۱۔

جس سے معلوم ہوا کہ انکا خروج و ظہور بحکم امام نہ تھا بلکہ امام علیہ السلام مانع تھے تاہم انھوں نے
اعدائے دین سے قتال کیا اور شہید ہوئے جس سے امام کو بیحد رنج ہوا۔ بیس روز تک
اس صدمے سے آپ روتے رہے اور تپ آگئی تو اون کے مرحوم و مغفور ہونے میں کوئی
عذر نہیں مگر اس حدیث سے بھی اونکا نفس زکیہ ہونا بقول امام نہیں معلوم ہوا۔

کتاب المحجہ فیما نزل فی القائم الحجہ ۲۲۷ میں ہے۔ آخر آیہ غایۃ المرام
ثم یخرج من مکۃ ھو و من معہ الثلثمائۃ و بضعۃ عشر یبایعونہ بین الرکن و المقام
معہ عہد النبی و رایتہ و سلاحہ و وزیرہ معہ فینادی المنادی بمکۃ باسمہ و
امرہ من السماء حتی یسمعہ اھل الارض کلھم اسمہ اسم نبی ما اشکل علیکم
فلا یشکل علیکم عہد نبی اللہ و رایتہ و سلاحہ و النفس الزکیۃ من ولد الحسین
یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ نفس زکیہ اولاد جناب امام حسین ع سے ہونگے اور حضرت
مہدی موعود کے ساتھ سلاح و رایت رسول بھی ہوگا اور حضرت کی بیعت درمیان رکن

ومقام ہوگی اور آسمان سے منادی ندا کریگا آپ کے نام اور امر کے ساتھ پھر نہ معلوم آپ کیونکر ایسا دعوے کرتے ہیں جو خلاف تصریحات علمائے شیعہ ہو کیونکہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام خبر دیتے ہیں ظہور قائم ع کے پہلے نفس زکیہ کی شہادت ہوگی اور خود محمد بن عبد اللہ بن حسن کو جنکا لقب بعد شہادت نفس زکیہ قرار پایا ہو منع فرماتے ہیں ظہور سے اور اون کے قتل پر گریہ وبکا فرماتے ہیں تو کیا ممکن ہے کہ حضرت انہیں نفس زکیہ کو شہادت کی قبل ظہور قائم ع خبر دے رہے ہیں۔

آپ نے تو کتاب المحجہ کو دیکھا ہے جسکا آئندہ قول میں حوالہ بھی دیا ہے کیا اوس میں اون احادیث کثیرہ کو نہیں ملاحظہ فرمایا جس میں حضرت فرماتے ہیں ابھی وقت ظہور قائم ع نہیں آیا ہے ایک حدیث کا فقرہ یہ ہے عن جابر الجعفی قال لی ابو جعفر یا جابر الزم الارض ولا تحرک یدا ولا رجلا حتی تری علامات اذکرہا لک ان ادرکتہا اولہا اختلاف ولد فلان وما اراک تدرک ذلک ولکن حدث بہ بعدی (۲)

یعنی اے جابر اپنے جگہ پر قائم رہو ہاتھ پیر نہ ہلاؤ جب تک اون علامتوں کو نہ دیکھو جنکو میں بیان کرتا ہوں اور میرے خیال میں تجھے اونکا دیکھنا نصیب نہ ہوگا مگر ہم بیان کر دیتے ہیں کہ ہمارے بعد لوگوں سے بیان کرنا۔

ایک روایت اس کی ہے کہ بادشاہ روم کو جو راہب اس کی خبر دیگا وہ کہیگا یہ کتاب ہمارے پاس پانچ سو برس پہلے کی لکھی ہوئی رکھی ہے جس میں اس کی خبر ہے کہ حضرت قائم ع کا ظہور مکہ میں ہوگا (۳)۔

پھر کیونکر ممکن ہو کہ یہ نفس زکیہ جو ۱۴۵ھ میں بعد منصور دوانقی یعنی خود جناب امام جعفر صادق ع کے زمانہ میں اور حضرت کے ممانعت کے بعد شہید ہوئے بلکہ کیا عجب کہ ان احادیث کو بیان کرنیکے قبل اون کی شہادت ہوئی ہو اون کے شہادت کو حضرت علامات ظہور قائم علیہ السلام سے فرمائیں۔

کتاب اکمال الدین میں ہے (۴)

قال سمعنا ابا عبد اللہ یقول لا یکون ہذا الامر حتی یذہب ثلثا الناس فقلت اذا ذہب

ثلثا الناس فما یبقی فقال ع اما ترضون ان تکون الثلث الباقی

یعنی امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ یہ امر یعنی ظہور حضرت صاحب الامر اوس وقت ہوگا جب کہ کل آبادی سے دو حصہ آدمیوں کا جاتا رہے راوی نے پوچھا جب دو ثلث چلا جائیگا تو باقی کیا رہیگا حضرت نے فرمایا کیا تم اس پر نہیں راضی ہو کہ ایک ثلث رہجائے۔

اب تو آپ کو کسی طرح اس میں عذر نہ ہوگا کہ ابھی تک حضرت کا ظہور نہیں ہوا بلکہ حضرت کا ظہور آخر زمانہ میں ہے اور امام کے تصدیق کلام کے لیئے موجودہ جنگ کافی ہے کسطرح اسمیں آدمیوں کا نقصان ہو رہا ہے اب نہ معلوم آئندہ کیا ہوگا۔ والعلم عند اللہ۔

مجالس المومنین میں بھی انکا نام نفس زکیہ نہیں بتایا گیا ہے بلکہ اس قدر ہے محمد بن عبداللہ مذکور از عظمائے بنی ہاشم بودہ ہمگی با و مستظہر بودند و اکابر زمان او را مہدی می گفتند و بعد از شہادت او را نفس زاکیہ میخواندند بنا بر آنکہ او را در احجار الزیت کہ بیرون مدینہ طیبہ است شہید کردند و در حدیث وارد است کہ یکے از فرزندان من نفس زکیہ در احجار کشتہ خواہد شد ص ۳۶۳

اس سے بھی صاف طور پر معلوم ہوا کہ نفس زکیہ کا خطاب انکو بعد شہادت دیا گیا ہے لہذا اونکی شہادت علامات ظہور قائم ع سے خارج ہے۔

قولہ تفسیر عیاشی کے حوالے سے ایک روایت ہے کہ ایک راوی نے امام جعفر صادق ع کی خدمت میں خلفائے عباس کے بارہ میں ذکر کیا کہ صالح اور عیسیٰ بن علی کا مکان عالیشان تیار ہو گیا ہے۔ تو ایک مخلص نے کہا کہ یا تو خدا انکو مسمار کر دے یا ہمکو زور بخشے کہ ہم کر دیں۔ فقال لہ عبد اللہ علیہ السلام لا تقل ھکذا بل یکون مساکن القائم و اصحابہ اما سمعت اللہ یقول و سکنتم فی مساکن الذی ظلموا انفسھم دیکھو رسالہ الحجۃ مشمولہ کتاب غایت المرام ذیل آیت نمبر الرابع و الثلثون قولہ تعالیٰ و سکنتم فی مساکن الذین ظلموا صفحہ ۳۶۳

اقول اگر اس حدیث کا مطلب آپ نے یہ سمجھا ہو کہ بعدیت فوری ہو تو لازم آتا ہے کہ آیہ کریمہ و سکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسھم میں بھی جو سورہ ابراہیم میں ہے

یہی دعوے کیجیے کہ حضرت کے اصحاب قوم نوح و عاد و ثمود کے ہلاکت کے بعد
خواہی اوس میں آباد ہوئے
در منثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۸۹ میں ہے
اخرج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن قتادہ فی قولہ
وسکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسہم قال سکن الناس فی مساکن قوم نوح
و عاد و ثمود و قرون بین ذلک کثیرۃ ممن ھلک من الامم کہ مراد اس سے
سکونت ہی مساکن قوم نوح و عاد و ثمود میں حالانکہ صدہا نہیں ہزارہا برس قبل انکی
ہلاکت ہو چکی تھی۔
یہی مقصود یہاں ہو کہ اصحاب قائم ؑ اپنے وقت معین پر اون مساکن کو آباد کریں گے
جو بنی امیہ و بنی عباس بنا گئے تھے
پھر سورہ طہٰ میں خداوند عالم فرماتا ہو افلم یھد لھم کم اھلکنا قبلھم من القرون
یمشون فی مسٰکنھم ان فی ذلک لاٰیات لاولی النھی کیا یہ امر اون کے لیے موجب ہدایت
نہیں ہوا کہ ہم اون سے پہلے بہت سے فرقونکو ہلاک کر چکے ہیں جن کے مسکنوں میں
یہ چلتے پھرتے ہیں اس میں نشانیاں ہیں عقل والونکے لیے
پھر بھی آیہ سورہ سجدہ ع۲ میں بھی ہو جس سے مراد اصحاب حجر و قوم لوط کے قریہ ہیں جو سفر شام کے
راہ میں ملتے ہیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس میں بعدیت فوری مراد ہو۔ یا عین مساکن
اون کے اوسی طرح یہاں بھی سمجھو کہ جو سلطنتیں بنی امیہ و بنی عباس نے قائم کیں یا مکانات
بنائے وہ سب ایک وقت میں حضرت قائم ؑ کے اور آپ کے اصحاب کے تصرف میں
آئینگے جس میں کسیکو عذر نہیں۔
حضرت کا یہ فرمانا کہ ایسا ہوگا اور اوس کے بعد تلاوت آیہ کریمہ خود بتا رہا ہے کہ جسطرح وہاں
وعدہ الٰہی پورا ہوا قوم عاد و ثمود کے مساکن میں اہل اسلام آباد ہوئے اوسی طرح یہاں بھی
پورا ہوگا کہ اونکے مسکنوں میں یہ لوگ آباد ہونگے۔
قولہ تفسیر صافی میں ہے کان لک بنو امیہ و بنو العباس لما ان وقفوا علی ان

زوال ملک الامراء والجبابرة منهم علی یدی القائم ناصبونا العداوة ووضعوا
سیوفهم فی قتل اهلبیت رسول اللہ وابادة نسله طمعا منهم فی الوصول الی
قتل القائم۔

تفسیر صافی سورہ توبہ بعد از نصف زیر آیت یریدون ان یطفؤا نور اللہ
ان روایات کے بنا پر ضروری تھا کہ بنی امیہ اور بنی عباس کی تباہی حضرت قائم آل محمد کے
ہاتھ پر ہو اور ان کے مساکن میں امام اور آپ کے اصحاب سکونت پذیر ہوں اب جب کہ
بنی عباس بھی بنی امیہ کی طرح تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور دولت عباسیہ کی کوئی شاخ
بلاد اسلامیہ میں حکمران نہیں ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ضرور قائم آل محمد کے
ہاتھوں سے تباہ ہو چکے ہیں اگر نہیں ہوئے تو ایک تو ائمہ کے احادیث کی تکذیب لازم آئیگی
دوسرے ثابت کرنا ہوگا کہ فلاں ملک میں بنی امیہ کیطرح بنی عباس ظالمین آل محمد حکمران
ابھی باقی ہیں جن کو امام غائب کسیوقت ظہور فرما کر تباہ و پامال کرینگے۔

اقول پوری عبارت تفسیر صافی اسطرح ہے۔
وفی الاکمال عن الصادق علیہ السلم وقد ذکر شق فرعون لبطون الحوامل وکذلک بنو
امیۃ وبنو العباس لما ان وقفوا علی زوال ملک الامراء والجبابرة منهم علی یدی
القائم ناصبونا العداوة ووضعوا سیوفهم فی قتل اهلبیت رسول اللہ وابادة
نسله طمعا منهم فی الوصول الی قتل القائم فابی اللہ ان یکشف امره لاحد من
الظلمة الا ان یتم نوره ولو کره المشرکون یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے
سامنے ذکر فرعون ہو رہا تھا کہ اوس نے کسطرح شکم حوامل کو شق کیا کہ حضرت موسیٰ
کو پالے تو آپ نے فرمایا اسی طرح بنی امیہ و بنی عباس کو چونکہ معلوم
تھا کہ اون کے ملک کا زوال قائم کے ہاتھوں ہوگا لہذا ہم اہلبیت سے عداوت کرینگے
اور اہلبیت رسول کو قتل کرنے لگے کہ اون کی نسل تمام ہو جائے اور کسی طرح قائم کے
ہاتھ لگیں مگر خدا نے اس سے انکار کیا کہ اونکا امر کسی پر ظاہر ہو جب تک خدا کا نور تمام نہو
اس روایت سے کون شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ اسکا تعلق اوسی زمانہ بنی امیہ و بنی عباس سے

ہے جس میں وہ حکمران اور خلیفہ تھے کیونکہ خود امام علیہ السلام فرماتے ہیں اسی لیئے وہ اہلبیت کو قتل کرتے تھے کہ کسیطرح قائم ؑ کو پالیں مگر یہ آرزو اونکی نہ پوری ہوئی اور خدا نے آنحضرت کو اونکے شر سے محفوظ رکھا
دیکھیے اوسی تفسیر صافی میں اسی کے بعد تفسیر آیہ لیظہرہٗ علی الدین کلہ ہے۔ وفی الاکمال عن الصادق علیہ السلم فی ھذہ الآیۃ واللہ مانزل تاویلھا بعد ولا ینزل تاویلھا حتی یخرج القائم فاذا خرج القائم لم یبق کافر باللہ العظیم ولا مشرک بالامام الا کرہ خروجہ حتی لوکان کافر ومشرک فی بطن صخرۃ لقالت یا مومن فی بطنی کافر فاکسرنی واقتلہ
یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس آیہ کی تاویل ابھی نہیں ظاہر ہوئی اور جب تک حضرت قائم ؑ کا ظہور نہ ہوگا اوس وقت تک اس کی تاویل ظاہر بھی نہ ہوگی جب حضرت کا دنیا میں ظہور ہوگا تو دنیا میں نہ کوئی مشرک رہے گا نہ کافر مگر یہ کہ وہ حضرت کے ظہور سے کراہت کریگا یہاں تک کہ اگر کوئی کافر یا مشرک کسی پتھر کے اندر ہوگا تو وہ پتھر پکار کر کہیگا کہ ای مومن ہمارے اندر ایک کافر ہے اسکو توڑ کر اوسکو نکالو۔ اور قتل کرو
جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ پیشگوئی زمانہ رجعت سے متعلق ہے کہ جب وہ زمانہ آئیگا تو ایسا ہوگا۔
غرض جو نتایج آپ نے ان روایات سے نکالے ہیں اگر وہ پورے ہوگئے تو بیشک آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت قائم آل محمد ؐ کا ظہور ہو چکا کیونکہ پہلا نتیجہ آپ نے یہ لکھا تھا "ان روایات کے بنا پر ضروری تھا کہ بنی امیہ و بنی عباس کی تباہی حضرت قائم آل محمد کے ہاتھوں ہو" جسکا جواب ہم لکھ چکے ہیں کہ پیشگوئی فریقین میں مسلم ہے مگر اسطرح کہ بنی امیہ و بنی عباس انکے ہاتھ سے تباہ ہونگے بلکہ مطلق جابر مٹینگے لہذا معلوم ہوا کہ ابھی قائم ؑ کا ظہور نہیں ہوا جب وہ شرائط پوری ہونگی تب ظہور ہوگا
دوسرا نتیجہ یہ نکالا ہے "اور اون کے مساکن میں امام اور آپ کے اصحاب سکونت پذیر ہونگے" جسکے نسبت یہ پہلے ثابت کر دیا گیا کہ یہ بھی پیشگوئی ابھی نہیں پوری ہوئی لہذا امام ؑ کا ظہور ابھی باقی ہے اور اپنے وقت پر ہوگا۔

رہا آپکا یہ سوال "اب جبکہ بنی عباس بھی بنی امیہ کیطرح تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور دولت عباسیہ کی کوئی شاخ بلاد اسلامیہ میں حکمران نہیں ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ضرور قائم آل محمد کے ہاتھوں سے تباہ ہو چکے ہیں" تو اوسکا یہ جواب ہے کہ جس تباہی کا ذکر حدیثوں میں ہے اوسکا تو ابھی تک کسی طرح وجود ہی نہیں ہوا لھذا اوس وقت کا انتظار کرنا چاہیئے رہی وہ تباہی جو ہو چکی تو اگر آپ اسکو علامت قائم آل محمد قرار دیتے ہیں تو آپ کو لازم آتا ہے کہ چنگیز خاں کو قائم آل محمد مانئے جسکے بدولت بنی عباس کا خاتمہ ہوا جو ۶۵۶ھ کا واقعہ ہے تو اس بنا پر بھی آپ مرزا غلام احمد صاحب کو نہ مہدی بنا سکتے ہیں نہ قائم **کیونکہ** آپ کے قول پر مہدی یا قائم وہ ہے جسکے ہاتھوں بنی امیہ بنی عباس کا خاتمہ ہوا اور اونکا خاتمہ ہوا ہلاکو خاں پر لہٰذا وہی آپ کے امام مہدی اور قائم ہیں تو پھر اس سے فائدہ ہی کیا ہوا کیونکہ آپ کا مطلب تو یہ تھا کہ چونکہ فرائض امام پورے ہو چکے لھذا معلوم ہوا کہ امام کا ظہور ہو چکا۔

منشی صاحب ہوش سنبھالکر باتیں کیجیئے اسلام کو غارت نہ کیجیئے خدا اور رسول کے اخبار غلط نہیں ہو سکتے وہ ضرور پورے ہونگے جنکو آپ سمجھ رہے ہیں کہ وہ پورا ہو گیا وہ غلط ہے کیونکہ حضرت مہدیؑ کا ظہور قریب قیامت مسلمات اسلام سے ہے اوس زمانہ برکت آشیانہ میں بجز اسلام کچھ نہ ہوگا **لھذا** اوسکا انتظار کیجیئے اور اپنے دل سے کسی کو مہدی یا عیسے نہ بنائیے کیونکہ مرزا صاحب کے بہ نسبت تو **چنگیز خان** وغیرہ زیادہ مستحق ہیں کہ اس کے مدعی ہوں۔

آپ پوچھتے ہیں "دولت عباسیہ کی کوئی شاخ بلاد اسلامیہ میں حکمران نہیں ہے" تو براہ کرم نواب ٹونک وغیرہ کا شجرہ دیکھیئے یہ کس خاندان سے ہیں پھر ترکوں کا شجرہ دیکھئے کہاں پہونچتا ہے مگر ہمکو اس سے بحث نہیں کیونکہ ظہور قائم آل محمد کی شان ہی سب سے جداگانہ ہے۔

یہ عجیب منطق ہے "چونکہ بنی امیہ و بنی عباس تباہ ہو چکے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ضرور قائم آل محمد کے ہاتھوں سے تباہ ہو چکے" کیونکہ یہ تو کسی حدیث یا آیہ میں نہیں آیا ہے کہ جسکے ہاتھوں ان کی تباہی ہو وہی قائم ہے بلکہ بقول آپ کے "دونوں خاندانوں کی تباہی کا ہونا قائم آل محمد کے ہاتھوں سے ہونا کتب شیعہ میں موجود ہے۔

تو اب آپکا فرض ہے کہ بنا بر دعوی اول یہ ثابت کیجیئے کہ جسکے ہاتھ سے انکی تباہی ہو وہی قائم آل محمد ہے اور بنا بر دعوے ثانی یہ ثابت کیجئے کہ قائم آل محمد کے ہاتھوں اون کی تباہی ہوئی جب

کچھ نہیں ثابت کرسکتے تو پھر یہ بھی نہیں کہ سکتے کہ قائم آل محمد کا ظہور ہو چکا
غرض روایات فریقین سے صرف اسی قدر ثابت ہو کہ حضرت مہدی عا کے بدولت ظلم وجور کی
بیخ کنی ہوگی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا نہ یہ کہ خاص بنی امیہ و بنی عباس کی
بیخ کنی آپ کے ہاتھوں ہوگی اور اگر ایسا بھی کسی لفظ سے نکلے تو یہ نہیں کہ سکتے کہ اوس زمانہ میں
اون کی سلطنت یا خلافت بھی ہوگی کیونکہ منتہی آپکا استدلال فقرہ زوال ملک الامراء والجبابرۃ
مفہم سے ہو سکتا ہے کہ اون میں سے جبابرہ وامرا کے ملک کا زوال قائم آل محمد سے ہوگا حالانکہ یہ
لفظ عام ہے مطلق ملک کو کسی قسم کا ہو تو کیا آپ کہ سکتے ہیں کہ بنی امیہ و بنی عباس کی اولاد اسوقت
کوئی نہیں ہے یا وہ کسی طرح کی ملکیت نہیں رکھتے۔

اصل روایت کو آپ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان حنفی بلخی قندوزی ص ۳۷۹ مطبوعہ بمبئی میں دیکھئے
قال الصادق علیہ السلام نظرت فی کتاب الجفر الجامع صبیحۃ ھذا الیوم وھو الکتاب
المشتمل علی علم ما کان وما یکون الی یوم القیامۃ وھو الذی خص اللہ بہ محمدا والائمۃ من
بعدہ وتاملت فیہ مولد قائمنا المھدی وطول غیبتہ وطول عمرہ وبلوی المومنین فی
زمان غیبتہ وتولد الشکوک فی قلوبھم من ابطاء ظھورہ وخلعھم ربقۃ الاسلام عن
اعناقھم قال اللہ عزوجل وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ یعنی ولایۃ الامام فاخذتنی
رقۃ واستولت علی الاحزان وقال قدر اللہ مولدہ تقدیر مولد موسی وقدر غیبتہ تقدیر
غیبۃ عیسی وابطاء کابطاء نوح وجعل عمر عبد الصالح الخضر دلیلا علی عمرہ اما مولد موسی فان
فرعون لما وقف ان زوال ملکہ بید مولود من بنی اسرائیل امر بقتل مولود ذکر من
بنی اسرائیل حتی قتل نیف وعشرین الفا مولودا فحفظ اللہ موسی لکن آل بنو امیہ و
بنو العباس وقفوا علی ان زوال الجبابرۃ علی ید القائم قصدوا قتلہ ویابی اللہ ان یکشف امرہ الا

یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آج ہم نے صبح کو کتاب جفر جامع دیکھا
جو کتاب مشتمل ہے علم ما کان وما یکون پر اور مولد قائم مہدی پر اور اون کے طول غیبت اور طول عمر کو
ملاحظہ کیا اور اسمیں تامل کیا کہ کس قدر شکوک ہونگے اون کے تاخیر ظہور میں اور کسطرح لوگ طریقہ
اسلام سے خارج ہو جاینگے تو ہمپر رقت ظاہر ہوئی اور بیحد محزون ہوئے کہ خدا نے اون کے ولادت کو

مثل ولادت حضرت موسیٰ قرار دیا اور اون کے طول غیبت کو مثل طول غیبت حضرت عیسیٰ
قرار دیا اور تاخیر ظہور کو مثل تاخیر حضرت نوح قرار دیا اور عمر کو اون کے مثل عمر حضرت خضر طولانی
کیا رہا قصہ ولادت مثل ولادت حضرت موسے تو چونکہ فرعون کو معلوم ہوا تھا کہ بنی اسرائیل
میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس سے اوسکا ملک زائل ہوگا لہذا حکم دیا کہ جو فرزند بنی اسرائیل سے ہو
اوسکو قتل کرو چنانچہ بیس ہزار سے زیادہ لڑکے قتل کیے گئے مگر خدا نے حضرت موسیٰ کی
حفاظت کی اسی طرح چونکہ بنی امیہ و بنی عباس کو معلوم تھا کہ جباروں کا زوال حضرت قائم
کے ہاتھوں ہوگا اسلیئے اونکے قتل کا ارادہ کیا مگر خدا نے اونکی حفاظت کی۔

اس سے بصراحت معلوم ہوا کہ عموم جبابرہ کا استیصال حضرت مہدی کے ہاتھ ہوگا نہ خصوص
بنی امیہ و بنی عباس کا پھر نہ معلوم منشی صاحب نے کہاں سے یہ نتیجہ نکالا کہ چونکہ بنی عباس کا خاتمہ ہو چکا
لہذا ظہور امام مہدی بھی ہو چکا تو اب منشی صاحب بتائیں کہ اس سے تکذیب ائمہ اطہار کہاں لازم
آتی ہے جو ہم مان لیں کہ حضرت کا ظہور ہو چکا یا اسکو اثبات کی فکر ہو کہ فلاں جگہ بنی امیہ و بنی عباس
حکمران ہیں کیونکہ بشارت کا تعلق عام جبابرہ سے ہے اور اس میں کسی کو عذر نہیں ہو سکتا کہ جبابرہ
موجود نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ ہیں اور اوس وقت تک اور زیادہ ہونگے جب تک حضرت کا ظہور
موفور السرور ہو گا

قولہ منجملہ علامات ظہور امام غائب صدائے آسمانی و سفیانی بھی ہے دیکھو رسالہ رجعت مجلسی ص ۴۸
کلینی نے لکھا ہے کہ ینادی مناد الا ان فلان ابن فلان وشیعتہ ھم الفائزون اول النہار
وینادی آخر النہار الا ان عثمان وشیعتہ ھم الفائزون ص فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۹۹
یعنی منادی کرنے والے کی ندا آئیگی صبح کے وقت کہ فلاں ابن فلاں اور اوسکے شیعہ کامیاب ہیں
اور شام کو آواز آئے گی کہ دیکھو عثمان اور اسکے شیعہ کامیاب ہیں لیکن یہ حدیث مجمل سی ہے اسکی
تشریح کیلئے حدیث ذیل کا مطالعہ کرو۔
فیھو من اھل الارض اذا سمعوا الصوت من السماء الا ان الحق فی علی بن ابی طالب و
شیعتہ قال فاذا کان الغد صعد ابلیس فی الھوا حتی یتواری من اھل الارض ثم ینادی
الا ان الحق فی عثمان بن عفان فانہ قتل مظلوما فاطلبوا بدمہ قال فیثبت اللہ الذین

امنوا بالقول الثابت علی الحق وهو النداء الاول ويرتاب يومئذ الذين فی قلوبهم مرض والمرض والله عداوتنا الخ آیت نمبر الرابع والتسعون قولہ وان یروا آیۃ یعرضوا رسالۃ المجیبۃ فیما نزل فی القائم الحجۃ ص۵، اس سے صاف ظاہر ہے کہ ظہور قائم بوقت بنی امیہ معہود تھا اب سفیان کی بابت سنیئے۔

اقول اس جملہ میں غور طلب یہ فقرہ ہے جو آپ نے لکھا "اس سے صاف ظاہر ہے کہ ظہور قائم بوقت بنی امیہ معہود تھا" کیونکہ حدیث میں تو کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے آپکا یہ مطلب نکل سکے کہ بعد بنی امیہ یہ ظہور معہود تھا اس روایت کے راوی صرف علمائے شیعہ نہیں ہیں بلکہ علمائے اہلسنت نے بھی اسکو لکھا ہے چنانچہ ینابیع المودۃ۔ صواعق محرقہ۔ فرائد السمطین حموینی۔ جواہر العقدین اسعاف الراغبین۔ فصل الخطاب سب میں یہ روایت موجود ہے جو کتب معتبرہ اہلسنت سے ہے ینابیع المودۃ ص۴۴۷ میں ہے۔

ومن امارات خروج الامام المهدی منادینادی الا ان صاحب الزمان قد ظهر وهو فی لیلة الثالث والعشرین من شهر رمضان فلا یبقی راقد الا قام ولا قائم الا قعد ثم یخرج فی مثل فی وتر من السنین ویبایع بین الرکن والمقام ثلثمائة وثلثة عشر رجلا من الاخیار کلهم شبان لا کهل فیهم ویکون دار ملکه الکوفة ویبنی له فی ظهر الکوفة مسجد له الف باب اور مولوی صدیق حسن خانصاحب امام اہلحدیث اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ میں لکھتے ہیں ص۳۰۴ وازانجملہ ندائیست کہ تمام اہل زمین آنرا بشنوند واہل ہر لغت آنرا بلغت خود بفہمند وازانجملہ خسف قریہ ست در شام کہ آنرا حرستا نامند وازانجملہ آنکہ ندا کند منادی از آسمان بنام مہدی و بشنوند آنرا ہر کہ در مشرق است وہر کہ در مغرب تا آنکہ باقی نماند نائم مگر آنکہ بیدار شود ونہ قائم مگر آنکہ بنشیند ونہ قاعد مگر آنکہ قائم شود برہر دو پائے خود ایں آواز غیر آں آواز است کہ بعد ظہور مہدی شود۔

پس جب کہ باتفاق فریقین ثابت ہے کہ آسمان سے ندا آئیگی کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام اور یہ واقعہ ۲۳ رمضان کو ہوگا تو پھر آپ کیونکر یہ دعوے کر سکتے ہیں کہ امام مہدی کا ظہور معہود تھا زمانہ بنی امیہ میں۔

کہا یہ امر کہ روایات شیعہ میں مذکور ہے کہ ندائے اول شیطان کی ندا ہوگی الا ان

عثمان و شیعته یا ان الحق فی عثمان بن عفان انه قتل مظلوما تو اگرچہ یہ روایت
بلفظہا کتب اہلسنت میں ابھی تک نہیں ملی مگر اسکی تصدیق میزان الاعتدال علامہ ذہبی سے ہوتی ہے ج۱ صفحہ ۳۶
عن حذیفہ ان خرج الدجال تبعہ من کان یحب عثمان یعنی حضرت حذیفہ سے روایت ہے
کہ جب دجال خروج کریگا تو اوسکی پیروی کرینگے وہ لوگ جو محب عثمان ہیں۔
اس روایت کے راوی زید بن وہب جہنی کوفی ہیں جنکے نسبت ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب
ج ۳ میں لکھتے ہیں قال زہیر عن الاعمش اذا حدثک زید بن وہب عن احد فکانہ
سمعت من الذی حدثک عنہ ص ۴۲۷ کہ امام اعمش فرماتے ہیں جب کوئی حدیث تم زید بن وہب
سے سنو تو یہ سمجھو کہ تمنے اوس شخص سے سنا ہے جس سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں تو اب کس شخص
میں یہ جرأت ہے کہ اس حدیث کے صحت میں کلام کرے جس سے تمامی اہلسنت کا تابع دجال ہونا ثابت ہے والحمد للہ

قولہ سوناریخدان اصحاب پر مخفی نہو گا کہ یہ ظہور بھی خلفائے بنی عباس کے زمانہ میں ہو چکا ہے
مورخ ابن خلدون لکھتے ہیں ہو علی بن عبد اللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ...... کانت امہ
نفیسہ بنت عبد اللہ بن العباس (عباس علمدار) بن علی بن ابی طالب وکان یقول انا ابن
شیخی صفین یعنی علیا و معاویہ وکان من بقایا بنی امیہ بالشام وکان من اہل العلم
والروایۃ فادعی لنفسہ بالخلافۃ اخر سنہ خمس وتسعین و اعانہ الخطاب بن وجہ الفلس
مولی بنی امیہ الخ تاریخ ابن خلدون جزو ثالث مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴۔
اس عبارت میں وکان من بقایا بنی امیہ بالشام خاص قابل غور ہے یہ تو تاریخی سفیانی ہے
لیکن ایک اور روائتی سفیانی بھی ہے سو خدا کا شکر ہے کہ اسکا بھی ظہور بھی حسب روایات معتبرہ شیعہ
ہو چکا ہے دیکھو روایات ذیل و واقعات۔

اقول معلوم نہیں سفیان کے بابت جو آپ گوہر افشانی کر رہے ہیں اسکا ادعی کیا ہے کیونکہ حدیث نجم نغی
وغیرہ میں صرف ذکر صیحہ یا ندائے آسمانی ہے کہ وہ ندا کریگا ظہور امام صاحب الزمان ہو چکا۔
رہا ندائے سفیانی تو اسکا پتہ کسی روایت سے نہیں چلتا ہاں خروج سفیانی کو البتہ سب نے
لکھا ہے چنانچہ ینابیع المودۃ میں ہے
ومن امارات ظہور المہدی خروج السفیانی ہو یرسل ثلثین الف الی مکۃ وفی البید

یخسف بهم الارض فلا ینجو منهم الا رجلان وتکون هده بحکمه ثمانیة اشهر وظهور المهدی

فی هذه السنة صفحه ۲۴۸

اور حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خاں صفحہ ۴۴۳ میں ہے۔

محمد بن صامت گفتہ حسین بن علی را گفتم آیا ہست علامتے پیش از ظہور مہدی گفت آرے گفتم چہ گفت ہلاک بنی عباس وخروج سفیانی وخسف در بیدار گفتم قربانت شوم می ترسم کہ ایں کار بدرازی کشد گفت ایں امارات ہمچوں سلک گوہرست یکے پس دیگری اخرجہ نعیم بن حماد گوئم ہلاک بنی عباس را زیادہ بر ہفصد سال گذشتہ وخروج سفیانی وخسف در بیدار منتظرست دو قوع یکے ناظر در صحت وقوع ہر دو اخت خود است وبعد خروج سفیانی خروج ابقع واصحب واعرج کنزی ہم آمدہ کما سیاتی امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ گفتہ سفیانی از اولاد خالد بن یزید بن ابی سفیان باشد وایں یزید برادر معاویہ بن ابی سفیان است وابو سفیان پدرش با ہر دو پسر خود روز فتح کہ کرمہ اسلام آوردہ در خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ درگذشت وایں سفیاں خارج از نسل ام باشد واز بنی امیہ بود اول فتن بنی امیہ معلوم وایں آخر فتن ایشاں است ووے مردے کلاں کاسہ سر است بر روے او آثار جدری باشد یعنی دانہ ہاے چیچک ودر چشم او نکتہ سفید بکذا در وفی حلیہ عن علی وخروج وے از ناحیہ شہر دمشق باشد در وادی کہ آنرا وادی یابس نامند او را در خواب بگویند کہ برخیز و خروج کن وے برخیزد وہیچ کسے را نیابد باز در کرت دوم وسوم او را ہمچنیں بگویند کہ برخیز وخروج کن وہمیں سوے دروازہ خانہ خود پس در کرت سوم بر در خانہ خود بیاید ہفت یا نہ نفر را بیابد کہ با ایشاں لواے ست میگویند کہ ما اصحاب توایم وےیکے از ایشاں لوائے معقود داشتہ باشد ہمی شناسد در لوائے او مگر نفر تا آنکہ بگسترانند آنرا تا سی میل بہ بیند آں علم را ہیچ یکے مگر آنکہ بگریزد وشکست خورد پس خروج کند سفیانی درمیان ایشاں وتابع شوند مردم وادی وغیرہ بوے وو دست وی سہ شاخ باشد نکو بدباں ہیچکی را مگر آنکہ بمیرد چوں ایں خبر بگوش مردماں رسد صاحب دمشق برائے مقابلہ او بر آید ورایت او را دیدہ منہزم گردد ووی با ہفصد وشصت سوار داخل دمشق شود ویکماہ نگذرد کہ سی ہزار کس از کلب کہ اخوال وے باشند ہمرہ وے گردآیند وعلامت خروج وے خسف قریہ از قریات دمشق است وشاید کہ نام آں قریہ حرستا ست۔ وہم

جانب غربی مسجد این قریہ بیفتد بعدہ خروج کند ابقع و اصہب در اشاعہ گفتہ خروج سفیانی از شام و خروج ابقع از مصر و خروج اصہب از جزیرۂ ابن عمر کہ آں داخل جزیرہ عرب ست و خروج اعرج کندی از مغرب بود و تا یک سال میان ایشاں ہنگامۂ کارزار گرم ماند و سفیانی بر ابقع و اصہب غالب آید و صاحب مغرب مردان را بکشد و زنان را اسیر سازد و در جزیرہ رسید با قیس با سفیانی جنگ کند و سفیانی بر قیس غالب آمدہ مجموع اموال او را بستاند و ہر سہ نشانش بگیرد بعدہ با ترک و روم در قرقیسیا جنگید بر آنہا ہم غالب شود و در زمین فساد کردن گیرد تا آنکہ شکم زنان را بدرد و کودکان را بکشد و مردم قریش از ہیبت او بقسطنطنیہ بگریزند و وے آنہا را از عظیم روم طلبیدہ و باز گرفتہ بجمیع عام بر باب المدینہ از شہر دمشق گردن زند باز مردم چند از پس ایشاں بروے بیایند سفیانی گروہے را از ایشاں ہم بکشد و بقیۃ السیف منہزم شدہ بجانب سرزمین خراسان گریزند و وے لشکرے از سواران در پی ایشاں ہمچو سیل و سیل بدواند ایں سواران بر ہر جہ بگذرند آنرا ہلاک ساختہ حصون را ہدم سازند و قلاع را ویران کنند تا آنکہ در زوراء کہ عبارت از بغداد ست رسیدہ یک لک کس از کسان آنجا بکشند و سفیانی با عساکر خود در کوفہ رسیدہ شصت ہزار کس را از کوفیان کشتہ زنان و ذریات را اسیر کند و جنود را در ہمہ بلاد پریشان سازد و تا آنکہ تمام شرقی را از زمین خراسان فرو گیرد و خراسانیان را از ہر ناحیہ جستجو کردہ برآورد و لشکرے بسوئے مدینہ گسیل کند و چند انکہ از آل محمد صلعم و بنی ہاشم بیابد مرد باشند یا زن ہمہ را القتل رساند و جماعتے را از ایشاں اسیر کردہ بکوفہ بفرستد و بقیہ ایشاں در صحرا و دشت پریشان شوند

پھر لکھتے ہیں۔ "گویم سفیانی ہم ازیں قبیل ست ابوبکر محمد بن حبیق مغربی در تفسیر خود زیر کریمہ ولو ترے اذ فزعوا فلا فوت واخذ وا من مکان قریب گفتہ نزول ایں آیہ در حق سفیانی ست کہ خروج کند از وادی یابس در اخوال خود از کلب و خطبہ خواند بر منابر دمشق چوں گذر کند بر موضع عین التمر خدائے تعالےٰ ایمان از دل وے و لشکریان وے محو سازد و رواں شود و برسد بر سر کوہ طلاء و جنگ کند و مقتاد ہزار مردما کہ صاحب سیوف محلات و مناطق مفضضہ باشند از جان بکشد و بکوفہ در آید و کوفیان در آنوقت سہ گروہ شوند یکے گروہ با وے ملحق شود و ایشاں شرار خلق باشند و گروہے بجنگ پیش آید و ایشاں شہداء

باشند و گروہے باعراب پیوندد و ایشان عصاۃ اند و دی بر کوفہ غالب آمدہ شصت ہزار کس را بزیر تیغ بیدریغ کشند و در مدت شانزدہ شب کہ آنجا مکث کند لشکر بانش سی ہزار زن دوشیزہ را ازالہ بکارت کنند و صبح دم آنہا را برہنہ سر در بازار بفروشند و زنان مذکورہ را آنحال لاطمات خدود و کاشفات شعور باشند بر دجلہ یا بر شاط فرات - و چوں اہل بصرہ ایں خبر بشنوند از ہر بحر و بر دویدہ ایں مظلومات را از ایدی آں ظلمہ فجرہ برہانند بعدہ لشکر سفیانی سہ گروہ شود یکے روئے رو و دیگر در کوفہ بماند دیگر بر مدینہ منورہ آید و حاکم ایں گروہ مردے از بنی زہرہ باشد وے مدینہ را محاصرہ کند و قتلے عظیم در شہر واقع شود و غالب اہل مدینہ دراں مقتول و فانی شوند تا آنکہ مردے و زنے از اہلبیت ہم کشتہ شود و نام آں مرد محمد یا علی باشد و نام زن فاطمہ و ایں ہر دو را برہنہ بردار کشند دریں وقت خداتعالے سخت بخشم در آید و ولی خدا ایں خبر دریافتہ از قریات خوش با جماعۃ سی مرد بر آید و مردم از ہر سو دلا زہی زمین ہیچو ناقہ بسوئے بچہ فراہم شوند و وے چوں در مکہ رسد آں وقت اقامت نماز گفتہ باشند او را گویند کہ امام شو وی گوید من امام نمی شوم شما ہمانید کہ عہد شکستند و عذر اندا ختید پس مردے از ایشاں بامردم نماز گذارد اما بعد ازاں مردم بر بیعت او تداعی کنند ہیچو تداعی شتران تشنہ بر حیاض یوم الورد و بیعت کنند با وی و بعد بیعت گروہی لپسر کردگی مردے از اہلبیت بر سر اہل مدینہ فرستد تا با زہری مقاتلہ کند دریں معرکہ بعد محاربہ عظیم فتح نصیب ولی خدا شود و زہری با یاران خود بقتل برسد انتہی۔

بہر حال تعجب ہے کہ جس سفیانی کا واقعہ ایسا عظیم الشان ہو کہ تمامی کتب اہلسنت اس سے مملو ہیں اوسکے نسبت کیونکر منتشی صاحب یہ دعوے کر سکتے ہیں کہ یہ واقعہ عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ کا ہے حالانکہ نص صریح موجود ہے کہ وہ اولاد یزید بن سفیان سے ہوگا جو معاویہ کا بھائی تھا نہ کہ یزید پسر معاویہ کا بیٹا ہو جو قاتل امام حسین ؑ گذرا ہے۔

اگر اسپر بھی تسکین خاطر شریف نہو تو خود نواب صاحب کا یہ فیصلہ بھی سن لیجیے۔

وظاہر نص در بیان وقایع اہل حشر ست نہ حوادث دنیا در تفسیر خازن ایقدر گفتہ و قیل ھو خسف بالبیداء انتہی و در مدارک گفتہ اند اخذوا عند البعث او عند الموت او یوم بدر و در خازن گفتہ اند و اخذوا و قیل من تحت اقدامہم و قیل من بطن الارض الی ظہرہا انتہی و شوکانی در فتح القدیر گفتہ قال ابن عباس ھو جیش السفیانی و قد ثبت فی الصحیح انہ

بخسف الجیش فی البیداء من حدیث حفصہ وعائشہ وخارج الصحیح من تحدیث
ام سلمہ وصفیہ وابی ہریرہ وابن مسعود ولیس فی شیٔ منہا ان ذلک سبب نزول
ہذہ الآیہ ولکنہ اخرج ابن جریر من حدیث حذیفہ بن الیمان قصۃ الخسف مرفوعا
وفی آخرہا فذلک قولہ عزوجل فی سورۃ سبا ولو ترٰی اذ فزعوا فلا فوت
انتہی وہکذا فی تفسیرنا فتح البیان فی مقاصد القرآن واللہ اعلم آرے مجموع
اخبار وآثار واردہ دریں باب مفید خروج شخصے باین لقب یا نام بودہ اند ودر رسائل احوال
فتن وقیامت مقاتلات او در بلاد شتی از ری وتونس وفارس وخراسان ما وراء النہر
وبغداد وبجستان وعاقرقوا ودمشق وکوفہ وبصرہ وجز آں بیان کردہ اند باختلاف روایات
کہ توفیق میان آنہا خیلے صعوبت دارد اما قدر مشترک ازاں کہ خروج وفتنہ او باشد ثابت
بہروجہ کہ باشد وہر کجا کہ بود ایں اخبار وآثار در برہان وغیرہ بالفاظہا مذکور ست ودر
روایت آں از جمعی از صحابہ مثل انس وام سلمہ وحمزہ بن حبیب ویوسف بن ذی قربات
وابو قبیل وولید بن مسلم وعلی ابن ابیطالب وزہری وارطاۃ وحذیفہ وخالد بن معدان
وابن عباس وعائشہ وحفصہ وابو ہریرہ وابو جعفر وغیرہم کردہ لیکن ایں اخبار از کتب
صحاح نیست پس نظر در اسانیدش ضرور ولابدست ودر اشاعہ نیز قصہ سفیانی را
بروجہ اختصار بحذف تخریج ونام رواۃ ذکر کردہ واللہ اعلم۔

تو اب بالیقین معلوم ہوا کہ آپ نے جو واقعہ علی بن عبداللہ سے اسکو متعلق کیا ہے
محض دروغ بافی اور افترا ہے کیونکہ یہ واقعہ ایسا ہو کہ کتب احادیث اس واقعہ سے تمام تر
رنگین ہیں اس سے اس علی بن عبداللہ کو کیا واسطہ
دیکھئے اس کے بعد پھر لکھتے ہیں " ودر رسالہ حشریہ گفتہ بعد مدتی یعنی از غلبہ
نصاری بر ملک ہا سے بسیار در ملک شام شخصے از اولاد ابوسفیان پیدا شود ولہ سادات
را بکشد و آئین او در نواحی شام ومصر منتشر شود دریں اثنا پادشاہ روم را بایک فرقہ
از نصارے جنگ پیش آید وبا فرقہ دیگر صلح مخالفان بر شہر قسطنطنیہ متصرف شوند وآں
پادشاہ شہر خود را گذاشتہ در ملک شام درآید وبرفاقت یک فرقہ موافق با فرقہ

مخالف از نصاری جنگ عظیم واقع شود و فتح لشکر اسلام را دست دہد بعد شکست مخالفان
یکے از نصاری موافق بگوید کہ چلیبا غالب آمد و فتح داد یکے از لشکر اسلام او را بزند و بگوید
دریں اسلام غالب آمد آں نصرانی قوم خود را بخواند و مسلمان کسان قوم خود را پس میان
ہر دو لشکر خانہ جنگی شود و بادشاہ اسلام شہید شود و جمیع نصاری در ملک شام عمل نمایند و
با فرنگیاں مخالف آشتی کنند و بقیہ مسلمانان رو بمدینہ آرند و عمل نصارے تا قریب خیبر رسد
در آنوقت مسلمانان در تجسس شوند کہ حضرت مہدی را تلاش باید کرد تا دفع ایں بلا از دست
ایشاں میسر شود انتہی و ظاہر ایں روایت در آنست کہ ایں فتح و شکست پیش از ظہور مہدی
باشد و متصل بزمانہ وے بود و از روایات دیگر معلوم می شود کہ ایں ماجرا منجملہ وقائع ملحمہ
کبری ست چنانکہ باید واللہ اعلم و ایں سفیانی در آخر کار بر دست مہدی کشتہ شود

اس تحریر سے آپکو چند باتیں معلوم ہونگی ایک یہ کہ یہ ایسا عظیم الشان واقعہ ہو کہ خود
قرآن مجید میں اسکی خبر ہو چنانچہ فرماتا ہے ولو ترے اذ فزعوا فلا فوت واخذوا من مکان
قریب سورہ سبا ۲۲/۱۲
اور کاش تم دیکھو جب یہ گھبرا جائینگے (تو عذاب سے) بچ نہ سکینگے اور نزدیک ہی سے پکڑ لیجائینگے
جسکے نسبت مولوی صدیق حسن خانصاحب لکھتے ہیں "نزول ایں آیہ در حق سفیانی ست کہ
خروج کند از اخوال خود۔

دوسرا یہ ہے کہ تمامی مفسرین نے اس واقعہ کو باختلاف لکھا ہے جس سے اور بھی یقین پختہ ہوتا ہے
تیسرا یہ ہے کہ راوی اس واقعہ کے اتنے صحابہ ہیں۔ انس۔ ام سلمہ۔ حمزہ بن حبیب۔ یوسف بن ذی
قربات۔ ابو قبیل۔ ولید بن مسلم۔ علی ابن ابیطالب۔ زہری (تابعی) ارطاۃ۔ حذیفہ۔ خالد
بن معدان۔ ابن عباس۔ عائشہ۔ حفصہ۔ ابوہریرہ۔ ابو جعفر۔ پھر کون سنی اس کے
خلاف دعوے کر سکتا ہے۔

چوتھے یہ کہ اس سے معلوم ہوا زمانہ جور و ظلم بنی امیہ و بنی عباس ختم نہیں ہوا بلکہ موجود ہے
یا آئندہ پھر ہونیوالا ہے جس میں سادات قتل ہونگے تو اب بحوالہ تاریخ ابن خلدون
آپکا اس واقعہ کو علی بن عبداللہ سے متعلق کرنا جو سنہ ۹۵ھ میں مدعی خلافت ہوا کس درجہ

ہیزم ہے کیونکہ ایسے تو صدہا مدعی خلافت ہوئے جنکو کوئی اہمیت نہیں بجائی نہ اوس کا تسلط
ہوا نہ اقتدار ہوا۔

ہاں آپکا یہ حکم بھی کہ کان من بقایا بنی امیہ بالشام پر بھی غور کیا گیا مگر اوسکا نتیجہ
آپکو بجز نافہمی کچھ نہ حاصل ہوا کیونکہ بنی امیہ کی حکومت مختلف خلیفتوں نے نبھایا سنہ ۱۳۲ھ تک
رہی ہے لہذا آپکا یہ سمجھنا کہ اس پر خاندان بنی امیہ کا خاتمہ ہوا آپکی خوش فہمی کی دلیل ہے
ورنہ ابن خلدون تو یہ کہتے ہیں کہ جو بنی امیہ صاحب علم وروایت گذرے ہیں اون میں سے
یہ شخص بھی تھا نہ یہ کہ اسی پر خاندان بنی امیہ کا خاتمہ ہوگیا اور اگر یہ بھی آپ کے خاطر سے
تسلیم کر لیا جائے تو ہمارا کیا نقصان کیونکہ وہ سفیانی تو اولاد یزید بن ابو سفیان سے
ہوگا یعنی معاویہ کے بھائی یزید کے اولاد سے نہ کہ اولاد معاویہ سے

قولہ محقق ابن بابویہ لکھتے ہیں کہ حدیث نبوی میں واقعات سنہ ۷۰۰ ہجری میں آیا ہے کہ
فی سبعمائة قنطارية وهي علم على كل قنطارية صليب تحت كل صليب الف
فارس فرنجي ونصراني وهذه قصة عظيمة طويلة وفي زمانه يخرج اليه رجل
من مكة يقال له سفيان بن حرب وفي خبر آخر من وقت خروجه الى ظهور
قائم آل محمد صلوات الله اليه ثمان اشهر لا يكون زيادة يوم ولا نقصان۔
جامع الاخبار مطبوعہ ایران فصل ۱۰۲ یعنی سنہ ۷۰۰ میں قنطاریہ کا ظہور ہوگا اور اس کی
زمانہ میں ایک شخص مکہ سے نکلیگا جسکو سفیان بن حرب کہینگے اور دوسری حدیث میں
آیا ہے کہ اسکے خروج کیوقت سے ظہور قائم آل محمد تک آٹھ ماہ ہونگے اور اس سے ایک دن
نہ زیادہ ہوگا نہ کم۔

آٹھ ماہ کے بجائے ایک سال ہی فرض کیا جائے تو سنہ ۷۰۱ھ ہوتا ہے اور اسوقت ظہور
امام غائب مقدر تھا اور اب تو سنہ ۱۳۳۲ ہجری بھی شروع ہوگیا ہے کیا اس سے وجہ اولی وفات
امام غائب مستنبط نہیں ہوتی ؟۔

اقول سبحان اللہ کیا فہم ملا ہے کہ حدیث میں دیکھ لیا کہ سنہ ۷۰۰ میں یہ ہوگا اور یہ نہ سمجھا کہ
سنہ ۷۰۰ سے کیا مراد ہے کیونکہ قریب قیامت کا دوسرا حساب کتاب ہے پھر اسکو بھی ثابت

کیجیے کہ سفیان بن حرب کا خروج ہوا یا نہیں جسکا ذکر اس حدیث میں ہے جب تک ہر بات کو ثابت نہ کریںگا بَراری کیونکر ممکن ہے کیونکہ اختلاف روایات سے تو کوئی فرقہ خالی نہیں صدہا اختلافات ہیں دیکھنا یہ چاہیئے کہ علمائے محدثین نے جمع و توفیق کر کے کیا نتیجہ نکالا ہے۔

اگر اسپر ایمان نہیں لا سکتے تو کم سے کم اس روایت کو بہ اصول محدثین ثابت کرنا چاہا ہے حالانکہ یہ روایت تو کتب اربعہ میں بھی نہیں ہے جسپر وثوق کیا جائے اور خاصکر رواۃ کے نام نہ ہونیسے بحث رجال سے بھی بحث نہیں ہو سکتی نہ اس کی ضرورت ہے کہ روایات متفقہ بین الفریقین کے مقابلہ میں اسپر بحث کیجائے۔

قولہ اب ایک اور طریق سے وفات امام غائب پر توجہ دلاتا ہوں یہ طریق مشتمل ہے بعض معتقدات شیعہ پر۔

اول طریقہ رجعت ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت رسول کریم اور جناب علی اور امام حسین اور دوسرے امام اور پیغمبر واوصیائے انبیائے سابقین دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں آئینگے اور اسی طرح دشمنان وقاتلان آل محمد بھی اور امام غائب کی لشکر میں داخل ہوکر معرکہ کربلا و صفین کو از سر نو تازہ کرینگے بڑے گھمسان کے رن پڑینگے اسی زمانہ رجعت میں امام غائب کا ظہور بھی مقرر ہے رسالہ رجعت صفحہ ۵۹ بلکہ آپ کے اسمائے گرامی میں سے ایک صاحب الرجعۃ بھی ہے نجم ثاقب ۲۵ اور رجعت بغیر ایک دفعہ مرنیکے ناممکن ہے نیز اگر رجعت کے عقیدہ کا ابطال از روئے قرآن کیا جائے تو وہ مستلزم ہوگا عدم ظہور امام غائب عدم حیات کو علی ہذالقیاس۔

اور پھر لکھا ہے کہ سب سے پہلے رجعت امام حسین کی ہوگی اور وہی امام غائب کی تجہیز و تکفین کرینگے کیونکہ امام کی تجہیز و تکفین بجز امام کے نہیں ہوتی۔ دیکھو حق الیقین مجلسی بیان رجعت صفحہ ۱۴۲

سو پہلے قرآن سے عقیدہ رجعت کو ثابت کرنا چاہیے لیکن اگر وہ ثابت بھی ہو جائے پھر بھی حیات و بقائے امام غائب الی الآن پر دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ جب امام کے

سب لشکر اور معاون مرکر زندہ ہونگے اور انکی وفات اولی ان کی رجعت کی مانع نہیں ہے تو امام غائب کی رجعت بھی بعد از وفات ظہور کیلئے مانع نہوگی بس بہر صورت اس عقیدہ رجعت سے بھی وفات امام غائب نکل سکتی ہے۔

اس جگہ یہ بھی معلوم رہے کہ عقیدہ رجعت ہرگز عقائد شریعت اسلام میں سے نہیں ہے بلکہ اسکا بانی مبانی عبد اللہ بن سبا ہوا ہے دیکھو نواسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۵۴ زیر عنوان ذکر پدید آمدن مذہب رجعت در سال سی وپنج ہجری اور بعض اسلاف شیعہ بھی اس عقیدہ سے منکر تھے علامہ مجلسی لکھتے ہیں ”جمعے از شیعیان شما ہستند کہ قائل نیستند کہ شما و دشمنان شما در آن روز زندہ خواہید شد۔ دیکھو حق الیقین صفحہ ۱۴۰ در بیان واقعات رجعت مطبوعہ ایران۔

اقول یہاں پہلے بحث یہ ہے کہ آپ کے نزدیک احیاء اموات ممکن ہے یا نہیں یعنی خدا اسپر قادر ہے یا نہیں کہ کسی مردہ کو زندہ کرے کیونکہ جسطرح بتقلید سید احمد خانصاحب آپ کے مرزا صاحب نے وفات حضرت عیسی سے بعد اقرار انکار کیا ہے اوسیطرح بتقلید سید احمد خانصاحب اب احیاء موتے سے انکار کیا جاتا ہے کہ مردہ کا زندہ ہونا محال ہے چنانچہ تین رسالے مرزائیوں کے ہمارے سامنے موجود ہیں جن میں پورے طور پر اسکا انکار کیا گیا ہے ایک کا نام ہے ”کیا حضرت مسیح ناصری نے مردے زندہ کیے“ دوسرے کا نام ”احیاء موتے“ ہے تیسرے کا نام بھی احیاء موتے ہے مطبوعہ اسرار کریمی الہ آباد مورخہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۱ اب ہم اگر ان رسائل کے طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اصل مطلب فوت ہوتا ہے لہذا ہم پہلے اصل رجعت کی بحث علامہ مجلسی علیہ الرحمہ سے لکھتے ہیں بعد اوسکے منشی خادم حسین کی اعتراضات کا جواب دینگے کیونکہ اس سے تو یا یوسی ہے کہ وہ ایمان لائیں اور خدا کے فضل وکرم سے عقائد مرزا کا ابطال تمام عالم میں روشن ہو رہا ہے لہذا بغرض افادہ مومنین پہلے عبارت حق الیقین پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۰ ترجمہ تا صفحہ ۱۴۴

نواں مقصد اثبات رجعت کے بیان میں جاننا چاہیے کہ مذہب شیعہ کے اجماعی سے بلکہ ملت حق اور فرقہ ناجیہ کے ضروریات دین سے رجعت کا حق ہونا ہے یعنی قیامت سے

پہلے حضرت قائم کے زمانہ میں بہت نیک کرداروں کا ایک گروہ اور بہت بدکرداروں کا ایک گروہ دنیا میں پھر آئیگا نیک کرداروں کا گروہ اس لیے دنیا میں پھر آئیگا کہ اپنے اماموں کی دولت و سلطنت دیکھنے کے سبب اون کی آنکھیں روشن ہوں اور اون کی نیکیوں کی بعض جزائیں دنیا میں اونکو ملیں بدکرداروں کا پھر آنا عقوبت و عذاب دنیا کے لیے ہوا اور نیز اس لیے کہ اہلبیت کو جس دولت کا حاصل ہونا نہ چاہتے تھے اوس سے ہزاروں حصے زیادہ مشاہدہ کریں اور شیعیان دیندار اونسے اپنا انتقام لیں۔ باقی تمام لوگ اپنی قبروں میں رہینگے تا اینکہ قیامت میں محشور ہونگے جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ زمان رجعت میں نہ پھریگا مگر وہی شخص جو کہ محض ایمان رکھتا ہو یا محض کفر۔ لیکن باقی تمام لوگ پس اونکو اون کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اکثر علمار امامیہ نے مثل محمد بن بابویہ کے رسالہ اعتقادات میں اور شیخ مفید و سید مرتضےٰ و شیخ طبرسی و سید بن طاوس وغیرہ بزرگان علمائے شیعہ نے رجعت کے حق ہونے پر اجماع کا دعوی کیا ہے اور زمان گذشتہ میں ہمیشہ علمائے شیعہ اور مخالفوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع رہا ہے بہت سے محدثین و علمائے شیعہ نے خاص اس مسئلہ میں کتابیں تالیف کی ہیں جن کا ذکر ارباب رجال نے کیا ہے شیخ ابن بابویہ نے اپنی کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے فرماتے تھے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کہ ہماری رجعت کا ایمان و اعتقاد نہ رکھتا ہو اور متعہ کو حلال نہ جانتے اور میں نے کتاب بحار الانوار میں دو سو حدیثوں سے زیادہ لکھی ہیں جن کو منجملہ مصنفین علمائے شیعہ کے چالیس شخصوں سے زیادہ نے پچاس اصل معتبر سے ایراد کیا ہے جو کوئی کہ اس میں شک رکھتا ہو وہ اوس کتاب کی طرف رجوع کرے و لیکن وہ آیتیں جن کی تفسیر رجعت کیساتھ ہوئی ہیں بہت ہیں پہلی آیت یہ ہے۔ حق تعالےٰ فرماتا ہے وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيَاتِنَا یعنی جسدن کہ ہم ہر ایک امت سے ایک گروہ کو مبعوث کرینگے اون لوگوں میں سے جنھوں نے کہ ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہے۔ بہت سی حدیثوں میں حضرت امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ یہ آیت رجعت کے باب میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک امت سے ایک گروہ کو مبعوث کرونگا۔ اور قیامت کی آیت یہ ہے کہ فرماتا ہے وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا یعنی ہم اون کو

محشور کرینگے پس اون میں سے کسی شخص کو نہ چھوڑینگے کہ زندہ نہ کریں اور امام نے فرمایا ہے کہ آیات سے حضرت امیر المومنین اور ائمہ طاہرین مراد ہیں۔ دوسری آیت یہ ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ یعنی جب کہ خدا کا عذاب اونپر واقع ہو یا یہ کہ جس وقت کہ قریب بقیامت اونپر عذاب نازل ہو ہم اون کے لیے ایک دابہ کو زمین سے باہر نکالینگے جو کہ اون سے کلام کریگا بدرستیکہ ایسے تھے کہ ہماری آیتوں کا یقین نہ رکھتے تھے بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ اس دابہ سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں کہ قریب بقیامت ظاہر ہونگے حضرت موسے کا عصا اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی اون کے پاس ہوگی اوس عصا کو مرد مومن کی دونوں آنکھوں کے درمیان مارینگے اور نقش ہوجائیگا کہ یہ مومن ہے بحق و راستی اور اوس انگوٹھی کو کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان مارینگے اور نقش ہوجائیگا کہ یہ کافر ہے بحق و راستی اور عامہ نے بھی مثل ان حدیثوں کے اپنی کتابوں میں عمار اور ابن عباس سے روایت کی ہے صاحب کشاف نے روایت کی ہے کہ دابہ صفا سے باہر نکلیگا اور حضرت موسے کا عصا اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی اوس کے پاس ہوگی وہ عصا کو مرد مومن کے مقام سجود یا اوس کی دونوں آنکھوں کے درمیانماریگا وہاں ایک نقطہ سپید ظاہر ہوگا جو کہ اوس کے تمام منھ کو مثل ستارہ درخشاں کے روشن کردیگا یا یہ کہ اوسکی دونوں آنکھوں کے درمیان نقش ہوجائیگا کہ یہ مومن ہے اور انگوٹھی کو کافر کی ناک پر مارے گا اور وہ سیاہ ہوجاے گی اور اوس کے تمام منھ کو تیرہ و تاریک کردیگی یا یہ کہ اوسکی دونوں آنکھوں کے درمیان نقش ہوجائے گا کہ یہ کافر ہے اور اوس نے کہا کہ بعض قرات میں تکلمہم بغیر تشدید کے ہے یعنی اونکو مجروح کرتا ہے اور عامہ و خاصہ کی حدیثوں میں متواتر ہے کہ حضرت امیر اپنے خطبوں میں اکثر فرماتے تھے کہ میں ہوں صاحب عصا بہ سیم یعنی وہ چیز جس سے داغ کرتے ہیں اور عامہ نے ابوہریرہ و ابن عباس و اصبغ بن نباتہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ دابۃ الارض سے حضرت امیر المومنین مراد ہیں ابن ماہیار نے کتاب ما نزل من القرآن فی الائمہ میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا تھا کہ معاویہ نے

مجھسے مخاطب ہوکر کہا کہ تم گروہ شیعہ یہ گمان رکھتے ہو کہ دابۃ الارض حضرت علی ہیں میں نے جواب دیا کہ تنہا ہملوگ ایسا نہیں کہتے ہیں بلکہ یہود بھی ایساہی کہتے ہیں معاویہ نے یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم کو بلاکر پوچھا کہ تم اپنی کتابوں میں دابۃ الارض کا ذکر پاتے ہو۔ جواب دیا کہ ہاں ۔معاویہ نے پوچھا وہ کیا چیز ہے ۔جواب دیا کہ وہ ایک شخص ہے معاویہ نے پوچھا تو جانتا ہے کہ اوس کا نام کیا ہے جواب دیا کہ اِلّیا معویہ نے کہا کہ الیا کس قدر علی کے ساتھ قریب ہے تیسری آیت یہ ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ یعنی بدرستیکہ جس نے کہ تجھپر قرآن کو واجب کیا وہ ہر آئینہ تمکو معاد یعنی محل عود کی طرف پھیریگا بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ اس آیت سے حضرت رسول کا دنیا میں مراجعت فرمانا مراد ہے چوتھی آیت یہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ لَاِلَی اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ البتہ اگر تملوگ راہ خدا میں قتل کیے جاؤ یا مرجاؤ ہر آئینہ خدا کی طرف محشور رہوتے ہو بطریقہاے بسیار منقول ہے کہ یہ آیت رجعت میں ہے اور سبیل اللہ حضرت علی اور اون کی ذریت کی ولایت کی راہ ہے جو کوئی کہ اس آیت پر ایمان رکھتا ہو اوس کے لیئے ایک قتل ہونا اور مرنا ہے پس اگر وہ ان کی راہ میں حیات دنیا میں قتل ہوتا ہے انکی رجعت میں پھر آتا ہے کہ اپنی موت سے رحلت کرے اور اگر وہ مرجاتا ہے رجعت میں پھر آتا ہے کہ انکی راہ میں قتل ہو ۔ایضاً اس قول خدا کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ جو کوئی قتل ہوتا ہے اوسنے موت کا مزہ نہیں چکھا ہے اور ایام رجعت میں وہ ضرور پھر دنیا میں آئیگا کہ موت کا مزہ چکھے پانچویں آیت یہ ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ یعنی اوس وقت کو یاد کر جب کہ خدا نے پیغمبروں سے پیمان لیا کہ ہر آئینہ میں نے جو کچھ کتاب وحکمت سے تمکو عطا کیا ہے پس تمھاری طرف ایک پیغمبر آئیگا جو کہ تمھاری تصدیق کرنیوالا ہوگا البتہ تملوگ اوس پیغمبر پر ایمان لاؤ

اور اوس کی تائید کرو خدا نے کہا آیا تم نے اقرار کیا اور میرا وہ عہد و پیمان قبول کر لیا جواب دیا کہ
ہاں ہم نے اقرار کیا فرمایا بس ایک دوسرے پر گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ از جملہ گواہان ہوں۔ بہت سی معتبر
حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ یہ نصرت و تائید زمانہ رجعت میں ہوگی جیسا کہ سعد بن عبد اللہ نے
کتاب بصائر الدرجات میں حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرماتے تھے یعنی حضرت رسول
پر ایمان لائینگے اور زمانہ رجعت میں حضرت امیر المومنین کی مدد کرینگے پھر فرمایا بخدا سوگند
کہ حق تعالٰے نے جس پیغمبر کو کہ مبعوث کیا ہے یعنی حضرت آدم ع اور جتنے پیغمبر کہ ادن کے بعد
ہوئے ہیں ان سبھوں کو دنیا میں پھر لائینگے تاکہ حضرت امیر کے سامنے قتال و جہاد کریں شیخ حسن بن
سلیمان نے کتاب منتخب البصائر میں کتاب واحدہ سے حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت
امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ بدرستیکہ خداوند عالم واحد و یگانہ اور بے مثل و بے نظیر ہے وہ اپنی یکتائی
میں منفرد تھا اور کوئی شخص اوس کے ساتھ نہ تھا پس اوس نے ایک کلمہ کیساتھ تکلم کیا اور اوسکو
ایک نور کر دیا پھر اوس نور سے حضرت محمد کو پیدا کیا اور مجھکو اور میری ذریت کو بھی اوس نور سے
خلق فرمایا پھر دوسرے کلمہ کے ساتھ تکلم کیا اور اوس سے ایک روح پیدا ہوئی اوس روح کو
اوس نور میں اور اوس نور کو ہمارے اجسام میں ساکن کیا پس ہم خدا کی روح برگزیدہ اور وہ کلمات
خدا ہیں جسکو قرآن میں ذکر کیا ہے اور ہمارے سبب اپنی حجت خلق پر تمام کی ہے اور ہم تمام چیزوں کی
پیدا ہونے سے پہلے ایک سقف کے نیچے تھے جو کہ نور سبز کی تھی جب نہ آفتاب تھا نہ چاند نہ رات تھی
نہ دن اور نہ کوئی آنکھ جو نظر کرے۔ ہم خدا کی عبادت اور اوسکی تنزیہ و تقدیس و تسبیح کرتے تھے
اور یہ اس سے پہلے تھا کہ حق تعالٰے مخلوقات کو پیدا کرے بعد اس کے جب پیغمبروں کی روح کو پیدا کیا اور
اون سے عہد و پیمان لیا کہ ہم پر ایمان لائیں اور ہماری تائید کریں پھر حضرت نے یہی آیت پڑھی اور
فرمایا کہ یعنی حضرت محمد پر ایمان لاؤ اور اون کے وصی کی مدد کرو پس تمام پیغمبر اوس کی مدد
کرینگے بدرستیکہ حق تعالٰے نے مجھسے اور حضرت محمد سے عہد و پیمان لیا کہ ہم دونوں ایک دوسرے
کی مدد کریں بتحقیق کہ مینے حضرت محمد کی مدد کی اور آنحضرت کے سامنے جہاد کیا اور آنحضرت کے
دشمنوں کو قتل کر کے خدا کا وہ عہد و پیمان وفا کیا جو کہ اوس نے حضرت محمد کی نصرت و تائید
میں مجھسے لیا تھا مگر ابھی تک خدا کے رسولوں اور پیغمبروں میں سے کسی نے میری مدد نہیں کی ہے

اور زمانہ رجعت میں میری مدد کرینگے اوس وقت تمام زمین مابین مشرق و مغرب کے میرے لئے ہوگی
اور البتہ حضرت آدم سے حضرت خاتم تک سب جتنے رسول و پیغمبر کہ ہوئے ہیں اون سبھوں کو حق تعالےٰ
مبعوث کریگا اور وہ سب میرے سامنے جن و انس کے زندوں اور مردوں پر جو کہ زندہ ہونگے تلوار سے
ماریںگے اور کس قدر عجیب ہے اور کیونکر تعجب نہ کروں اون مردوں سے جنکو حق تعالےٰ زندہ کریگا او
وہ گروہ گروہ لبیک کہتے ہوئے قبروں سے باہر نکلینگے اور آواز بلند کرینگے کہ لبیک لبیک
یا داعی اللہ پھر کوفہ کے بازاروں میں راہ چلینگے درحالیکہ ننگی تلواریں اپنے کاندھوں پر رکھے
ہونگے اور جباران اولین و آخرین کے جباروں اور کافروں اور اونکے پیروؤں کے سروں پر
مارینگے تا اینکہ حق تعالےٰ وہ وعدہ وفا کرے جو کہ قرآن میں اوس نے فرمایا ہے کہ وعد اللہ الذین
امنوا منکم تا آخر آیہ یعنی جو لوگ کہ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور عملہائے شایستہ کیے ہیں حق تعالیٰ
نے اون سے وعدہ فرمایا ہے کہ البتہ اونکو زمین پر خلیفہ قرار دے جیسا کہ اون لوگوں کو خلیفہ قرار دیا تھا جو کہ
اون سے پہلے تھے البتہ اونکے لیے اوس دین کو متمکن کریگا جسکو کہ ان کے لیے پسند کیا ہے اور انکے
لیے ان کے خوف کے بعد امنی کو بدل دیگا کہ میری عبادت کریں اور کسی چیز کو میرا شریک قرار نہ
دیں حضرت نے فرمایا یعنی میری عبادت کریں درحالیکہ امین ہوں اور میرے بندوں میں سے
کسی بندہ سے نہ ڈریں اور کسی سے تقیہ کرنیکے محتاج نہ ہوں بدرستیکہ میرے لیئے ایک پھر ایک بعد
پھرنے کے اور ایک رجعت بعد رجعت کے ہوگی اور میں بہت سی رجعتوں اور پھر آنیکا صاحب
ہوں حملوں کا اور بہت سے انتقام لینے اور عجیب و غریب دولتوں کا صاحب و مالک ہوں میں مثل شاخ
آہن کے ہوں میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول کا بھائی ہوں میں خدا کا امین اور علم خدا کا
خزانہ دار اور راہ خدا کا صندوق اور حجاب خدا اور وجہ خدا ہوں کہ میرے ہاتھ سے خدا کیطرف
متوجہ ہونا چاہیئے میں صراط خدا اور میزان خدا ہوں میں لوگوں کو خدا کی طرف جمع کرنیوالا ہوں
میں خدا کے اسمائے حسنی اور امثال علیا اور آیات کبرے ہیں میں بہشت و دوزخ کا تقسیم کرنیوالا
ہوں اور اہل بہشت کو بہشت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں ساکن کرتا ہوں سو اہل بہشت کا
تزویج کرنا مجھسے متعلق ہے اور اہل دوزخ کا عذاب میرے اختیار میں ہے۔ خلائق کی بازگشت
میری طرف ہے اور خلائق کا حساب مجھسے متعلق ہے میں ہوں اعراف میں ہوں اذان دینے والا میں ہی ہوں حجت

قرص آفتاب کے پاس ظاہر ہونگا میں ہوں دابۃ الارض میں ہوں صاحب اعراف کہ مومن و کافر
کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہوں میں ہوں مومنوں کا امیر متقیوں کا بادشاہ سابقوں کی آیت کلام کرنیوالی
کی زبان آخر اوصیا بواسطہ انبیا۔ وارث پیغمبران خلیفہ خدا صراط مستقیم خدا۔ روز جزا کا ترازوے
عدالت۔ خدا کی حجت آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والوں پر اور اون سبھوں پر جو کہ اون دونوں کے
درمیان ہیں میں وہ ہوں جس کے سبب ابتدائے خلقت میں حق تعالے نے تم پر حجت تمام کی ہے
میں روز جزا میں خلایق کا گواہ ہوں۔ میں وہ ہوں کہ میرے پاس بلاؤں کا اور لوگوں کی مرگ کا علم اور
خلایق کے درمیان حکم جاری کرنا اور فرقان ہے یعنی حق کا باطل سے جدا کرنیوالا میں لوگوں کی
نسبوں کو جانتا ہوں اور آیات و معجزات اور پیغمبروں کی کتابیں مجھے سپرد کی ہیں میں صاحب عصا
و ملکیسم ہوں میں وہ ہوں کہ خدا نے ابروں اور رعدوں اور برقوں اور تاریکی اور روشنائی
اور ہوا اور پہاڑوں و دریاؤں اور ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کو میرا مسخر کیا ہے میں اس
امت کا فاروق اور اس امت کا ہادی ہوں میں وہ ہوں کہ ہر چیز کے عدد کو جانتا ہوں بسبب
اوس علم کے جو کہ خدا نے میرے سپرد کیا ہے اور بسبب اون رازوں کے جنکی وحی خدا نے اپنے پیغمبر
پر نازل فرمائی اور آنحضرت نے وہ راز ہائے پنہاں مجھ سے ارشاد کیے میں وہ ہوں کہ خدا نے اپنا نام
مجھے بخشا ہے اور اپنا کلمہ اور اپنی حکمت اور اپنا علم مجھے عطا فرمایا ہے ایہا الناس مجھسے سوال کرو
قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ خداوندا میں تجھکو گواہ قرار دیتا ہوں اور تجھسے طلب کرتا ہوں کہ مجھکو اون
لوگوں پر یاری و نصرت عطا فرما لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم چھٹی آیت یہ ہے حق تعالے
فرماتا ہے ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون
یعنی ہم اونکو ایک عذاب نزدیکتر یا پست تر عذاب بزرگ سے چکھاوینگے شاید کہ وہ لوگ پھر جاویں
حضرت امام جعفر صادق ع نے فرمایا ہے کہ عذاب نزدیک تر عذاب رجعت ہے کہ تلوار کے ساتھ
اونپر عذاب کرینگے اور عذاب بزرگتر قیامت کا عذاب ہے اور پھر جانیسے مراد رجعت میں زندہ ہونا ہے
ساتویں آیت یہ ہے حق تعالے فرماتا ہے ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین یعنی اے
پروردگار تونے ہمکو دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ایک زندہ کرنا
رجعت میں ہے اور دوسرا زندہ کرنا قیامت میں اور ایک مرنا دنیا میں اور دوسرا رجعت میں

آٹھویں آیت یہ ہے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم
الاشھاد یعنی ہم البتہ اپنے رسولوں وا اونلوگوں کی جو کہ ایمان لائے ہیں یاری کرتے
ہیں زندگانی دنیا میں اور جس دن کہ گواہ گواہی کیلیے استادہ ہونگے فرمایا کہ دنیا کی یاری رجعت
میں ہے کیا تو نہیں جانتا کہ دنیا میں بہت سے پیغمبر ونکی یاری نہیں کیگئی اور وہ قتل ہوئے پس ہم
یاری ونا بعد رجعت میں ہوگی جن آیتوں کی تاویل و تفسیر کہ رجعت کیساتھ ہوئی ہے وہ بہت ہیں مگر ہمنے
اس رسالہ میں اسی پر اکتفا کی اور بعض آیتیں حدیثوں کے ضمن میں انشاء اللہ تعالےٰ مذکور ہونگی سعد بن
عبداللہ نے بصائر میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شیطان لعین نے حق تعالےٰ سے
سوال کیا کہ قیامت تک یعنی جبکہ تمام لوگ زندہ ہونگے اوسکو مہلت عطا کرے حق تعالیٰ نے
اس امر سے انکار کیا اور فرمایا کہ میں نے روز وقت معلوم تک تجھکو مہلت دی جب وہ دن آئے گا
شیطان لعین اپنے تمام تابعین کے ساتھ ظاہر ہوگا یعنی روز خلقت آدم سے اوس روز تک جسقدر
کہ ہونگے پس حضرت امیر المومنین دنیا میں پھر آئینگے اور حضرت کا آخری پھر آنا ہے راوی نے
پوچھا کیا حضرت امیرؑ کیلیے کئی رجعتیں ہونگی فرمایا ہاں۔ اور جو امام کہ جس قرن میں ہا ہو
اوس کے زمانہ کے نیک کردار اور بدکردار پھر دنیا میں آتے ہیں کہ حق تعالےٰ مومنونکو کافروں پر
غالب کرے اور مومنین اپنا انتقام اونسے لیں پس جب وہ دن آئیگا حضرت امیر المومنین اپنے
اصحاب کیساتھ دنیا میں پھر آئینگے اور شیطان بھی اپنے اصحاب کے ساتھ آئیگا ان دونوں کا
مقابلہ کوفہ کے قریب فرات کے کنارے واقع ہوگا اور ایسی لڑائی ہوگی جس کی مثل کبھی لڑائی
نہ ہوئی ہوگی گویا کہ میں حضرت امیر کے اصحاب کو دیکھ رہا ہوں کہ پیٹھ کے پیچھے سو قدم پر پھر جائینگے
اور بعضوں کے قدم آب فرات میں داخل ہونگے اس وقت ایک ابر آسمان سے نیچے اتریگا
جو کہ فرشتوں سے بھرا ہوگا اور حضرت رسو لخدا ایک حربہ نور کا ہاتھ میں لیکر اوس ابر کے آگے
تشریف لائینگے جب شیطان کی نظر حضرت رسول پر پڑے گی پیچھے پھریگا اوسکے اصحاب اوس سے
کہینگے اب کہ تو نے ظفر پائی ہے کہاں جاتا ہے وہ کہیگا کہ میں اوس چیز کو دیکھتا ہوں جس کو
تم نہیں دیکھ سکتے ہو میں پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں پس حضرت رسول اوس کے پاس پہنچینگے
اور اوسکے دونوں شانوں کے درمیان حربہ بارینگے جس کے سبب وہ اور اوسکے تمام اصحاب

ہلاک ہو جائینگے بعد اسکے تمام لوگ خدا کی یگانگی کی پرستش کرینگے اور کسی چیز کو خدا کا شریک قرار نہ دینگے پھر
حضرت امیر المومنین ۴۴ ہزار سال بادشاہی کرینگے تا اینکہ حضرت کے شیعوں میں سے ایک شخص کے صلب سے
ہزار فرزند پیدا ہونگے یعنی ہر سال ایک فرزند ہیں اوس وقت دو باغ سبز و شاداب جن کا ذکر خدا نے
سورۃ الرحمن میں کیا ہے مسجد کوفہ کے دونوں طرف ظاہر ہونگے ایضاً آنحضرت سے روایت کی ہی
کہ قیامت سی پہلے رجعت میں خلایق کا حساب حضرت امام حسینؑ سی متعلق ہوگا اور بسند بلاے بسیا حضرت امام
محمد باقرؑ سے روایت کی ہی کہ سب سے پہلے جو کہ رجعت میں پھر آیگا وہ حضرت امام حسینؑ ہونگے اور اس قدر
مدت دراز تک بادشاہی کرینگے کہ بسبب پیری کے آپ کے ابرو کے بال آپ کی آنکھوں تک آجائینگے حضرت
امام موسی کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ زمانہ رجعت میں مومنوں کی روحیں اپنے دشمنوں کی روحوں کی شناخت کر
کی طرف پھر آئینگی کہ اپنا اور انتقام اون سے لیں۔ جس نے کہ اونپر شکنجہ اور عذاب کیا ہو اوس سے
انتقام لیں اور اگر کسی نے اونکو غیظ و غضب میں لایا ہو اوسکو غیظ و غضب میں لائیں اور اگر کسی
نے اونکو قتل کیا ہو اوسکو قصاص میں قتل کریں پھر اپنے دشمنوں کے ہلاک ہونیکے بعد تیس مہینے
زندہ رہینگے بعد اس کے وہ سب ایک رات میں مرجائینگے اور نعیم بہشت کی طرف مراجعت کریں گے
اور اون کے دشمن بدترین عذابہاے جہنم کی طرف پھرینگے ایضاً روایت کی ہی کہ لوگوں نے حضرت
امام جعفر صادقؑ سے اس قول خدا کی تفسیر پوچھی وجعلکم انبیاء وجعلکم ملوکا یعنی اور
تمکو پیغمبر قرار دیا اور تمکو بادشاہ قرار دیا۔ فرمایا کہ پیغمبروں سے حضرت رسول و ابراہیم و اسمعیل اور انکی
ذریت مراد ہیں اور بادشاہوں سے ائمہ راوی نے پوچھا کہ آپ کو کون سی بادشاہی دی ہے۔ فرمایا
بادشاہی بہشت اور بادشاہی رجعت۔ علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں شہر بن جوشب سے روایت کی ہی
وہ کہتا تھا کہ حجاج نے مجھ سے کہا کہ قرآن میں ایک آیت ہی جس کی تفسیر نے مجھے عاجز کیا ہی اور میں
اوسکو نہیں سمجھتا وہ آیت یہ ہے وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ یعنی اہل کتاب
سے کوئی شخص نہیں ہی مگر یہ کہ البتہ حضرت عیسی پر اپنے مرنے سی پہلے ایمان لاے ہیں بیشک ہو گمنا کہ
میں حکم دیتا ہوں کہ یہود و نصارے کی گردن ماریں اور دیکھتا ہوں کہ اوسکے مرنے تک اوکے لبوں کو
حرکت نہیں ہوتی۔ میں نے کہا اے امیر یہ مراد نہیں ہے کہ جو تونے سمجھا ہی کہا پھر اسکے کیا معنی ہیں
میں نے جواب دیا کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسی آسمان سے زمین پر آئینگے اوس وقت کوئی یہودی

وغیرہ باقی نہ رہیگا مگر یہ کہ حضرت عیسی پر حضرت عیسی کی رحلت کرنیسے پہلے ایمان لائیگا اور حضرت عیسی
حضرت مہدی کے پیچھے نماز پڑھینگے حجاج نے کہا تجہیر والے ہو تو نے یہ کہاں سے سیکھا ہے اور کس سے سنا ہے
اوس نے جواب دیا کہ حضرت امام محمد باقر سے سنا ہے اوس نے کہا بخدا سوگند کہ تو نے یہ چشمہ صافی سے
حاصل کیا ہے ایضاً اونسے اور دوسروں نے بھی اس قول خدا کی تاویل میں روایت کی ہے بل کذبوا
بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ یعنی بلکہ اونکی تکذیب کرتے ہیں جن کے علم کا احاطہ نہیں
کیا ہے اور ابھی تک اون کی تاویل اونلوگوں تک نہیں پہونچی ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ آیت زمان
رجعت اور اوسکی امثال کے بارہ میں ہے کہ ابھی اوسکا وقت نہیں آیا ہے اور وہ لوگ اوسکی تکذیب کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ واقع نہ ہوگا اور بسند معتبر دیگر روایت کی ہے کہ رجعت میں دشمنان اہلبیت کی خوراک
عذرہ انسان ہوگی جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکاً ایضاً علی ابراہیم نے حضرت
امام جعفر صادق و امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جس قوم کو کہ حق تعالی نے عذاب سے ہلاک کیا ہے
وہ لوگ رجعت میں نہ پھرینگے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون
احادیث معتبرہ میں اس آیت کی تاویل میں وارد ہوا ہے و نرید ان نمُنَّ علی الذین استضعفوا
فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان و
جنودھما منھم ما کانوا یحذرون کہ یہ ایک مثل ہے کہ خدا نے اہلبیت رسالت کیلیے بیان فرمائی
ہے کہ آنحضرت کی تسلی کا باعث ہو کیونکہ فرعون وہامان و قارون نے بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کیا اور
اونکی اولاد کو قتل کرتے تھے اور اس امت میں اونکے شبیہ و نظیر فلان فلان فلان اور اون کے
تابعین تھے کہ اہلبیت رسول خدا صلعم کے قتل و قمع میں سعی و کوشش کرتے تھے پس حق تعالی نے اپنے پیغمبر
سے وعدہ فرمایا ہے کہ جسطرح میں نے حضرت موسی کی ولادت مخفی رکھی اور اونکو فرعون
سے غائب کرکے پھر اونکو ظاہر کیا اور فرعون پر اور اوسکے تابعین پر غالب کردیا اور ان سبھوں کو
موسی کے ہاتھ سے ہلاک کیا اسی طرح حضرت قائم کی ولادت کو مخفی رکھونگا اور اون کے
زمانہ کو فرعونوں سے اونکو مخفی و پنہاں رکھکر زمانہ رجعت میں انکو اون کے دشمنوں پر غالب
کرونگا کہ اپنا انتقام اونسے لیں پس ان آیتوں کی تاویل اسطرح ہے کہ اور ہم چاہتے ہیں کہ
اون لوگوں پر منت رکھیں جنکو کہ زمین پر ضعیف کردیا ہے یعنی اہلبیت رسالت اور ہم انکو ائمہ قرار دیں

اور ہم اونکو زمین کا وارث قرار دیں کہ تمام روئے زمین کی بادشاہی اونکی ہو مسلم و مقرر ہو اونکو زمین پر اونکو تمکن و اقتدار عطا کریں کہ وہ باطل کو زائل اور حق کو ظاہر کریں اور ہم فرعون ہامان یعنی ابو بکر و عمر کو اور اون کے لشکر کو دکھائیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہ آل محمد کا حق غصب کیا ہے منہم یعنی آل محمد سے وہ چیزیں جن سے کہ وہ لوگ حذر کرتے تھے یعنی قتل و عذاب۔

یہانتک تو حق الیقین کی مختصر عبارت تھی جس سے رجعت کا ثبوت ظاہر ہے اب منشی صاحب کے فقرات کا جواب سنیے کیونکہ آخر زمانہ میں رن پڑنے کا حال تو آپکو مولوی صدیق حسن خانصاحب کے کلام سے معلوم ہو چکا و ظاہر آن در بیان وقائع اہل حشر است نہ حوادث دنیا صفحہ ۱۱ رسالہ ہذا۔

جس سے ظاہر ہے کہ مراد وہی زمانہ قرب قیامت ہے جو حضرت کے ظہور کا زمانہ ہے پھر معرکہ کربلا و صفین کا گرم ہونے سے آپ کو کیوں تعجب ہوتا ہے اور جب اس قدر آیات و احادیث سے رجعت کا ثبوت موجود ہے تو اب کیونکر اوس سے انکار کر سکتے ہیں اور نہ معلوم محض رجعت سے کون شخص اسکا مدعی ہے کہ حضرت کی حیات اور بقا ثابت ہے کیونکہ رجعت تو اور ائمہ کو بھی ہوگی حضرت کا صاحب العصر والزمان کا وجود اور بقا تو آیات قرآن اور اون احادیث رسول اللہ سے مکرر ثابت کر دیا گیا جس سے آپکو انکار نہیں ہو سکتا۔

رہا آپکا یہ فرمانا کہ غیبت رجعت ہرگز عقائد مذہب اسلام سے نہیں ہے تو یہ مسئلہ کونسا مسئلہ عقائد اسلام سے ہے کیونکہ جب آپ نے خاتم النبیین کے ختم نبوت سے انکار کر دیا تو پھر اب مسلمان کہاں رہے جو آپ کو معلوم ہو یہ عقائد اسلام سے ہے کیونکہ جب متعدد آیات قرآنی سے رجعت کا وجود ثابت ہے تو اوسکا منکر بجز خارج از اسلام کون ہو سکتا ہے۔

ناسخ التواریخ کو آپ کتاب شیعہ سمجھے ہیں یہ بھی غلطی ہے کیونکہ وہ تو تاریخ طبری و تاریخ کامل وغیرہ کا ترجمہ ہے چونکہ اون لوگوں نے اسی طرح لکھا تھا لہذا اونھوں نے بھی اوسکا ترجمہ کر دیا دیکھو تاریخ طبری صفحہ ۹۸ ج ۳۔

حتی اتی مصر فاعتمر فیہم فقال لہم مما یقول العجب ممن یزعم ان عیسی یرجع ویکذب بان محمدا یرجع وقد قال اللہ عز وجل ان الذی فرض علیک القران لرادک

الی معاد فہمہ احق بالرجوع من عیسیٰ قال فقبل ذلک منہ ووضع لہم الرجعۃ فتکلموا فیہا۔

یعنی عبد اللہ بن سبا اسلام لایا عثمان نے اوسکو ہر جگہ سے نکلوایا جب وہ مصر میں آیا تو اوسنے اس رائے کو ظاہر کیا کہ حضرت عیسیٰ کو تو رجعت ہوگی حالانکہ محمد زیادہ مستحق ہیں اسکی ساتھ یہ عقیدہ اسکا قبول کر لیا گیا اور کلمہ رجعت نے رواج پایا۔

پھر تعجب ہے کہ منشی صاحب ناسخ التواریخ کو شیعہ کی کتاب کیونکر قرار دیسکتے ہیں حالانکہ وہ تو سرجمہ ہے تاریخ طبری وغیرہ کتب اہلسنت کا۔

رہا یہ کہ آپ لکھتے ہیں "علامہ مجلسی لکھتے ہیں خیلے از شیعیان شما ہستند کہ قائل نیستند" تو افسوس یہ کہ وہ عبارت اس بحث میں نہیں ملی حالانکہ اگر ہو تو بھی اس سے کیا ہوتا ہے کیونکہ بنای مذہب شیعہ قرآن واحادیث پر ہے نہ کسی کے رائے پر کیونکہ حضرت عمر نے جو بمقابلہ حکم رسول انی تارک فیکم الثقلین نعرہ حسبنا کتاب اللہ بلند کیا اوس سے کمتر لوگ خالی رہے اور یہی وجہ ہے اس قدر اختلافات کا۔

ہاں مرزا یونکا استدلال عدم امکان رجعت پر زیادہ تر آیہ حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون سے ہے کہ جن قریونکو ہمنے تباہ کر دیا اونپر پھر واپس آنا حرام ہے حالانکہ اگر غور کرتے تو یہی آیہ دلالت رجعت کے لئے کافی ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ہلاک نہیں کیے گئے وہ ضرور رجعت کرینگے چنانچہ آیہ ویوم نحشر من کل امۃ فوجا ممن یکذب بآیاتنا میں اس کی تصریح ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے ہر امت سے ایک گروہ کو مبعوث کرینگے جنھوں نے آیتوں کی تکذیب کی ہے جو ظاہر ہے کہ قیامت سے متعلق نہیں کیونکہ قیامت کے متعلق تو حکم خداوندی ہے فلم نغادر منھم احدا کہ اون میں سے کسیکو نہ چھوڑینگے کہ زندہ نہ کریں تو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ ہر امت سے ایک فوج کا زندہ کرنا متعلق بزمانہ رجعت ہے۔

قولہ دوم۔ کتب شیعہ میں ایک نہایت معتبر و متواتر حدیث ہے عن النبی اذ قال کلما کان فی الامم السالفۃ یکون فی ھذہ الامۃ مثلہ حذو النعل بالنعل والقذۃ بالقذۃ

جسکا ماحصل یہ ہے کہ فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو جو کچھ سابقہ امتوں میں
ہو چکا ہے بعینہ اس امت میں بھی ہو کر رہیگا دیکھو اکمال الدین صفحہ ۲۹۳

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر امم سابقہ میں کونسا امام بلکہ پیغمبر ہی سہی ہو گذرا ہے
جسکے حالات مطابق ہوں بحالات امام غائب ہو مثلاً غیبت صغرےٰ و غیبت کبرےٰ وغیرہ جبتک
ایسی کوئی نظیر سابقہ امتوں میں نہ ملے امام غائب کی ولادت سے لیکر تا ظہور بزمانہ رجعت
تک سب حالات قابل تسلیم نہونگے۔

کسی خاص شخص کو تو شیعہ پیش نہیں کرسکتے جو مطابق مفاد حدیث طابق النعل
بالنعل من کل الوجوہ امام غائب کا نظیر ہو لیکن اسمیں شک نہیں کہ مختلف حالات کو
مختلف اشخاص سے مشابہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے مثلاً طول العمر میں حضرت نوح علیہ السلام
کو دخل کیا ہے وفی الخبر الذی اسند تمنی هذا الکتاب ان فی القائم سنتہ من نوح اکمال الدین ص ۲۹۳
اس میں شک نہیں کہ حضرت نوح کی عمر قرآن مجید کی ظاہر آیت سے ۹۵۰ ثابت ہے لیکن امام غائب
کی عمر تو اسوقت ۱۰۷۸ برس ہو چکی ہے مشابہت طابق النعل بالنعل کیسے ہوئی۔

پھر نوح کی نسبت تو قرآن شاہد ہے امام غائب کی عمر کا کون شاہد ہے نوح کی نسبت قرآن
میں لکھا ہے ولقد ارسلنا نوحا الی قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین یعنی وہ ۹۵۰
ہزار برس اپنی قوم کے درمیان رہے اور دوسری جگہ نوح علیہ السلام سے حکایتاً آیا ہے دعوت
قومی لیلا و نهارا یعنی رات دن اپنے قوم کو دعوت کی لیکن امام غائب ہو نہ قوم واقف ہے
نہ وہ خود اپنی قوم میں اقامت رکھتے ہیں نہ دعوت فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ غرض ثابت ہوا کہ
اسوقت نوح کی نسبت امام غائب کے حالات پر کسی طرح منطبق نہیں فہو المراد۔

پھر اصول کافی میں ایک حدیث امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو اوصیا کرام ہیں وہ مطابق ہیں اور مشابہ ہیں اوصیاے
عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت علی علیہ السلام مسیح کی سنت پر ہیں حدیث مشابہت نوح جسکا
اشارہ ابن بابویہ نے کیا ہے خدا جانے اسکی اصل کہانتک درست ہے لیکن جو حدیث مشابہت
اوصیاے عیسیٰ ہے وہ نہایت صاف و واضح ہے والاوصیاء الذین من بعد محمد علی سنة

اوصیاء عیسیٰ وکانوا اثنی عشر وکان امیر المومنین علیہ سنۃ المسیح اصول کافی
کتاب الحجۃ باب ماجاء فی الاثنی عشر صفحہ ۳۴۴ نظر برایں اصل بحکم امام غائب کا مثیل پیغمبران
ازمنہ قدیم مثل نوح والیاس و خضر وغیرہم میں سے منتخب کرنا بیہودہ ہے بلکہ قریب زمانہ گذشتہ
میں اوصیائے عیسیٰ (حواریین) میں سے تلاش کرنا چاہیے لیکن امید نہیں کہ اس میں بھی
کامیابی ہو پس جب زمانہ سلف قدیم و قریب میں امام غائب کی کوئی مثال ہی نہیں تو ثابت
ہوا کہ امام غائب کے حالات ہی غلط ہیں۔

اقول افسوس کہ آپکو ہوس دل آزاری شیعہ نے اس حد پر پہونچا دیا کہ آپکو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا
کہ یہ حدیث صرف شیعوں کے یہاں ہے یا اہلسنت کے یہاں بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہی
کیونکہ اگر یہ حدیث اہلسنت ہوئی تو جو اعتراض اسپر ہوگا یا اسکے ذریعہ سے وہ سب مشترک
ہوگا اگر آپ مسلمان ہیں تو اسکے دفعیہ کی فکر کریں گے دیکھیے کتاب مجمع بحار الانوار جو
جو لغت احادیث اہلسنت کے یہاں نہایت مستند جامع اور مشہور کتاب ہے۔
مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۴۲ جلد ۲

لترکبن سنن من قبلکم حذو القذۃ بالقذۃ ای کما یقدر کل واحد منہما علی
قدر صاحبہا ویقطع۔ یضرب مثلاً للشیئین یستویان مسلمانو! تملوگ گذشتہ
امتونکی پوری چال اسطرح اختیار کروگے جسطرح ایک پر تیر دوسرے پر تیر کے برابر بغیر کسی
فرق کے بنایا جاتا ہے صاحب مجمع کہتے ہیں کہ یہ ضرب المثل ایسے موقع پر استعمال کیجاتی ہے
جہاں دو چیزوں میں کامل مشابہت کا بیان کرنا مقصود ہو تیسری اسی کتاب کے جلد اول
۲۴۳ میں ہے لترکبن سنن من قبلکم حذو النعل بالنعل ای تعملون مثل اعمالہم
کما تقطع احدی النعلین علی قدر النعل الاخری مسلمانو! تملوگ گذشتہ امتونکی
پوری چال اسطرح اختیار کروگے جسطرح ایک پیر کا جوتہ دوسرے پیر کے جوتہ کے برابر
بغیر کسی قسم کے فرق کے بنایا جاتا ہے غرض اون امتوں کے افعال اور تمہارے افعال
میں کوئی فرق نہیں باقی رہیگا اور چوتھی اسی کتاب کی جلد ۲ صفحہ ۴۴۱ میں ہے لتتبعن
سنن من قبلکم الیہود مسلمانو! تملوگ اپنے قبل کی امت یہود کی چال پوری طرح

اختیار کر لو گے!!! اور پانچویں حدیث کتاب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۲ مطبوعہ حیدرآباد دکن
میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لتتبعن سنن الذی من قبلکم شبراً بشبر
وذراعاً بذراع حتی لو سلکوا جحر ضب لسلکتموہ قالوا الیہود والنصاریٰ قال
فمن؟ مسلمانو! تملوگ گذشتہ امتونکی چال اختیار کرکے اسطرح اون کے برابر ہو جاؤگے
جسطرح ایک بالشت کے برابر دوسرا بالشت اور ایک ہاتھ کے برابر دوسرا ہاتھ ہوتا ہے۔
یہانتک کہ اگر وہ لوگ سوسماروں کے سوراخ تک میں داخل ہونگے تو تملوگ اوس تک میں
بھی گھس جاؤگے یہ سنکر صحابہ نے عرض کی "کیا گذشتہ امتونسے آپکی مراد یہود و نصاریٰ
ہیں؟" حضرت نے فرمایا "پھر اور کون" اور چھٹی حدیث اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے
لترکبن سنن من قبلکم شبراً بشبر وذراعاً بذراع حتی لو ان احدھم دخل
جحر ضب لدخلتم وحتی لو ان احدھم جامع امرأتہ فی الطریق لفعلتموہ مسلمانو!
تملوگ گذشتہ امتونکی پوری چال اختیار کرکے اسطرح اونکے برابر ہو جاؤگے جسطرح
ایک بالشت کے برابر دوسرا بالشت اور ایک ہاتھ کے برابر دوسرا ہاتھ ہوتا ہے یہانتک کہ
اگر اون میں سے کوئی شخص سوسمار کے سوراخ تک میں داخل ہوا ہوگا تو تملوگ بھی اوس میں
گھس جاؤگے بلکہ اگر اون میں سے کسی شخص نے شاہراہ پر اپنی عورت سے جماع کیا ہوگا تو
تملوگ بھی ایسا ہی کروگے اور ساتویں حدیث اسی جلد کے صفحہ ۱۲۳ میں ہے کہ انتم اشبہ
الامم ببنی اسرائیل لترکبن طریقھم حذو القذۃ بالقذۃ حتی لا یکون
فیھم شیئی الا کان فیکم مثلہ حتی ان القوم لتمر علیھم المرأۃ فیقوم الیھا بعضھم
فیجامعھا ثم یرجع الی اصحابہ ویضحک الیھم ویضحکون الیہ مسلمانو! تم لوگ
یہودیوں سے بیحد مشابہ ہو تم اون لوگونکی چال اختیار کرکے اسطرح اونکے مشابہ ہو جاؤ
جسطرح ایک تیر دوسرے تیر کے برابر ہوتا ہے یہانتک کہ اون میں کوئی فعل بھی
ایسا نہ نکلیگا جسکو تملوگ بھی نہ کروگے حتی کہ اگر اون کے مجمع سے کوئی عورت گذریگی
اور اوسکو دیکھکر اون یہودیوں سے کوئی شخص اوسکے پیچھے جائیگا اور جماع کرکے اپنے
مجمع میں واپس جائیگا اور وہ لوگ اوس شخص پر اور وہ شخص اون لوگونپر مضحکہ کریگا

توتملوگ بھی ایسے افعال کے اسی طرح مرتکب ہوگے غرض اسی قسم کی صدہا احادیث مختلف کتابوں میں موجود ہیں جنکا احصا نہایت دشوار ہے

ان روایات سے تو اس حدیث کی صحت اور شہرت خود اہلسنت کے یہاں بخوبی ثابت ہوئی اب فرمایئے کہ جس اصول پر آپ نے سوال کیا ہے اگر کوئی پوچھے کہ بتایئے وہ کونسا امام یا نبی گذرا ہے جسپر یہ حالات گذری ہیں جو رسول اللہ پر گذری - جسنے تیرہ برس مکہ میں قیام کیا ہو اور دس برس مدینہ میں وسے جنگ بدر و احد و خیبر و خندق کو فتح کیا اور بوقت وفات وہ اسطرح نرغہ مخالفین میں تھا کہ آپ کہتے ہیں قلم دوات لاؤ ایسا وصیت نامہ لکھدیں کہ پھر گمراہ نہو اور ایک صحابی جو بعد کو خلیفہ بنا وہ کہتا ہے ان الرجل لیھجر کہ یہ مرد ہذیان بکتا ہے معاذ اللہ اور پھر آپکا وصی منصوص معطل کیا جاتا ہے اور تین آدمی بنی تیم - عدی بنی امیہ سے خلیفہ ہوتے ہیں اور اوسکے بعد اصلی وصی کو خلافت ملتی ہے اور رسول کی بی بی رسول کے سالیاں اوس سے لڑنے لگتے ہیں اور انتقال وصی کے بعد نواسہ رسول خلیفہ ہوتا ہے اور وہ صلح پر مجبور کیا جاتا ہے - دوسرا نواسہ اس بیکسی سے میدان کربلا میں شہید کیا جاتا ہے پھر خاندان رسول ہمیشہ کیلئے زہر سے یا تلوار سے شہید کیا جاتا ہے

ایسا رسول تو آپ دنیا میں کسی مذہب میں بھی نہ پائیگا جو رسول اللہ کے مشابہ گذرا ہو - تو یا حدیث کو غلط کہیگا یا اوسکے اصل مطلب کو سمجھے گا کہ مقصود کیا ہے کیونکہ یہ بھی قدرت خدا ہے جسنے نہ ایک سی صورت دو آدمیونکی پیدا کی نہ ایک سی آواز بلکہ کہیں مطابقت کلیہ مقصود ہی کہیں مشابہت اعمال حسنہ و دیگر امور -

اگر آپ رسول اللہ کو اس حدیث سے بھی خارج کریں تب بھی جو آپکو مطلوب ہے صحابۂ رسول اور امم سابقہ میں نہیں ملتی کیونکہ نہ کسی امت میں خلافت پنچائتی سے ہوئی اور نہ ایسے خلفا کسی امت میں ہوئے تو کیا اس سے حدیث رسول غلط ہو جائیگی - نہیں حضرت کا مقصود اس سے یہ ہے کہ اصول میں فروع میں اخلاق میں عادات میں اسطرح کا تطابق ہوگا کہ پھر کسیکو شبہہ نہ رہیگا نہ یہ کہ اگر اس امت میں خاتم الانبیا ہوئے تو اور امت میں بھی اس امت میں علی امیر المومنین ہوئے تو اور امت میں بھی -

دیکھئے حضرت نے فرمایا غیر انی لا ادری العبدون العجل ام لا کہ نہیں معلوم تم گوسالہ پرستی کروگے یا نہیں وہی کے مطابق واقع ہوا کیونکہ اگر حقیقی گوسالہ پرستی مراد لیجائے تو نہیں ہوئی اور اگر باطنی گوسالہ پرستی مقصود ہو تو ہوئی کیونکہ خلیفہ اول اگر گوسالہ نہ تھے تو کیا تھے خلیفہ دوم سامری نہ تھے تو کیا تھے اسلئے حضرت نے لا ادری فرمایا۔

ماں کے ساتھ زنا کرنیکو چونکہ حضرت نے بتصریح فرمایا کہ اگر کوئی امت سابقہ میں مرتکب زنا ماں کیساتھ ہوا تو اس امت میں بھی ضرور ہوگا اس کیلئے ہارون رشید کی وہ حرکت خیال کیجیے جو ابو یوسف کے فتوے سے اپنی باپ کے مزحولہ پر متصرف ہوا پھر یزید و ولید بن یزید وغیرہ خلفائے جور کے اعمال کو دیکھیے ان سب کو چھوڑ کر خود امام اعظم کا فتوی دیکھیے کہ اگر محرمات قسم عینیہ کے ساتھ صیغہ نکاح جاری کرکے اس کام کا مرتکب ہو تو اوسپر حد نہیں آتی آخر اس کا مطلب کیا ہے؟ جواز ا۔

پہلے آپ اپنے خلیفہ یزید کا خلیفہ برحق ہونا دیکھیے تاریخ الخلفا سیوطی اردو میں ہے ص۱۱۲ ابن عساکو نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں عمر فاروق ایسے ہونگے جیسے کہ لوہے کے سینگ ہوتی ہیں اور پھر عثمان بن عفان ذو النورین مظلوم مقتول ہونگے پھر معاویہ اور انکا بیٹا ارض مقدس کے بادشاہ ہونگے اور پھر سفاح۔ سلام منصور۔ جابر مہدی۔ امین۔ اور امیر الغضب اولاد کعب بن لوی ایسے صالح بادشاہ ہونگے کہ انکی مثال نہ ملیگی (ذہبی کہتے ہیں کہ اس روایت کو کسی نے مرفوع نہیں کہا)

کما ھا اوسکا زنا کرنا ماں بہن کیساتھ اوسی تاریخ الخلفا میں ہے ص۱۱۳ اہل مدینہ کے خلع کرنیکی وجہ یہ ہوئی کہ یزید نے گناہوں میں بہت ہی زیادتی کی تھی چنانچہ حنظلہ بن غسیل نے فرمایا کہ ہمنے اوسوقت تک یزید کی خلافت سے انکار نہیں کیا کہ ہمیں یقین نہ ہوگیا کہ آسمان سے پتھر برس پڑینگے غضب ہے کہ لوگ اپنے ماؤں بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کریں علانیہ شراب پئیں اور نماز چھوڑ بیٹھیں۔

یہاں مترجم صاحب کی ایمانداری دیکھیے کہ سیوطی تو یہ لکھتے ہیں ان رجلا ینکح امہات الاولاد

کہ یہ شخص ایسا ہے جو اپنے ماؤں اور بہنوں بیٹیوں کے ساتھ زنا کرتا ہے اور مترجم صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ یزید کو تو اس الزام سے بچاتے ہیں اور اپنے صحابہ و تابعین کو اسکا مجرم قرار دیتے ہیں کہ یوں ترجمہ کرتے ہیں "غضب ہے کہ لوگ ماؤں بیٹیوں بہنوں کو تم سے نکاح کریں"
یہانتک یزید بن معویہ کا حال تھا جو اہلسنت کا خلیفہ پنجم ہے اب ولید بن یزید بن عبد الملک کا حال سنیئے جو خلفائے اثنا عشر میں داخل ہے اور وہی تاریخ الخلفا میں ہے
جب وہ محاصرہ میں ہو گیا تو اوسنے لوگوں سے کہا کہ آخر یہ مجھ پر ظلم کیوں کرتے ہو کیا میں نے تمہارے عطیات میں ترقی نہیں کی یا تم سے سختیاں نہیں اوٹھائیں یا غربا کی خبر گیری نہیں کی لوگوں نے کہا یہ سب کچھ صحیح مگر ہم تجھے مے نوشی۔ محرمات سے نکاح کرنے اور حرام چیزونکو حلال کرنے کے جرم میں قتل کرتے ہیں۔
قتل کرنیکے بعد اوسکا سر یزید ناقص کے پاس بھیجا گیا کہ مقتول کا سر کاٹ کر نیزہ پر لٹکا یا گیا اوسکا بھائی سلیمان بن یزید دیکھکر کہنے لگا خس کم جہان پاک لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ بڑا شرابی سخت بے شرم اور نہایت فاسق شخص تھا اور مجکو بھی ہم نوالہ وہم پیالہ کرنا چاہتا تھا۔
یہاں بھی مترجم صاحب نے غضب کیا کہ اصل تاریخ الخلفا میں یہ عبارت ہے ودیک امہات اولادابیک ص ۱۶۹ کہ تو اپنے ماؤں کے ساتھ زنا کرتا ہے مگر مترجم نے یہ پردہ دری کی کہ محرمات سے نکاح کرنیکا گول لفظ لکھدیا۔
اب آیئے خلیفہ ہارون رشید کے دیارت کو جسے اس زمانہ کے مورخین اہلسنت نے اورہی بام معراج پر چڑھایا ہے وہی تاریخ الخلفا میں ہے۔

ہارون الرشید کے بعض عجیب حالات

ابن مبارک کہتے ہیں کہ جب ہارون خلیفہ ہوا تو اسکا دل مہدی کی ایک کنیز پر آگیا اور اسکو طلب کیا لیکن اوس نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ میں تمہارے والد کی ہمخوابہ رہ چکی ہوں اسلیئے تم مجھسے فائدہ نہیں اوٹھا سکتے لیکن ہارون الرشید تو دل کے ہاتھوں مجبور تھا اوس نے

فوراً قاضی ابو یوسف رح کو بلایا اور اپنے چارہ کار پوچھا [illegible] کہا کہ امیر المومنین یہ

فرض کر لینا کہ تمام کنیزیں سچ بولا کرتی ہیں صحیح نہیں ہے ممکن ہے کہ وہ جھوٹ بولتی ہو آپ اسکو

سچا نہ مانیئے اور کام دل حاصل کیجیے ابن مبارک کہتے ہیں مجھ میں نہیں آتا کہ اس واقعہ میں

کن کن باتوں پر تعجب کروں آیا ایسے بادشاہ پر جسکے ہاتھ میں مسلمانوں کے جان و مال دیدیئے گئے ہیں

اور وہ باپ کی حرمت کا بھی لحاظ نہیں کرتا یا اس کنیز کی پر جسنے بادشاہ تک سے کنارہ کیا

یا اس فقیہ زمانہ ممالک اسلامی پر جسنے بادشاہ کو مشورہ دیا۔ باپ کی حرمت کی توہین کر اور

اپنے باپ کی بیخوابہ سے قضا شہوت کر اور گناہ میرے گردن پر رکھ۔

عبد اللہ ابن یوسف کہتے ہیں کہ ہارون الرشید نے ابو یوسف سے کہا کہ مینے ایک کنیز کی خریدی ہے

مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سے قبل از استبرا صحبت کروں اگر کوئی حیلہ ہو تو بتلائیے قاضی ابو یوسف

نے کہا کہ اسکو اپنے کسی بیٹے کو ہبہ کر دیجئے اور پھر اوس سے نکاح کر لیجیے۔

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ ہارون الرشید نے رات کو قاضی ابو یوسف سے بلا کر کوئی مسئلہ

پوچھا اور پھر ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا قاضی ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ درہم [illegible]

پہلے ملجانے چاہئیں چنانچہ امیر المومنین نے حکم دیدیا کہ فوراً ادا کر دیئے جائیں لیکن

ایک شخص نے کہا کہ خزانچی اپنے گھر ہے اور خزانہ کا دروازہ بند ہے قاضی ابو یوسف نے فرمایا

کہ دروازے تو اوسوقت بھی بند تھے کہ جب میں بلایا گیا تھا یہ سنکر فوراً خزانہ کھلوا دیا گیا۔

اس ترجمہ میں بھی عجب طرح کی حماقت دکھائی ہے کہ مطلب ابن المبارک کا تو یہ ہے کہ ہم کس سے

تعجب کریں اس ہارون رشید سے جسنے مسلمانوں کے خون اور مال میں ہاتھ ڈبو دیا ہے مگر

اس سے شرم کرتا ہے کہ اپنے باپ کی حرمت کو ضایع کرے یا اس لونڈی کے حال سے تعجب

کریں جو خلیفہ سے کنارہ کشی کر رہی ہے یا اس فقیہ قاضی ابو یوسف سے تعجب کریں جو کہتا

ہے کہ تو اپنے باپ کی حرمت کو برباد کر اور اسکا گناہ میرے سر رکھ۔

حضرات اہلسنت نے تو حضرت [illegible] کہ اس عہد [illegible] کہ اگر [illegible]

ماں کیساتھ زنا کیا ہوگا تو اس امت میں بھی [illegible]

امام اعظم ابو حنیفہ کوفی یہ فتوے دیتے ہیں کہ اگر کوئی بہن کے ساتھ نکاح کر کے زنا کرے

تواوسپر حد نہیں آتی چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب نے ایک خاص رسالہ لکھا ہے جس کا نام
القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم ہے جسکا نام اسکی عظمت کو ظاہر کررہا ہے اوسمیں
لکھتے ہیں ثم عند الحنفیۃ وان سقط الحد فی ھذہ المسئلۃ ای حد الزنا
وھو الرجم والجلد لکن یجب فیہ علی الامام التعزیر ص ۳۱
یعنی حنفیہ کے نزدیک جو سواد اعظم ہے اس مسئلہ میں حد ساقط ہے یعنی نہ رجم کو نگا
حکم ہے نہ کوڑا لگانے کا جو حد زنا ہے مگر امام کو مناسب ہے کہ وہ تعزیر کرے جس سے بتو
بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ ماں بہن کے ساتھ زنا کرنا اہلسنت کے نزدیک زنا نہیں ہے
ورنہ اوسپر حد لگایا جاتا۔
رہا مسئلہ تعزیر امام تو یہ اتنا بڑا وسیع مسئلہ ہے جسکی کوئی حد نہیں حضرت ابی بن کعب
تعظیم خلیفہ دوم کو نہیں اوٹھے وہ کوڑا لیکر اوٹھے ملاحظہ ہو تاریخ خمیس ص
اسطرح ہر کام میں خواہ جائز ہو یا ناجائز وہ تعزیر کرسکتے ہیں مگر اس سے یہ نہیں کہا
جاسکتا کہ ماں بہن کیساتھ زنا کرنیکے لئے کوئی حد شرعی ہے۔
جیسے اسکو جانے دیجئے بطور نظیر دو مطابقت ہم اور دکھاتے ہیں خود قرآن مجید میں ہے
قصہ حضرت طالوت میں کہ حضرت نے اپنے ساتھیوں سے کہا خدا تمکو ایک نہر میں مبتلا
کریگا جو اوس سے پئیگا وہ ہمسے نہ ہوگا سورہ بقرہ ع ۱۶۔
اب اس کی مطابقت اس امت مرحومہ میں دیکھئے کہ جنگ تبوک میں حضرت نے
دو مرتبہ اسکا حکم دیا کہ آگے پانی ملیگا اوس سے کوئی پانی نہ پئیے جب تک ہم نہ آجائیں
مگر ہر دفعہ صحابہ کرام نے مخالفت کی۔ تاریخ خمیس میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم انکم ستاتون غدا ان شاء اللہ تعالیٰ عین تبوک وانکم لن
تاتوھا حتی یضحی النہار فمن جاءھا فلا یمس من ماءھا شیئا حتی اتی قال
معاذ فجئناھا وقد سبقنا الیہا رجلان والعین مثل الشراک تبض بشیئ
قلیل من الماء فسالہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل مستما من ماءھا شیئا
قالا نعم کہ حضرت نے فرمایا کہ تم دوپہر کے پہلے چشمہ تبوک پر پہونچ جاؤگے دیکھو جبتک

ہم نہ آئیں کوئی پانی اوسکا نہ چھوئے مگر دو صحابی حضرت کے پہلے پہونچکر اوسکا پانی صرف
کرلیا حضرت نے بلاکر پوچھا تو دونوں نے اقرار کیا اسی طرح جب حضرت نے وہاں سے
کوچ فرمایا تو حکم دیا فلا یسقین منہ شیئاً حتی ماتیہ فسبقہ الیہ نفر من
المنافقین فاستقوا ما فیہ ص ۱۴۲
کہ جب تک ہم اوس چشمہ پر نہ پہونچیں کوئی اوسکا پانی نہ خرچ کرے مگر صحابہ کہاں ایسے تھے
جو حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے بہتوں نے جاکر پانی پی لیا۔ کیا اس سے بڑھکر تصدیق
کلام رسول ممکن ہے کہ حضرت نے جو فرمایا تھا جو کچھ سابق امتوں میں ہوا وہ سب اس
امت میں ہوگا۔

اب دوسرا واقعہ حنین کا ملاحظہ فرمائیے اوسی تاریخ خمیس میں کہ ص ۱۱۲ جلد ۲

وحدث ابو واقد اللیثی قال خرجنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی
حنین ونحن حدثو عہد بالجاہلیۃ و
کانت لکفار القریش ومن سواھم من
العرب شجرۃ عظیمۃ خضراء یقال لہا ذات
انواط یاتونہا کل سنۃ فیعلقون علیہا
اسلحتہم ویذبحون عندہا ویعکفون
علیہا یوما قال فرأینا ونحن نسیر مع
الی حنین سدرۃ خضراء عظیمۃ
فتنادینا علی جنبات الطریق فقلنا
یا رسول اللہ اجعل لنا ذات انواط
کما لہم ذات انواط فقال لہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر قلتم
والذی نفس محمد بیدہ کما قال قوم

یعنی ابو واقد لیثی روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ
کیساتھ حنین کے طرف روانہ ہوئے کفار قریش
وغیرہ کا وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا
سبز جسکو ذات انواط کہتے تھے ہر سال عرب
وہاں آکر اپنے ہتھیار وغیرہ اوس درخت پر
لٹکاتے اور قربانی کرتے اور چند روز وہاں
مقیم رہتے۔
ہم حضرت کیساتھ حنین کیطرف جارہے تھے کہ ایک
بیر کا بہت بڑا درخت ملا تو ہمنے رسول اللہ سے عرض
کیا یا حضرت ہمارے لیئے بھی ایک ذات انواط
مقرر کیجیے جیساکہ ان لوگوں کا ذات انواط ہے
حضرت نے فرمایا اللہ اکبر قسم خدا کی تمنے بھی
ویسا ہی کہا جیساکہ قوم حضرت موسی نے کہا تھا
(ترجمہ آیہ) کہ ہمارے لیے بھی خدا مقرر کر

موسی له اجعل لنا الٰها کما لہم اٰلہۃ قوم تجہلون فانہا السنن لترکبن سنن من کان قبلکم۔	جیسا کہ انکے خدا ہیں۔ تحقیق تم قوم جاہل ہوتے ہی وہ سنن ہیں جنپر تم لوگ اوسی طرح چلوگے جس پر تمہارے پہلے لوگ چلا کرتے۔

اب تو منشی صاحب کو نہ اصل حدیث میں شبہہ ہوگا نہ اوسکے صدق وراستی میں کیونکہ دیکھ لیا حضرت نے جسطرح فرمایا تھا اوسکو آپ کے صحابہ نے پورا کر دیا جسطرح بنی اسرائیل حضرت موسیٰ سے خواہاں ہوئے کہ ہمارے لیئے بت مقرر کیئے جائیں اوسیطرح صحابہ کرام حضرت سے اسکے طالب ہوئے کہ کفار کا ایسا ذات انواط ہمارے لیئے بھی مقرر ہو جسطرح حضرت طالوت کے قوم نے باوصف ممانعت پانی نہر کا پی لیا اوسی طرح صحابہ نے باوصف ممانعت آنحضرت چشمہ تبوک سے پانی پی لیا تو اس میں کیا عذر ہو سکتا ہے کہ جو صفتیں خاص خاص طور پر بعض انبیا میں پائی گئیں اوسکی نظر اس امت محمدیہ میں بھی ہو۔

منشی صاحب نے اس روایت کے متعلق کتاب اکمال الدین کا حوالہ دیا کہ دیکھو کتاب اکمال الدین صفحہ ۲۹۔

مگر افسوس کہ یہاں بھی حوالہ غلط دیا کیونکہ جناب ابن بابویہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قد رویٰ فی الخبر الذی اسندتہ فی ہذا الکتاب ان فی القائم سنۃ من نوح کہ اس روایت کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں جس میں اسکا ذکر ہے کہ حضرت قائم میں سنۃ نوح پائی جائیگی لہذا آپ کو لازم تھا کہ اوس روایت کو بھی دیکھتے جس سے آپکی تشفی ہو جاتی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸۹ اکمال الدین مطبوعہ ایران۔

اس روایت میں صرف حضرت نوح کی سے نہیں تشبیہ دیگئی ہے بلکہ فرمایا ہے ان القائم من اہل بیت محمد ص اسنۃ من خمسۃ من الرسل یعنی حضرت قائم ع میں پانچ پیغمبروں کی سنت پائی جاتی ہے حضرت یونس۔ یوسف بن یعقوب۔ موسےٰ۔ عیسیٰ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشابہت حضرت یونس میں تو یہ ہے کہ آپ بعد کبر سن غائب ہوئے مگر جب دوبارہ ظاہر ہوئے تو آپ جوان تھے اسی طرح حضرت حجت

بھی جوان ہونگے)۔

مشابہت حضرت یوسف یہ ہے کہ وہ حضرت خاص و عام سب کے غائب رہے بھائیوں کو سامنے ہیں مگر وہ نہیں پہچانتے باپ نبی ہیں مگر اونکا حال نہیں معلوم حالانکہ مسافت ادن میں اور حضرت یعقوب میں بہت کم تھی (اسیطرح حضرت صاحب الامر نظروں سے غائب ہیں)

مشابہت حضرت موسی یہ ہے کہ باوصفیکہ انکی خبر سب کو معلوم تھی مگر مدتوں انکی حالت نہ معلوم ہوئی ہمیشہ خوف و حزن میں بسر کیا ولادت اونکی مخفی رہی اور تمام بنی اسرائیل انتہا درجہ کے اذیت و ذلت میں رہے یہانتک کہ خدا نے ان کی مدد کی اور امر انکا ظاہر ہوا۔

مشابہت حضرت عیسیٰ یہ ہے کہ بعد رفع حضرت عیسی امت میں اختلاف ہوا کوئی کہتا ہے پیدا ہی نہیں ہوئے کوئی کہتا ہے وفات پائی کوئی کہتا ہے قتل ہوگئے سولی دی گئی۔

مشابہت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ حضرت نے تلوار سے جہاد کیا اور دشمنان خدا و رسول کو قتل کیا جبار [illegible] سے جہاد کیا اسی طرح حضرت مہدی بھی جب ظاہر ہونگے تو تلوار اور رعب کیساتھ انکا علم کہیں سے واپس نہ آیگا۔

اس مضمون کی بہت سی روایتیں ہیں جس میں انبیاء کرام سے مشابہت دی گئی ہے نہ صرف ایک نبی سے پھر اس روایت سے منشی صاحب کو کیا فائدہ ملا جبکہ تصریح مذکور ہے کہ فلاں فلاں نبی کی سنت حضرت میں پائی جاتی ہے۔

مطلب نہ معلوم ہوا جو لکھتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ حضرت نوح کی عمر قرآن مجید کی ظاہر آیت سے ۹۵۰ ثابت ہے لیکن امام غائب کی عمر تو اسوقت ۱۰۷۸ برس ہوچکی مشابہت طابق النعل بالنعل کیسے ہوئی کیونکہ ظاہر قرآن کہنا بتا رہا ہے اس میں ابھی آپ کو شک ہے کہ حضرت نوح کی عمر ۹۵۰ برس تھی حالانکہ قرآن مجید میں بصراحت مذکور ہے۔

ف لقد ارسلنا نوحا الی قومہ فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما فاخذھم الطوفان وھم ظالمون عنکبوت پ ۲۰ ع ۱۴۔ یعنی ہمنے نوح کو انکے قوم کیطرف بھیجا

بھیجا تو وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہے تو طوفان نے ان کو آپکڑا اور وہ ظالم تھی
پھر نہ معلوم ظاہر قرآن مجید کیوں کہا گیا باطن قرآن کا کوئی حکم اور ہی۔
ہاں ہاں اسکا اشارہ اسطرف ہوگا کہ ظاہر قرآن سے تو ۹۵۰ معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں
وہ ایکہزار پچاس برس زندہ رہے جیسا کہ معالم التنزیل میں ہی قال ابن عباس رض بعث
نوح لاربعین سنۃ دبقی فی قومہ یدعوھم الف سنۃ الا خمسین عاما و
عاش بعد الطوفان ستین سنۃ حتی کثر الناس وفسقوا وکان عمرہ الفا
وخمسین سنۃ صفحہ ۶۹۴۔
یعنی حضرت نوح چالیس برس کے سن میں مبعوث ہوئے ۹۵۰ برس قوم کی دعوت کرتے رہے
طوفان کے بعد ساٹھ برس رہے جملہ ۱۰۵۰ برس زندہ رہے تو آپ کے حساب سے حضرت
صاحب العصر ۲۷ برس زیادہ زندہ رہے بہ نسبت حضرت نوح علیہ السلام پھر کیوں آپ کو
تعجب ہو رہا ہے حالانکہ حضرت صاحب العصر فرزند خاتم الانبیا ہیں ضرور ان سے زیادہ
ہونا چاہیئے کیونکہ ابھی نامعلوم آپ کبتک ظاہر ہونگے۔
رہا آپکا یہ سوال "مشابہت طابق النعل بالنعل کیسے ہوئی" تو جسطرح صحابہ
فرمائش پر کہ یا حضرت ہمارے لیئے بھی کوئی ذات انواط مقرر کیجیئے حضرت نے توم
بنی اسرائیل کے استدعا کو قرآن سے پڑھا اور فرمایا تم بھی اوسی طریق پر چلوگے۔ جو
بنی اسرائیل کی راہ تھی حالانکہ بنی اسرائیل خدا کا تقرر چاہتے تھے اور اصحاب
ذات انواط کا۔
اوسیطرح یہاں بھی سمجھیئے کیونکہ مقصود مطلق طول عمر ہے کہ جسطرح حضرت نوح
کی عمر طولانی ہوئی اوسیطرح حضرت مہدی بھی نہ یہ کہ پچاس برس کم ہزار برس زندہ رہینگے
نہ زیادہ نہ کم۔
ہاں یہ سوال خوب ہی "پھر نوح کے نسبت تو قرآن شاہد ہی امام غائب کے عمر کا کون شاہد ہی"
کیونکہ اگر آپکو اسلام سے مس ہوتا تو سمجھتے خداوند عالم نے خود آنحضرت کو شاہد بنایا ہی
یاایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا سورۂ احزاب پ ۲۲ ع ۳

که اے نبی ہمنے تمکو شاہد و مبشر و نذیر بنا کر بھیجا ہے پھر سورہ فتح میں فرماتا ہے۔ انا
ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا تو اب حضرت کے شہادت سے بڑھ کر کونسی
شہادت ہوسکتی ہے کیونکہ قرآن مجید خود اپنے مفسر و مبین کا محتاج ہے بخلاف حضرت رسالتمآب
جنکے شان میں فرماتا ہے۔ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ لہذا پہلی شہادت
تو خود رسول اللہ کی ہے دوسری شہادت جناب امیر کی جنکے بارے میں خدا فرماتا ہے
و یتلوہ شاھد منہ جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا تیسرے ائمہ اطہار ع کی شہادت ہے جنکے
بارے میں خدا فرماتا ہے شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو و الملئکۃ و اولوا العلم قائما
بالقسط جس سے غالباً مخاطب کو بھی انکار نہو کہ حضرت ائمہ اطہار اولوا العلم میں داخل ہیں
سورہ بقرہ میں فرماتا ہے وکذلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس
ویکون الرسول علیکم شھیدا ہمنے تمکو امت معتدل قرار دیا ہے کہ آدمیوں پر گواہ ہو
اور رسول تمپر شاہد ہو تو کیا حضرات ائمہ اطہار کی شہادت نہ قبول ہوگی سورہ حج میں
فرماتا ہے وفی ھذا لیکون الرسول شھیدا علیکم وتکونوا شھداء علی الناس
کہ رسول تمپر شاہد اور تملوگ آدمیوں پر سورہ حدید میں فرماتا ہے والذین اٰمنوا باللہ
ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم جو لوگ ایمان لائے
خدا اور رسول پر وہی صدیق ہیں وہی شہدا ہیں رسول کے نزدیک۔

تو کیا اب ہم ائمہ اطہار کو ان کل آیات سے خارج کرکے اونکے شہادت کو کسیطرح
قابل قبول نہ سمجھینگے جو فرماتے ہیں کہ "امام غائب کے عمر کا کون شاہد ہے" حالانکہ اس
کثرت سے یہ شہادتیں ہیں کہ اونکا شمار نہیں ہوسکتا اب اگر خدا پر آپکا ایمان ہے قرآن کو
سچ سمجھتے ہیں تو ان شہادتوں پر ایمان لائیے ورنہ آپکو اختیار ہے من شاء فلیومن
ومن شاء فلیکفر۔

ہاں یہ خوب فرمایا "لیکن امام غائب سے نہ واقف ہے نہ وہ اپنی قوم میں اقامت رکھتے ہیں
کیونکہ مسلمان تو مسلمان یہود و نصاری بھی جانتے ہیں کہ مسلمانونکا امام غائب ہے اوس کی
دعوت تمام ملک میں پھیلی ہوئی ہے پھر حالات حضرت نوح کے منطبق ہونہیں آپکو کیا عذر ہے

کہ انشاء اللہ جسوقت وہ ظہور فرمائینگے اس آیہ کریمہ کا ظہور ہوگا۔

وقال نوح رب لا تذر علی الارض الکافرین دیارا (نوح) انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا۔

کہ حضرت نوح نے یہ دعا کی خداوندا زمین پر کسیکو بستا نہ رہنے دے کیونکہ اگر تو اونکو رہنے دیگا تو تیرے بندونکو گمراہ کرینگے اور اونسے جو اولاد ہوگی وہ بدکار اور کافر۔

اس دعا کا مصداق حقیقی اوسی وقت ظاہر ہوگا جبکہ حضرتؑ ظہور فرمائینگے جس کی خبر کل انبیا دیتے آئے۔ یکا ھی حدیث اصول کافی تو جب اوس میں اس کی تصریح موجود ہے کہ مشابہت اوصیاء محمد۔ اوصیا حضرت عیسیٰ کے ساتھ کہاں صرف تعداد دوازدہ میں ہے کہ جسطرح حضرت عیسیٰ کے اوصیا بارہ تھے اوسی طرح رسول اللہ کے وصی بھی بارہ ہونگے تو پھر آپ کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے خصوصاً جبکہ یہ فقرہ اوسمیں موجود ہے وکان امیر المومنین علی سنتہ المسیح کہ جناب امیر المومنینؑ سنت مسیح پر تھے اور اس کی تصریح ہزاروں حدیث متفقہ فریقین میں ہے کہ جناب امیرؑ میں پوری مشابہت ہی حضرت عیسیٰ کی تو پھر اب امام غائب کے انکار کو اوس سے کیونکر ثابت کرسکتے ہیں۔

۲ افسوس یہ ہے کہ منشی خادم حسین صاحب حمایت مرزا میں کہاں کہاں کی خاک چھان رہے ہیں اور منزل مقصود سے بھٹکے جارہے ہیں کیونکہ شیعہ۔ سنی کی کوئی کتاب اونکو ایسی نہ ملیگی جس میں حضرت کے وجود وجود اور غیبت و رجعت کو نہ بیان کیا گیا ہو مگر انکو تو ان تصریحات صریحہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور ایسے دوراز کار باتوں سے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں جو مصداق مجالست وجنون ہے۔

منشی صاحب نے اگر اصول کافی کو دیکھا ہوتا تو اونکو معلوم ہوتا اس حدیث کے قبل حضرت جابر کی حدیث ہے جس میں بیان کرتے ہیں کہ ہمنے جناب سیدہ کے ہاتھ میں ایک لوح دیکھی جسپر بارہ امام کا نام تھا آخر اونکے قائمؑ ہیں تین اون میں محمد ہیں اور تین علی۔ پھر ایسے حدیث سے استدلال طریقہ حماقت ہے جس میں بصراحت تام مقصود

مخاطب کے خلاف باتیں ہیں مگر آپ قوم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ دکھائیں کتب شیعہ سے بھی آپکا مطلب ثابت ہوتا ہے حالانکہ یہ ایسی ہی کوشش ہے جیسے کہ قرآن مجید کے تحریف میں آپلوگ کر رہے ہیں

قولہ امام غائب کے غیبت کے جو وجوہات کتب شیعہ میں موجود ہیں انپر غور کرنے سے بھی پتہ لگتا ہے کہ اب سے بہت زمانہ پہلے وہ وجوہات مفقود ہو چکے ہیں مثلاً

(۱) لکھا ہے کہ بنی امیہ اور بنی عباس کو چونکہ علم تھا کہ ہماری ہلاکت قائم آل محمد کے ہاتھ پر ہوگی لہذا وہ عموماً قتل اہلبیت رسول میں سرگرم رہتے تھے اس آرزو کے بر آنیکے لئے کہ قائم کو بھی قتل کر دیں اسکا ثبوت بحوالہ تفسیر صافی اوپر عرض کر چکا ہوں اب اسوقت کہ بنی امیہ و بنی عباس کی سلطنت کا نام دنیا میں باقی نہیں امام غائب کا بدستور خائف و مستور رہنا ظاہر ہے کہ غیر ضروری ہے اس سے نتیجہ نکلا کہ امام کسی جگہ بھی خائف و مستور نہیں ہیں کیونکہ وجہ خوف سے مرتفع ہو چکی ہے اگر مستور و مخفی کہیں ہوتے تو ضرور ظہور فرماتے جب ظہور نہیں فرماتے تو ضرور ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔

اقول افسوس یہ ہے کہ آپ نبی یا امام کو مامور من اللہ نہیں سمجھتے بلکہ مثل مرزا غلام احمد قادیانی یا خلفائے ثلثہ تابع نفس امارہ اور خواہش قوم جانتے ہیں حالانکہ نبی یا امام جو ہوتا ہے وہ تابع مرضی خدا اور عالم ہوتا ہے ما یشاؤن الا ان یشاء اللہ جو خدا چاہتا ہے وہی وہ لوگ بھی چاہتے ہیں و ما رمیت اذ رمیت کہ تم نے نہیں تیر چلایا بلکہ ہمنے چلایا پھر یہ اعتراض کیسا کہ فلاں بات ہو گئی اور یہ نہیں ہوا۔

جسطرح فرعون نے حضرت موسیٰ کے تلاش میں ہزاروں بلکہ لاکھوں بنی اسرائیل بچوں اور عورتوں کو قتل کیا اوسیطرح بنی امیہ اور بنی عباس ضرور در پے قتل ائمہ کرام رہے اور قتل بھی کیا مگر جو وعدہ خدا نے کیا تھا واللہ متم نورہ وہ پورا ہو کر رہا اور ہوگا۔

تفسیر صافی یا کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ حضرت کی غیبت صرف اسوجہ سے ہے کہ بنی امیہ و بنی عباس کا غلبہ ہے یا اس لیے حضرت کا ظہور ہوگا کہ انکا استیصال کریں پھر ان سلطنتوں

کے پاش پاش ہو جانے سے یہ کیوں فرماتے ہیں" وجہ خوف عرصہ سے مرتفع ہو چکی ہے اگر
مستور و مخفی کہیں ہوتے تو ضرور ظہور فرماتے جب ظہور نہیں فرماتے تو ضرور ہے کہ وہ فوت
ہو چکے ہیں"، کیونکہ یہ تو آپ جب فرما سکتے تھے کہ کسی حدیث یا روایت میں اسکی تصریح ہوتی
کہ جب یہ ہوگا تو حضرت ظہور فرمائینگے حالانکہ حضرت کے ظہور کی علت بہ اتفاق فریقین یہی ہے
یملا الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا پس پہلا فرض آپکا یہ ہے کہ زمین کا
مملو ہو جانا ظلم و جور سے ثابت کیجئے تب اوس ہادی دین کی جستجو فرمائیے کیونکہ علت
آپ کے ظہور کی یہی ہے

آپکا یہ فرمانا کہ "اگر مستور و مخفی کہیں ہوتے تو ضرور ظہور فرماتے" اوسی قسم سے ہے کہ جنگ احد
میں لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی ہے تو ابو سفیان خراماں پہاڑ پر آیا ہے اور اوسنے آواز دی ہے
جب جواب نہیں ملا تو کہا کہ سب مارے گئے تاریخ خمیس میں ہے ص ۴۹۵
کہ ابو سفیان نے تین مرتبہ پکارا یا محمدؐ مگر جواب نہ ملا کیونکہ حضرت نے منع کر دیا تھا۔
پھر تین مرتبہ پکارا اے ابوبکر جواب نہ ملا پھر پکارا کہ کیا عمر ہے کچھ جواب نہ ملا فقال اما ان
ھولاء قد قتلوا و قد کفیتموھن ولو کانوا احیاء لاجابوا تو ابو سفیان نے کہا لو
یہ سب مارے گئے اور تمکو آرام ملا اگر وہ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔

دیکھئے جو نتیجہ ابو سفیان نے جواب نہ دینے سے نکالا تھا وہی آپنے بھی نکالا ہے کہ اگر زندہ
ہوتے تو ضرور ظہور فرماتے اب جو جواب عمر نے ابو سفیان کو دیا ہے وہی جواب اپنا بھی سمجھئے
فعند ذلک لم یملک عمر نفسہ فقال کذبت یا عدو اللہ ان الذین عددتھم لاحیاء
کلھم وقد ابقی اللہ لک ما یحزنک کہ جب ابو سفیان نے یہ کہا تو عمر ضبط نہ کر سکے
اور کہا اے دشمن خدا جنکو تو مردہ سمجھتا ہے وہ سب زندہ ہیں اور خدا نے تیرے لئے باقی رکھا ہے
جس سے تو ذلیل و خوار ہو یہی جواب اپنا بھی سمجھئے کہ فضل خدا سے وہ حضرت مطابق نص
رسول زندہ ہیں اور آپلوگونکو ہلاک کرینگے انھم یرونہ بعیدا ونراہ قریبا۔

یہاں ہمکو اس سے بحث نہیں کہ عمر نے جو جواب دیا وہ جائز تھا یا کیا کیونکہ مصلحت رسول
سکوت میں تھی مگر جواب یہی تھا۔

قولہ (۲) لکھا ہے کہ آپ کے چچا جعفر نے معتمد عباسی کے پاس جاکر شکایت کی تھی کہ لوگ ہزاروں اشرفیاں اور اموال دیدیا میرے بھائی حسن عسکری کیواسطے لاتے ہیں چونکہ وہ فوت ہوگئے ہیں انکا مستحق میں ہوں لیکن ایک خورد سالہ بچہ کچھ اٹے ہے تبلاکر اس مال کو لوگوں سے بٹورلیتا تو اس پر معتمد نے اپنے خدمتگار روانہ کئے انھوں نے لڑکا نہ پایا آخر امام حسن عسکری ع کی کنیز صیقل (یا نرجس خاتون مادر امام غائب) کو پکڑ لیا کہ اپنا لڑکا ہمکو دکھلا انھوں نے رفع شک کیواسطے کہدیا کہ ابھی تو مجکو حمل ہے امام حسن عسکری کا ہے اسلیئے صیقل کو ابن ابی الشوارب قاضی کے سپرد کیا گیا کہ جب لڑکا پیدا ہو تو قتل کردیں ناگاہ عبداللہ بن یحییٰ وزیر مرد و صاحب الزنج نے بصرہ میں خروج کیا مخالفین کو اپنی پڑگئی پس وہ کنیز چپکے سے قاضی کے گھر سے اپنے گھر میں چلی آئی رسالہ رجعت مجلسی ص۲۶ اور نجم ثاقب میں ہے کہ نرجس بانو در آں وقت در حیات نہ بود ماریہ نام کنیز کے را بردند کہ کودک را نشان دہد ماریہ انکار نمود کہ ہیچ کودکی در آنخانہ نیست نجم ثاقب ص۱۴۱

اقول افسوس اس عبارت میں کوئی جملہ ایسا نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ اسوجہ سے غیبت ہوئی پھر فضول تقریر سے کیا حاصل کیونکہ آپ نے لکھا تھا در امام غائب کی غیبت کے وجوہات کتب شیعہ میں موجود ہیں لہذا آپکو یہ ثابت کرنا تھا کہ اسکو ہی وجہ غیبت قرار دیا ہے حالانکہ تصریحات صریحہ رسول میں یہ موجود ہے کہ بحکم خدا آپ کی غیبت ہوگی ینابیع المودۃ میں ہے ص۳۷۲

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی من ولدی تکون لہ غیبۃ اذا ظہر یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا

یعنی آنحضرت نے فرمایا مہدی ہمارے اولاد سے ہوگا اسکے لیئے غیبت ضروری ہے جب ظاہر ہوگا تو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جیساکہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علیا وصیی ومن ولدہ القائم المنتظر المھدی الذی یملأ الارض

حضرت نے فرمایا کہ علی ہمارے وصی ہیں انکی اولاد سے قائم منتظر مہدی ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھردینگے جیساکہ

قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا
والذی بعثنی بالحق بشیرا ونذیرا
ان الثابتین علی القول بامامتہ فی زمان
غیبتہ لاعز من الکبریت الاحمر فقام
الیہ جابر بن عبد اللہ فقال یا رسول
اللہ وللقائم من ولدک غیبة قال
ای وربی لیمحص اللہ الذین آمنوا و
یمحق الکافرین ثم قال یا جابر ان
ھذا الامر من امر اللہ وسر من سر اللہ
فایاک والشک فان الشک فی
امر اللہ عز وجل کفر

عن حذیفة بن الیمان قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ویح
ھذہ الامة من ملوک جبابرة کیف
یقتلون ویطردون المسلمین الا من
اظہر طاعتہم فالمومن التقی یصانعہم
بلسانہ ویفر منہم بقلبہ فاذا اراد اللہ
تبارک وتعالی ان یعید الاسلام عزیزا
قصم کل جبار عنید وھو القادر علی
ما یشاء واصلح الامة بعد فسادھا یا
حذیفة لو لم یبق من الدنیا الا یوم
واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یملک
رجل من اہل بیتی یظہر الاسلام

ظلم وجور سے بھری ہوگی قسم اوسکی جس نے
ہمکو بشیر ونذیر بنایا کہ جو لوگ زمانہ غیبت میں
اونکے امامت پر قائم ہونگے وہ گوگرد احمر
دجس سے ماہی ا سے بھی زیادہ عزیز ہونگے
جابر بن عبد اللہ انصاری نے کھڑے ہوکر
عرض کیا یا حضرت آپکی ولد کو غیبت ہوگی
حضرت نے فرمایا قسم خدا کی ضرور خالص
کریگا حق تعالے مومنیں کو اور مضمحل کریگا کافرین
کو ای جابر یہ ایک امر ہے امر خدا اور راز ہے راز ہائے
خدا سے اس میں شک نہ کرو کہ شک کرنا امر
خدا میں کفر ہے۔

حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ حضرت نے
فرمایا وائے ہو اس امت پر کیسے ملوک جابرہ
ان میں ہونگے جو مسلمانوں کو قتل کرینگے اور
گھر سے نکال لینگے مگر اون لوگوں کو
جو اونکے اطاعت کا اظہار کریں مومن متقی
زبان سے اونسے بات چیت کریگا اور دل سے اونسے
فرار کریگا جب خدا چاہیگا کہ اپنی اسلام کو پھر عزت
کیساتھ توانا لائے تو ہر جابر سرکش کو توڑ دیگا اور وہ
قادر ہے جس امر پر کہ چاہتا ہے اور اصلاح کریگا امت
کی بعد فساد ای حذیفہ اگر دنیا سے ایک روز بھی
باقی رہیگا تو خدا اوسکو اس قدر طول دیگا کہ
ہمارے اہلبیت سے ایک شخص مالک ہوگا روئے زمین

واللہ لا یخلف وعدہ وھو علی وعدہ	ہوگا اور اسلام کو ظاہر کریگا اور خدا اپنے
قندوزی ص ۳۷۵	وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ص ۳۷۵

یہ روایت جو خاص کتب اہلسنت میں موجود ہے صاف بتا رہی ہے کہ حضرت کی غیبت بمصلحت خدا ہے اور غرض اوسکی یہ ہے کہ مومنین کو خالص کردے اور جدا کرے کافروں سے پھر ان تصریحات صریحہ کے موجودگی میں آپ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ قصہ جعفر نواب کو لائے کیونکہ یہ تو مقدرات حتمیہ سے تھا جسکا ہونا ضروری ہے دیکھیے خداوند عالم اس مصلحت کو جنگ احد میں ظاہر کرتا ہے لیمحص اللہ الذین امنوا ویمحق الکافرین آل عمران۔ کہ خدا نے اسلیے ایسا کیا کہ مومنوں کو ہر طرح جدا کرے اور کافروں کو نابود کرے ماکان لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب خدا تمکو اُس حال پر نہ چھوڑیگا جب تک خبیث کو طیب سے جدا نہ کردے۔

دیکھیئے یہ مصلحت خدا تھی جس سے صحابہ کے خبث وطیب کو خدا نے بروز جنگ احد جدا کردیا اوسی خدا نے عامہ مسلمانوں کیلیے حضرت کے غیبت کو مقرر کیا کہ اس سے کافر اور مومن جدا ہو جائیں جسکو آپ اپنے آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ خدا نے آپکے مدعی مہدویت کو کیسا ذلیل وخوار کیا کہ دعوے تو وہ کیا اور ظہور یہ ہوا کہ خود اونکی قوم میں تفریق پڑی ایک دوسرے کو کھائے جاتا ہے قریب دو روز اسکا اعلان ہو رہا ہے کہ ہمنے فسخ بیعت کیا اور وہ زمانہ قریب ہے کہ یہ بتکدہ بالکل ٹوٹے او مصداق جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ظاہر ہو۔

قولہ اسی طرح اصول کافی میں لکھا ہے کہ جعفر نے امام حسن عسکری مرحوم کے ہاتھ جو لونڈی غلام فروخت کرڈالے ان میں سے ایک ترکی لڑکی اولاد حضرت جعفر طیار سے تھی جس کی پرورش امام مرحوم نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ امام غائب صاحب کے وکلا اس سودے سے جو مطلع ہوئے تو ۱۳ دینار بھیجکر خریدار سے لڑکی کو لے لیا اور اولاد جعفر سے جو ولی تھا اوسکے حوالہ کردی اصول کافی۔ کتاب الحجۃ باب

مولد صاحب الزمان صفحہ ۳۲۰

ان روایات سے ظاہر ہوا کہ آپ کا دشمن آپکا سگا چچا جعفر تھا اور شاید ایسے ہی واقعات کے تصدیق کیلئے وہ مشہور حدیث ہے جسکا ایک جملہ یہ ہے و قد امسینا وما اعدی لنا من ذوی قرابتنا مجمع البحرین زیر لفظ جعفر صفحہ ۲۴۲۔

اقول یہ روایت صفحہ ۳۲۰ میں نہیں ہے بلکہ صفحہ ۲۴۱ میں ہے اوس میں نہ ترکی کا ذکر ہے کہ وہ لڑکی ترکی تھی نہ اسکا ذکر کہ خود جناب امام حسن عسکری ع اوسکی تربیت فرماتے بلکہ کان نبی اللہ اور بونہا کہ گھر میں وہ پرورش پاتی تھی یہ بھی نہیں ہے کہ حضرت کو وکیل نے اسکی خبر دی بلکہ فبلغت بعض العلویین کہ بعض علویوں نے مشتری کو مطلع کیا تھا۔

غرض اس روایت سے بجز اسکے کہ دشمنی جعفر تواب ثابت ہوئی اور کوئی فائدہ آپکو نہ ملا جسمیں کوئی عذر نہیں جواور یہی اسکی دلیل ہے کہ حضرت پہلے ہی سے مخفی اور مستور تھے نہ یہ کہ بوجہ عداوت جعفر آپنے غیبت اختیار فرمائی جو آپکا خیال ہے۔

روایت مجمع البحرین جو آپنے لکھا ہے وہ صفحہ ۲۱۵ میں ہے جسکا تذکرہ اولاد جناب امام حسین ع ہے قیل لہ فیعرف بنو الحسین ھذا فقال ای واللہ کما یعرف اللیل انہ لیل والنہار انہ نہار ولکنھم یحملھم الحسد وطلب الدنیا ولو طلبوا الحق بالحق لکان خیرا لھم وقال اصحبنا لقد کنا وعدونا کثیر وامسینا وما اعدی بہا من ذوی قرابتنا

یعنی حضرت جعفر کا ذکر فرما رہے تھے کہ اوس میں زبور و توراۃ وسلاح رسول اللہ ہے کسی نے پوچھا اسکو اولاد حسن امام حسن بھی جانتے ہیں حضرت نے فرمایا جسطرح رات کو رات دن کو دن جانتے ہیں اوسی طرح اسکو بھی جانتے ہیں مگر حسد اور طلب دنیا اونکو اسپر آمادہ کرتا ہے اگر حق کو حق سے طلب کرتے تو بہتر تھا اور فرمایا ہمارے دشمن بہت تھے مگر اب تو ہماری قرابت والے زیادہ دشمن ہیں۔

پھر اسکو جعفر تواب پر محمول کرنیکی کیا ضرورت ہے حالانکہ یہ حدیث جناب امام جعفر صادق ع کی ہے جنکے پانچویں نسب میں جاکر جعفر تواب کا وجود ہوا اوسوقت اونکا نام ونشان بھی نہ تھا

جو حضرت اونکے نسبت فرماتے۔

قولہ ۲ اگر امام غائب اپنے ایسے چچا کیوجہ سے کچھ وقت کیلئے غائب ہوئے ہوں تو بیشک وہ حق بجانب تھے لیکن آپ کے ساتھ آپکا چچا بھی زندہ رہا ہے جسکی وجہ سے وہ ابتک غائب و ترساں رہے اور ہیں ہم اس انتہا درجہ کے جبن کو ایک امام کی طرف منسوب کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔

اقول ۲ افسوس کہ آپ ابتک نہ سمجھے کہ امام کا کوئی فعل اپنے ہوا و ہوس سے نہیں ہوتا بلکہ حکم خدا سے ہوتا ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ پھر اگر جبن کا الزام ہے تو خدا پر نہ نبی یا امام پر جنکے جملہ افعال بحکم خدا ہوتے ہیں۔

آپ لوگ جسطرح خلافت کو بہ اختیار ناس قرار دیتے ہیں اوسکے جملہ افعال و اعمال کو بھی صلاح و شورے سے مانتے ہیں لہذا اس غیبت امام کو اوسی کا آئینہ قرار دیکر اعتراض کر رہے ہیں ورنہ اگر حقیقت حال سے مطلع ہوں تو کوئی اعتراض نہ کر سکیں۔

قولہ (۳) امام غائب کے چچا کی شکایات سن سن کر خلیفہ وقت اور اسکے وزرا کو بھی امام غائب کے خوف نے جو انکی دولت کو ملیامیٹ کر نیوالے تھے یا مال و دولت کو لالچ نے جو امام کے نام سے امام کے وکلا بیچارے سادہ لوح شیعوں سے وصول کرتے رہتے تھے رفتہ رفتہ اس بات پر آمادہ کر دیا کہ کوئی صورت ایسی ہو جس سے زیادہ شور و فسا بھی ہونے پائے اور مال و دولت دینے والوں اور وکلا اور امام کی آمد و رفت و نقل و حرکت سے بھی ہم ناواقف نہ رہیں اس تحقیق حال کے حسب معمول جاسوس چھوڑے گئے لیکن امام غائب فوراً اس تجویز پر واقف ہو گئے اور انھوں نے حکم صادر فرمایا کہ آئندہ کوئی وکیل کسی رعیت سے مال نہ لے اگر بکڑا جائے تو تجاہل عارفانہ کر دے صافی شرح اصول کافی باب مولد صاحب الزمان جزو سوم حصہ ۲ صفحہ ۲۲۲ شارح کے اصل الفاظ یہ ہیں "مخفی نماند کہ ایں قضیہ باعث سخت گیری خلیفہ و غیبت کبرے باشد یعنی خلیفہ وقت کو اس سے اور بھی غصہ آیا اور اسکی سخت گیری اور امام کی غیبت کبرے کا موجب یہی امر ہوا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب بھی امام غائب کے خاص وکلا شیعوں سے مال و دولت

وصول کیا کرتے ہیں اور کیا اب بھی خلیفہ معتمد عباسی اور اسکے جاسوس اون کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے غیبت کو بدستور لازم گردانا ہوا ہے کیا انکے واقعات کو صدیاں نہیں گزر گئیں ہیں؟۔

اقول حضرت کا زکوۃ وخمس وصول کرنا اور تقسیم کرنا کب اعتراض سے خالی رہا جو آپکا اعتراض حضرت صاحب الامر پر ہو ولکن لکل نبی جعلنا عدوا من المجرمین (فرقان)

پھر یہ بھی غلط ہے کہ حضرت کے وجود یا غیبت کی خبر خلفا یا وزرا کو آپ کے چچا کے ذریعہ سے ملی ہو بلکہ تمام عالم میں یہ مشہور تھا کیونکہ یہ رسول اللہ کی خبر تھی۔

رہا وکلا کا مال وصول کرنا شیعوں سے تو بیشک درست ہے مگر امام کب آپکے اعتراض سے خالی رہے جو اونکے وکلا محفوظ رہتے آپ نے تو نہ خدا کو اعتراض سے خالی چھوڑا نہ نبی کو نہ امام کو۔ امام اگر واقف ہو گئے تو یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ رسول اللہ پر بھی یہی شبہہ ہوتا رہا کہ آپکو کسی معمولی ذریعہ سے خبر ملجاتی ہے چنانچہ خود سورۂ تحریم میں اشارہ موجود ہے فلما نبأها به قالت من انبأك هذا قال نبأني العليم الخبير

یعنی حضرت نے جب حفصہ کو اسکی خبر دی تو کہنے لگی آپکو کسنے بتایا حضرت نے فرمایا خداوند علیم وخبیر نے۔ اس سے بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ حفصہ کو حضرت کے خبر دینے پر اطمینان نہ تھا کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں منجانب اللہ کہتے ہیں بلکہ معمولی طور کا انسان سمجھتی تھیں جو کسی سے سنکر کام کرے پھر اگر آپ نے حضرت امام غائب پر یہ الزام لگایا!! لیکن امام غائب فوراً اس تجویز سے واقف ہو گئے،، تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر یہ سمجھ رکھیے نبی یا امام کا کام معمولی طور کے انسان کا نہیں ہوتا بلکہ جو ہوتا ہے وہ بتعلیم خدا اور یہی وہ فرق ہے جو درمیان مومن ومنافق ہوتا ہے کیونکہ مومن تو ہر کام کو بحکم خدا مانتا ہے اور منافق اوسکے ہر کام کو اوسکے اپنے خواہش سے سمجھتا ہے اگر باور نہو تو حالات اسلام ابوسفیان پڑھ لیجیے اعتراض عمر کو دربارہ صلح حدیبیہ دیکھ لیجیے کہ چونکہ وہ اس کارروائی کو من عند النفس جانتے تھے اسوجہ سے نبوت میں شک ہوا۔

رہا آپکا سوال تو بالکل لغو ہے کیونکہ یہ سوال تو تب ہوتا کہ نبی یا امام اپنے

خواہش سے کوئی کام کرتے جب ایسا نہیں ہے تو پھر اعتراض کیا ہے جب تک حکم خدا رہیگا غائب رہینگے اور جب حکم خدا ہو گا تو ظاہر ہونگے۔

قولہ (۴) پھر غیبت کی وجہ یہ ظاہر کی گئی ہے کہ ہر ایک امام کے گلے میں کسی نہ کسی ظالم جابر کی بیعت کا جوا ہوتا رہا ہے امام غائب اسلیئے غائب ہیں کہ خروج کریں تو انکو کسی جابر طاغی کی بیعت نہ کرنی پڑے ابن بابویہ نے غیبت کی علت اسی امر کو قرار دیا ہے چنانچہ مختلف روایات کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

(۱) لتعمی ولادتہ علی ھذا الخلق لئلا یکون لاحد فی عنقہ بیعۃ اذا خرج۔

(۲) یبعث القائم ولیس فی عنقہ بیعۃ لاحد۔

(۳) لئلا یکون فی عنقہ لاحد بیعۃ اذا قام بالسیف اکمال الدین باب ۴۸ علۃ الغیبۃ ص ۳۶۵ ائمہ اہلبیت کرام کے مخالفین تو وہی بنی امیہ تھے یا بنی عباس۔ باقی مسلمانوں میں سوائے مقدار قلیل خوارج شیعہ ہوں یا سنی کوئی بھی دشمن نہیں ہے ان دونوں خاندانوں کو برباد ہوئے جو سیکڑوں برس ہو چکے بلکہ بلاد اسلامیہ میں جو کئی شیعہ خاندان وارث تخت و تاج ہوئے اسنے بھی امام نا واقف تھے۔ اگر زندہ ہوتے تو ضرور اپنے مخلصین باتمکین کو دولت دیدار سے مالا مال فرماتے والا فلا۔

(۵) پھر علت غیبۃ یہ قرار دی ہے کہ امام کو اپنی جان کا خوف ہے ائمہ سابقین اہلبیت علیہم السلام اور وکلا ائے امام غائب سے اس درجہ کو ظاہر کرنیوالی جو روایات ہیں انکے اکثر الفاظ یہ ہیں۔

(۱) عن الصادق ع یقول ان للقائم غیبۃ قبل ان یقوم قلت ولم ذلک امر جعلت فداک قال یخاف واشار بیدہ الی بطنہ وعنقہ اکمال الدین ص ۱۹۵

(۲) فی تفسیر قولہ تعالی لترکبن طبقا عن طبق ائے سنن لا بد [illegible] غیبۃ قلت ولم قال یخاف علی نفسہ وادمی بیدہ علی بطنہ۔

(۳) ایک وکیل امام سے راوی نے پوچھا کہ بھی سچ بتاؤ تمنے بھی امام کو دیکھا تو اسنے کہا نعم ولہ رقبۃ مثل ذی واشار بیدہ الی عنقہ۔

قول ان روایات میں کہیں اسکا ذکر نہیں ہے کہ یہی علت غیبت ہو بلکہ وجوہ غیبت میں

یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ امام اوس زمانہ میں ظاہر ہونگے جبکہ آپکے گلے میں کسیکی بیعت نہوگی اسکو علت غیبت قرار دینا داد حماقت دینا ہے۔ کیونکہ خود اسی اکمال الدین کے اسی باب میں یہ روایت موجود ہے۔

قال سمعت الصادق جعفر بن محمد علیہما السلام یقول ان لصاحب ہذا الامر غیبۃ لا بد منہا یرتاب فیہا کل مبطل فقلت ولم جعلت فداک قال لامر لم یوذن لنا فی کشفہ لکم قلت فما وجہ الحکمۃ فی غیبتہ قال وجہ الحکمۃ فی غیبات من تقدمہ من حجج اللہ تعالی ذکرہ ان وجہ الحکمۃ فی ذلک لا ینکشف الا بعد ظہورہ کما لا ینکشف وجہ الحکمۃ لما اتاہ الخضر علیہ السلام من خرق السفینۃ وقتل الغلام واقامۃ الجدار لموسی علیہ السلام الا وقت افتراقہما یا ابن الفضل ان ہذا الامر امر من امر اللہ تعالی وسر من سر اللہ وغیب من غیب اللہ ومتی علمنا انہ عز وجل حکیم صدقنا بان افعالہ کلہا حکمۃ وان کان وجہہا غیر منکشف لنا

یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحب الامر کیلیئے غیبت کا ہونا ضروری ہے جس میں ہر وہ شخص جو باطل پرست ہے شک کریگا راوی نے کہا کیوں ایسا ہوگا تو حضرت نے فرمایا اسی وجہ سے کہ ہمکو حکم نہیں ہے کہ ہمکو تمکو اسکا ظاہر کریں پھر راوی نے کہا پھر غیبت میں کیا حکمت ہے حضرت نے فرمایا انکے پہلے جو انبیا کو غیبتیں ہوئیں جو مصلحتیں اوسمیں تھیں وہی مصلحت اس میں بھی ہے اور حکمت اوسکی اوسیوقت ظاہر ہوگی جبکہ امام ظاہر ہونگے جیساکہ حضرت موسیٰ پر اسکی حکمت کہ کیوں حضرت خضر نے سفینہ کو چاک کیا اور لڑکے کو قتل کرڈالا اور دیوار کی امرمت کی نہ ظاہر ہوئی مگر اوسوقت کہ حضرت خضر اونسے جدا ہونے لگے اے ابن فضل (راوی) یہ امر امور خدا سے ہے اور سر ہے اسرار خدا سے اور ایک غیب ہے اوسکے غیبوں سے اور جب ہمنے جان لیا کہ کوئی فعل خدا کا خالی از حکمت نہیں ہوتا تو معلوم ہوا یہ فعل بھی از راہ حکمت ہے اگرچہ اوسکی وجہ ہمکو نہ معلوم ہو۔

پھر تعجب ہے کہ منشی خادم حسین اسکے مدعی ہیں کہ اونھوں نے اکمال الدین کو دیکھا ہے اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں از راہ انصاف مگر اس روایت کو نہیں دیکھتے کہ امام علیہ السلام اسکے نسبت

کیا فرماتے ہیں کہ ان اسرار کے ظاہر کرنیکا حکم نہیں ہے اور یہ ایک سر ہے اسرار خدا سے اور جناب رسالتمآب کی حدیث سابق الذکر ہوئی کہ آپنے فرمایا غرض اس غیبت کی امتحان لینا ہے مومنین کاملین کی کہ وہ متمیز ہو جائیں منافقین سے پھر باوجود ان تصریحات صریحہ کے آپ کا یہ شور وشغب کس درجہ بیہودہ ہے۔

جو روایتیں آپنے اسکے متعلق لکھی ہیں کہ حضرت نے فرمایا قائم ع اوس زمانہ میں مبعوث ہونگے کہ آپ کی گلے میں کسی کی بیعت نہ ہوگی یہ حدیثیں صاف بتا رہی ہیں کہ زمانہ ظہور وہ ہوگا کہ جو ان خلفاء جور سے خالی ہوگا کیونکہ بیعت لینا تو انھیں کی خواص سے ہے۔

یہ آپ کی عقلمندی ہے جو فرماتے ہیں کہ ائمہ اہلسنت کی دشمن صرف بنی امیہ یا بنی عباس تھے کیونکہ اصلی دشمن وہ تھے جنھوں نے خلافت کو بہ اختیار خود قائم کیا اور حکم رسول کو معطل کیا اونھیں کے بدولت بنی امیہ وبنی عباس حکمران ہوئے پھر اونکو چھوڑ کر آپ کیوں بنی امیہ وبنی عباس کو دشمن قرار دیتے ہیں شیعہ جو وارث تاج وتخت ہوئے وہ تو آپ کی ہدایت پر چلتے ہی تھے ون کی ہدایت کیلئے تو آپ کی ضرورت ہی نہیں بلکہ عامہ خلائق کی ہدایت کیلئے آپ کی بعثت ہوگی پھر جب تک حکم خدا نہو کیونکر آپ ظہور کر سکتے ہیں۔

غرض جتنے وجوہ غیبت احادیث میں مذکور ہیں وہ سب اصل ہیں اسیوجہ کی تشریح ہے کہ یہ غیبت بمصلحت خدا ہے جکو ان حضرات نے حسب فہم راوی مختلف طرق سے سمجھایا کیونکہ ہر شخص کا فہم اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔

یہاں مناسب ہے کہ ہم دو حدیث ینابیع المودۃ سے نقل کریں جو اہلسنت کی کتب معتبرہ سے ہے اور اس میں دوازدہ امام کی نام بنام تصریح ہے اور وجہ غیبت امام کو بھی اوس میں بیان فرمایا ہے ملاحظہ ہو ص ۳۶۵

اخرج موفق بن احمد الخطیب خطبا الخوارزم بسندہ عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ قال دفع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الرایۃ یوم خیبر الی علی ففتح اللہ بیدہ ثم فی غدیر خم اعلم الناس انہ مولی کل مومن و مومنۃ وقال لہ انت منی وانا منک وانت تقاتل علی التاویل کما قاتلت علی التنزیل وانت منی بمنزلۃ ہارون من موسی

وانا سلم لمن سالمک وحرب لمن حاربک وانت العروۃ الوثقی وانت تبین ما اشتبہ علیھم من بعدی وانت امام وولی کل مومن ومومنۃ بعدی وانت الذی انزل اللہ فیہ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر وانت الاخذ بسنتی وذاب البدع عن ملتی وانا اول من انشق الارض عنہ وانت معی فی الجنۃ واول من یدخلھا انا وانت والحسن والحسین وفاطمۃ وان اللہ اوحی الی ان اخبر فضلک فقمت بہ بین الناس وبلغتھم ما امرنی اللہ بتبلیغہ وذلک قولہ تعالیٰ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الی اخر الایۃ ثم قال یا علی اتق الضغائن التی ھما فی صدور من لا یظھرھا الا بعد موتی اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون ثم بکی صلی اللہ علیہ وسلم وقال اخبرنی جبرئیل انھم یظلمونہ بعدی وان ذلک الظلم یبقی حتی اذا قام قائمھم وعلت کلمتھم واجتمعت الامۃ علی محبتھم وکان الشانی لھم قلیلا والکارہ لھم ذلیلا وکثر المادح لھم وذلک حین تغیرت البلاد وضعف العباد والیاس من الفرج فعند ذلک یظھر قائم المھدی من ولدی بقوم یظھر اللہ الحق بھم ویخمد الباطل باسیافھم ویتبعھم الناس راغبا الیھم وخائفا ثم قال معاشر الناس البشر وابالفرج فان وعد اللہ حق لا یخلف وقضائہ لا یرد وھو الحکیم الخبیر وان فتح اللہ قریب اللھم انھم اھلی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا اللھم اکلأھم وارعھم وکن لھم وانصرھم واعزھم ولا تذلھم واخلفنی فیھم انک علی ما تشاء قدیر

خلاصہ یہ کہ جب حضرت نے بروز خیبر علم ہدایت شیم حوالہ جناب امیر کیا اور فتح ہوئی پھر بروز خم غدیر فرمایا انہ مولی کل مومن ومومنۃ کہ جناب امیر ہر مومن ومومنہ کے مولی ہیں اور فرمایا تو مجھسے ہے اور میں تجھسے ہوں اور تم تاویل قرآن پر قتال کروگے جیسا کہ میں نے تنزیل قرآن پر قتال کیا اور فرمایا کہ تم مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے ہم اوس سے برسر صلح ہیں جو تمسے صلح کرے اور برسر جنگ ہیں اوس سے جو تجھسے جنگ کرے اور تم عروہ وثقی ہو اور تم بیان کرنیوالے ہو اوسکے جو مشتبہ ہو اونپر بعد ہمارے اور تم امام ہو اور ولی ہو ہر مومن اور مومنہ کے بعد میرے اور تم وہ ہو جسکے بارے میں اذان من اللہ نازل ہوا اور تم ہمارے سنت کے جاری کرنیوالے ہو اور بدعت کو دور کرنیوالے اور میں

سب سے پہلے بروز قیامت قبر سے برآمد ہونگا اور سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہوگا وہ میں ہونگا
اور تم اور فاطمہ و حسن و حسین اور خدا نے وحی کی ہمکو کہ تمھارے فضائل کو بیان کریں چنانچہ
ہمنے بیان کیا اور تبلیغ کی آیہ یا ایہا الرسول بلغ کی بیان میں اے علی تم کینوں سے بچے رہو جو
انکی دلوں میں ہے اور اسکو بعد ہمارے موت کی ظاہر کرینگے انپر خدا کی لعنت ہے اور لعنت ہے
ملئکہ کی پھر روئے آنحضرت اور کہا کہ ہمکو جبرئیل نے خبر دیا ہے کہ یہ لوگ تمپر ظلم کرینگے ہمارے
بعد اور یہ ظلم اوسوقت تک باقی رہیگا کہ قائم ع کا ظہور ہو اور اونکا کلمہ بلند ہو اور امت اجتماع
کرے اونکی محبت پر کہ اونکی دشمن بہت کم ہوجائیں اور کارہ اونکا ذلیل ہو اور تعریف کرنیوالے
انکی زیادہ ہوں یہ اوسوقت ہوگا جبکہ بلاد متغیر ہوں اور بندے ضعیف ہوں اور فرج و کشائش سے
مایوسی ہو تو اوسوقت ظاہر ہونگے قائم مہدی ہمارے اولاد سے جو حق کو ظاہر کرینگے اور اونکی بدولت
باطل مضمحل ہوگا اور ہر شخص برغبت تمام اونکی متابعت کرینگے جا ہے خوف سے
پھر فرمایا اے گروہ ناس خوش ہو ساتھ اسکے کہ وعدہ اللہ حق ہے اور اوسکی قضا رد نہیں
ہوسکتی اور فتح خدا قریب ہے خداوندا یہ لوگ ہمارے اہل ہیں تو ہر رجس و کثافت کو اونسے دور کر اور پورے
طور سے طاہر کر خداوندا اونکی حفاظت کر اونکی نصرت کو اونکو عزت دے اور کبھی ذلیل کر اور تو ہمارا
خلیفہ ہو اون میں اور تو اونکے ساتھ ہو تو ہر شئے پر قادر ہے

پھر باب ۶۰ میں لکھتے ہیں عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قدم یہودی یقال لہ نعثل
فقال یا محمد اسئلک علی اشیاء تلجلج فی صدری منذ حین فان اجبتنی عنہا اسلمت علی
یدیک قال سل یا ابا عمارہ فقال یا ابا محمد صف لی ربک فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا یوصف
الا بما وصف بہ نفسہ وکیف یوصف الخالق الذی تعجز العقول ان تدرکہ والاوہام
ان تنالہ والخطرات ان تحدہ والابصار ان تحیط بہ جل وعلا عما یصفہ الواصفون نائی
فی قربہ وقریب فی نائہ ہو کیف الکیف واین الاین فلا یقال لہ این ہو وہو منقطع الکیفیۃ
والاینونیۃ فہو الاحد الصمد کما وصف نفسہ والواصفون لا یبلغون نعتہ لم یلد ولم
یولد ولم یکن لہ کفوا احد قال صدقت یا محمد فاخبرنی عن قولک انہ واحد لا شبہ
لہ الیس اللہ واحد والانسان واحد فقال صلی اللہ علیہ وسلم عز وجلا واحد حقیقی

احدی المعنی لا تجزء ولا ترکیب له والانسان واحد ثنائی المعنی مرکب من روح وبدن قال صدقت فاخبرنی عن وصیک من هو فما من نبی الا وله وصی وان نبینا موسی بن عمران اوصی یوشع بن نون فقال ان وصیی علی بن ابی طالب وبعده سبطای الحسن والحسین تتلوه تسعة ائمة من صلب الحسین قال یا محمد فسمهم لی قال اذا مضی الحسین فابنه علی فاذا مضی علی فابنه محمد فاذا مضی محمد فابنه جعفر فاذا مضی جعفر فابنه موسی فاذا مضی موسی فابنه علی فاذا مضی علی فابنه محمد فاذا مضی محمد فابنه علی فاذا مضی علی فابنه الحسن فاذا مضی الحسن فابنه الحجة محمد المهدی فهولاء اثنا عشر قال اخبرنی کیفیة موت علی والحسن والحسین قال صلی الله علیه وسلم یقتل علی بضربة علی قرنه والحسن یقتل بالسم والحسین بالذبح قال فاین مکانهم قال فی الجنة فی درجتی قال اشهد ان لا اله الا الله وانک رسول الله واشهد انهم الاوصیاء بعدک ولقد وجدت فی کتب الانبیاء المتقدمة وفیها عهد الینا موسی بن عمران علیه السلام انه اذا کان آخر الزمان یخرج نبی یقال له احمد ومحمد هو خاتم الانبیاء لا نبی بعده فیکون اوصیاء بعده اثنا عشر اولهم ابن عمه وختنه والثانی والثالث کانا اخوین من ولده ویقتل امة النبی الاول بالسیف والثانی بالسم والثالث مع جماعة من اهل بیته بالسیف وبالعطش فی موضع الغربة فهو کولد الغنم یذبح ویصبر علی القتل لرفع درجاته ودرجات اهل بیته وذریته ولاخراج محبیه واتباعه من النار وتسعة الاوصیاء منهم من اولاد الثالث فهولاء الاثنا عشر عدد الاسباط قال صلی الله علیه وسلم اتعرف الاسباط قال نعم انهم کانوا اثنا عشر اولهم لاوی بن برخیا وهو الذی غاب عن بنی اسرائیل غیبة ثم عاد فظهر الله به شریعته بعد اندراسها وقاتل قرسطیا الملک حتی قتل الملک قال صلی الله علیه وسلم کائن فی امتی ما کان فی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة وان الثانی عشر من ولدی یغیب حتی لا یری ویاتی علی امتی بزمن لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه فحینئذ یاذن الله تبارک وتعالی له بالخروج فیظهر الله الاسلام به ویجدده طوبی لمن احبهم وتبعهم والویل لمن ابغضهم وخالفهم

وطوبیٰ لمن تمسک بہ بہم فانشاء نعثل شعراً صلی اللّٰہ ذو العلی علیک یا خیر البشر انت
النبی المصطفیٰ والہاشمی المفتخر بکم ھدٰنا ربنا وفیک نرجوا ما امر ومعشر سمیتھم
ائمۃ اثنا عشر حباھم رب العلی ثم اصطفاھم من کدر قد فاز من والاھم وخاب
من عادی الزھر اخرھم یسقی الظما وھو الامام المنتظر وعترتک الاخیار لی والتابعین
ما امر من کان عنھم معرضا فسوف تصلاہ سقر صفحہ ۳

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک یہودی جسکا نام نعثل تھا وہ خدمت رسول اللہ میں حاضر ہوا اور
چند سوال کیا آخر میں پوچھا کہ اپنے اوصیا کو بیان کیجیے کیونکہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے چنانچہ حضرت
موسیٰ کے وصی یوشع بن نون تھے حضرت نے فرمایا ہمارے وصی علی بن ابیطالب ہیں اور دونوں
سبط ہمارے حسن و حسین اونکے بعد نو امام ہونگے صلب حسین سے یہودی نے کہا اونکا نام بتایئے
حضرت نے فرمایا پہلے علی بن الحسین ہیں پھر محمد بن علی پھر جعفر بن محمد پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن
موسیٰ پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی پھر بیٹا اونکی حضرت حجت محمد مہدی یہ بارہ امام ہیں پھر حضرت
نے ہر ایک امام کی کیفیت شہادت و وفات کو بیان کیا اور آخر میں فرمایا کہ ہمارا بارہواں وصی
غائب ہوگا یہانتک کہ دیکھا نہ جائیگا اور ہمارے امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اسلام کا فقط
اسم رہجائیگا اور قرآن کے صرف حروف اوسوقت خداوند عالم اونکو اذن خروج دیگا جس سے
اسلام ظاہر ہوگا اور وہ اوسکی تجدید کریگا پس طوبیٰ ہو اوسے جو اونسے محبت کرے اور متابعت
کرے اور ویل ہے اوسپر جو اونکی مخالفت کرے اور طوبیٰ ہے اوسکو جو اونسے تمسک کرے اسپر
نعثل یہودی نے چند اشعار کہے ہیں ان حضرات کی مدح میں۔

پس جب اسطرح کی تصریحیں خود رسول اللہ سے موجود ہیں تو اب اسمیں شک کرنے والا بجز
کافر کون ہو سکتا ہے۔

قولہ حالانکہ ائمہ اہلبیت کی فضیلت میں آیا ہے کہ وہ کسیکے مارنے سے مرتے ہی نہیں بلکہ جب چاہیں مرتے ہیں
وانھم لا یموتون الا باختیار ھم اصول کافی کتاب الحجہ صفحہ ۱۵۹ باب ایضاً

پس یا تو وہ علت غلط ہوگی یا یہ حدیث بصورت اول ایسا خائف شخص کسطرح امام
زمان کی معزز لقب سے ملقب ہو سکتا ہے کیا انبیاء سابقین میں سے بعد عطیہ فرض رسالت کوئی ایسا ہی

یا امام مفترض الطاعۃ ہوا ہے بصورت دوم ممکن ہے کہ کسی وقت اپنی حالت زار سے تنگ آکر انھوں نے
ایسی مخفی در مخفی اور تنہائی کی زندگی سے موت کو ہی ترجیح دیدی ہو قطع نظر ان باتوں کی موجودہ وقت
میں ثابت کرنا چاہیئے کہ ایسا شدید خوف کس شخص یا کس قوم یا اہل ملک کی طرف سے امام
پر طاری رہے کہ وہ چار و ناچار غائب ہیں بظاہر حالات کوئی خوف غالب نہیں پس جب شرط
غیبت عرصہ سے اٹھ گئی ہے تو مشروط بھی اس سے ضرور فارغ البال ہو چکا ہے۔

اقول افسوس نقل عبارت میں آپ نے خیانت سے کام لیا کیونکہ باختیار ھم لکھا حالانکہ اصل
عبارت اسطرح ہے ان الائمۃ یعلمون متی یموتون وانھم لا یموتون الا باختیار منھم
کہ ائمہ جانتے ہیں وہ کب مرینگے اور وہ نہیں مرتے مگر اپنی پسند کرنیسے مگر یہ باب کتاب ہے نہ کہ کسی
حدیث کا فقرہ پورے باب میں کوئی حدیث آپکے دعوے کے مطابق نہیں ہے جس میں لفظ اختیار
آیا ہو بجز اسکے کہ آٹھویں حدیث میں ہے انزل اللہ عز وجل النصر علی الحسین حتی کان
بین السماء والارض ثم خیر النصر ولقاء اللہ فاختار لقاء اللہ عز وجل کہ خدا نے نصرت کو
نازل کیا امام حسینؑ پر یہانتک کہ وہ درمیان آسمان و زمین قائم ہوا پھر خدا نے حضرت کو
مختار کیا نصر اور لقاء خدا میں تو امام نے لقاء خدا کو پسند کیا

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا انبیا کو بھی یہ اختیار دیا جاتا ہے یا نہیں جسکے بعد اسکا دعوی کیا جائے کہ ائمہ کو
بھی وہ اختیار دیا جاتا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے باب آخر ما تکلم النبی صلعم ان عائشۃ قالت کان النبی صلعم
یقول وھو صحیح انہ لم یقبض نبی حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر فلما نزل بہ ورأسہ
علی فخذی غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی سقف البیت ثم قال الرفیق الاعلی
فقلت اذا لا یختارنا وعرفت انہ الحدیث الذی کان یحدثنا وھو صحیح قالت وکان
آخر کلمۃ تکلم بھا اللھم الرفیق الاعلی بر حاشیہ فتح الباری ص ۱۰۹ جزو ثامن عشر
یعنی عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے کوئی نبی نہیں مرتا جب تک وہ
اپنی جگہ نہیں دیکھ لیتا جنت میں پھر اوسکو اختیار دیا جاتا ہے جب حضرت پر وہ وقت آیا
تو اپنی آنکھ اوٹھا کر چھت کی طرف دیکھا پھر کہا اللھم الرفیق الاعلی عائشہ کہتی ہیں اسوقت

ہمکو وہ حدیث یاد آئی جسکی آپ خبر دیا کرتے تھے اور ہمنے جانا کہ آپ ہم لوگوں کو نہ اختیار کرینگے اسکے بعد آپنے فرمایا اللہم الرفیق الاعلی

کیوں صاحب جب یہ مسلمات اہل اسلام سے ہے کہ انبیاءؑ کو خدا اونکی جگہ بہشت میں دکھا دیتا ہے اور اونکو اختیار دیتا ہے تو پھر آپ کو اس حدیث پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے جس میں یہ بیان ہے کہ حضرات ائمہؑ کو اپنی موت کا علم ہوتا ہے اور وہ اوسکو اختیار فرماتی ہیں۔

پھر اسی کتاب کی ساتویں حدیث ہے عن عائشہ قالت کنت اسمع انہ لا یموت نبی حتی یخیر بین الدنیا والآخرۃ ص۱۰۳ حاشیہ فتح الباری۔

خود فتح الباری میں ہے عن عائشہ ان النبی کان یقول مامن نبی یقبض الا یری ثم یخیر ولاحمد ایضا من حدیث ابی موھبہ قال قال رسول اللہ انی اوتیت مفاتیح خزائن الارض والخلد ثم الجنۃ فخیرت بین ذلک وبین لقاء ربی والجنۃ فاخترت لقاء ربی والجنۃ وعند عبد الرزاق من مرسل طاؤس رفعہ خیرت بین ان ابقی حتی اری مایفتح علی امتی وبین التعجیل فاخترت التعجیل ص۱۰۳

یہ روایتیں بآواز بلند بتا رہی ہیں کہ علم موت اور اختیار کا حاصل ہونا صرف مخصوص با رسول اللہ سے نہیں ہے بلکہ ہر نبی کو یہ حاصل ہوتا ہے پھر تعجب ہے کہ آئمہ اطہار کی نسبت کیوں تعجب کیا جاتا ہے

اگرچہ بنا رسالہ اختصار پر ہے مگر تین نکتہ کا بیان ضروری ہے **نکتہ اولے** یہ کہ جب حضرت نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو اوسکی جگہ دکھائی جاتی ہے اور اوسکو اختیار دیا جاتا ہے تو اسپر قدرتی سوال ہوتا ہے کہ کیا صحابہ میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو پوچھتا کہ یا حضرت کیا یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ آپکے بعد قائم مقام کون ہوگا۔

فتح الباری سے یہ جواب ملتا ہے عن سلمان انہ قال قلت یا رسول اللہ ان اللہ لم یبعث نبیا الا بین لہ من یلی بعدہ فھل بین لک قال نعم علی بن ابی طالب ومن طریق جریر بن عبد الحمید عن اشیاخ من قومہ عن سلمان قلت یا رسول اللہ من وصیک قال وصیی وموضع سری وخلیفتی علی اھلی وخیر من اخلفہ بعدی علی بن ابیطالب ومن طریق ابی ربیعۃ الایادی عن ابی بریدۃ عن ربیعہ رفعہ لکل نبی وصی وان

علیاً وصیی و ولیی) ومن طریق عبد اللہ بن السائب عن ابی ذر (رض) رفعہ انا خاتم النبیین وعلی خاتم الاوصیاء (ینابیع ص ۱۸۰ اجز و ۱۸۔

۱ یعنی حضرت سلمان فارسی نے عرض کیا کہ یا حضرت دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جسکو یہ بتایا گیا ہو کہ اسکے بعد کون خلیفہ ہوگا تو کیا آپکو بھی یہ بتایا گیا ہو حضرت نے فرمایا ہمارے بعد علی بن ابیطالب ہونگے

۲ جریر بن عبد الحمید کی روایت ہے سلمان فارسی سے کہ میں نے سوال کیا آپ کا وصی کون ہوگا فرمایا میرا وصی اور موضع سِرّ اور خلیفہ بہتر بر آوردہ بہترین شخص جسکو میں نے اپنے بعد خلیفہ کیا ہے علی بن ابیطالب ہیں۔

۳ طریق ابی ربیعہ ایادی سے ہے کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور میرا وصی علی اور اسکی اولاد ہے

۴ عبد اللہ بن سائب ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہم خاتم النبیین ہیں اور علی خاتم الاوصیا ہیں۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جہاں حضرت نے اپنے موت کی خبر دی تھی کہ ہماری موت دکھائی گئی ہے اور ہمکو اختیار دیا گیا ہے وہاں صحابہ نے اسکو بھی دریافت کیا کہ پھر آپکے بعد آپکا خلیفہ اور وصی کون ہوگا اور حضرت نے فرمایا کہ وہ علی بن ابیطالب ہیں اور اونکی اولاد۔

یہ حدیثیں جیسی بھلی اور صریح ہیں وہ کسی مزید حاشیہ کی ضرورت نہیں مگر ابن حجر ان سب کا یہ جواب دیتے ہیں اوردھا وغیرھا ابن الجوزی فی الموضوعات کہ ان روایتوں کو ابن الجوزی نے موضوعات میں داخل کیا ہے مگر افسوس کہ ابن الجوزی کی موضوعات کو خود علماء اہلسنت نے بے حقیقت اور باطل قرار دیا ہے تفصیل اسکی تو کتاب مستطاب عبقات الانوار مجلد حدیث مدینہ میں قابل دید ہے ملاحظہ ہو ص ۵۹۱ لغایت ص ۶۱۲

مگر ہم یہاں صرف ابن حجر عسقلانی ہی کا قول نقل کرتے ہیں جنھوں نے ابن الجوزی کے قول سے ان روایات کو موضوعات بنایا ہے وہی ابن حجر جلد ۳ جزو رابع عشر میں بذیل روایت سدّوا الباب لا باب علی میں لکھتے ہیں و قد اورد ابن الجوزی ھذا الحدیث فی الموضوعات واخرجہ من حدیث سعد بن ابی وقاص و زید بن ارقم و ابن عمر مقتصرا علی بعض طرقہ واعلہ ببعض من تکلم فی رواتہ ولیس ذلک بقادح لما ذکرت من کثرۃ الطرق

واعلمه ایضا بانہ مخالف للاحادیث الصحیحہ فی باب ابی بکر وزعم انہ من وضع الرافضۃ قابلوا بہ الحدیث الصحیح فی باب ابی بکر انتہی واخطا فی ذلک خطاء شنیعا فانہ سلک فی ذلک رد الاحادیث الصحیحہ بتوهم المعارضہ مع ان الجمع بین القضیتین ممکن صفحہ ۲۵۸ جلد ۳

یعنی ابن الجوزی نے حدیث سد الباب کو موضوعات میں داخل کیا ہی حالانکہ سعد بن ابی وقاص و زید بن ارقم و ابن عمر نے اسکی روایت کی ہے اور کل طرق کو نہیں لکھا بلکہ بعض طرق کو لکھا پھر ان میں بعض راویوں کی سبب سے قدح کیا حالانکہ یہ قدح بیکار ہی کیونکہ اکثر طرق سے یہ روایت وارد ہے (جس سے جبر ضعف راوی ہوجاتا ہی)

اور کہا کہ شیعوں نے اسکی معارضہ کیلئے یہ حدیث وضع کیا حالانکہ اس میں صریح خطا شنیع کا مرتکب ہوا کیونکہ اوسنے رد کردیا ہی احادیث صحیحہ کو اس وہم پر کہ یہ حدیث معارض ہی حالانکہ جمع دونوں قضیہ میں ممکن ہے۔

پھر تعجب ہی کہ ابن حجر جو ابن الجوزی کی رو کر رہے ہیں وہ اوسکی قول سے ان احادیث کو رد کر رہے ہیں جسکو چار طرق سے خود روایت کرتے ہیں پھر وہ قاعدہ کلیہ کیا ہوا جو مقرر کیا ہی کہ اگر ایک روایت چند طرق سے وارد ہوں اگرچہ ضعیف ہوں مگر وہ حدیث صحیح ہوجاتی ہی۔

ابن الجوزی کی رد کرنیوالوں کی اگر تفصیل کیجائے تو ایک جلد مرتب ہو لہذا صرف بعض علما کا نام لیا جاتا ہی جنھوں نے اوسکی موضوعات کی لغویت ثابت کی ہی حافظ صلاح الدین مجد الدین فیروزآبادی بدر الدین زرکشی ابن حجر عسقلانی شمس الدین سخاوی علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا نکت بدیعات اللالی مصنوعہ قوت المغتذی جمع الجوامع میں علامہ نورالدین سمہودی علامہ ابن عراق ابن حجر مکی علاوہ اسکی صدہا علما ہیں جنکی اسامی گرامی عبقات الانوار جلد ۵ میں تفصیل مذکور ہیں پھر ابن حجر کا استدلال کلام ابن الجوزی سے کسدرجہ کی فریب دہی ہے حالانکہ یہ حدیث وصایت جناب امیر ایسی بدیہی اور صحیح بلکہ متواتر ہے کہ وقت بعثت جناب رسالتماب صلعم سے اسکا اعلان ہو رہا ہے

نکتہ ثانیہ یہ کہ جتنی حدیثیں اس باب میں لائی گئی ہیں اوسکی غرض اصلی یہی ہی کہ وصایت جناب

جناب امیر کو باطل کریں چنانچہ خود اسی باب میں حدیث عائشہ ہے عن الاسود قال ذکر عند عائشہ
ان النبی اوصی الی علی فقالت من قالہ لقد رایت النبی صلعم وانی لمسندتہ الی صدری
فدعا بالطشت فانخنث فمات وما شعرت فکیف اوصی الی علی یعنی کسی نے عائشہ کے سامنے
ذکر کیا کہ حضرت نے جناب امیر کو وصی کیا تو عائشہ نے کہا کون کہتا ہے میں خود حضرت کو اپنے سینہ سے
لگائے ہوئی تھی کہ طشت مانگا کہ تھوکیں پس مر گئے اور ہم کو معلوم بھی نہوا پھر علی کو وصی کب کیا
اس روایت سے معلوم ہوا کہ وصایت جناب امیر کی ابطال کیلئے عائشہ نے یہ کوشش کی کہ خود
حضرت پر افترا بھی کر دیا حالانکہ خود اُنہی عائشہ کی روایت اسکے بعد ہے کہ حضرت نے چھت کیطرف
دیکھا اور فرمایا الرفیق الاعلی تو اب دونوں روایتیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں کیونکہ یہ روایت
کہتی ہے کہ حضرت تھوکنے کو جھکے تھے کہ انتقال کر گئے اور عائشہ کو معلوم بھی نہوا کہ حضرت کا انتقال
ہوا اور یہاں یہ بیان ہے کہ چھت کیطرف دیکھا اور فرمایا الرفیق الاعلی

نکتہ ثالثہ یہ کہ یہاں یعنی آخر باب مغازی میں باب باندھا باب مرض النبی و وفاتہ جس میں تیس
حدیثیں اس قسم کی لائے ہیں جس سے حضرت کی مرض وفات کی حالات معلوم ہوں اور اسکے پہلے جلد ۳
میں باب باندھا ہے باب وفاۃ النبی اور لائے ہیں صرف یہ حدیث کہ حضرت نے ۶۳ برس کے سن میں
وفات پائی جسپر ابن حجر لکھتے ہیں وفی ثبوتہا ہنا نظر فان محلہا فی المغازی کما یاتی والذی
یظہر ان المصنف قصد بایراد حدیث عائشہ ہنا بیان مقدار عمر النبی صلعم فقط لا خصوص
اخر زمن وفاتہ صفحہ ۳۱۴

کہ اس باب کا یہاں لکھنا محل نظر ہے کیونکہ اسکا محل آخر مغازی میں ہے جیسا کہ آتا ہے اور شاید مقصود
بخاری یہاں صرف اسقدر ہو کہ حضرت کی عمر کو بیان کریں نہ خصوص زمانہ وفات کا حال۔
پھر بتائیے یہ کتاب کیسی بے ڈھنگی کتاب ہے کہ باب باندھیں ذکر وفات کا اور بیان کریں صرف یہ کہ
آپ ۶۳ برس زندہ رہے پھر ایسی مہمل کتاب کو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اصح الکتب ہے۔
بہر حال ہمارا مقصود اصلی صرف اسقدر تھا کہ انبیا و اوصیا کو اپنی وفات کا علم پہلے سے ہوتا ہے
اور وہ جب چاہیں دنیا سے تشریف لیجاتے ہیں تو یہ اختیار کہ وہ نعیم آخرت کو پسند کرکے دربار جناب
احدیت میں جاتے ہیں تو اب یہ اعتراض خود دفع ہو گیا کہ امام کسی کے مارنے سے مرتا ہی نہیں کیونکہ اگر ایسا

ہوتا تو اتنے انبیا کیوں مرتے جنکے بارے میں فقتلہم الانبیاء آیا ہے یا جناب امیر و امام حسین کیوں شہید ہوتے اور نیز دیگر ائمہ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان حضرات کو اپنی وفات کا علم پہلے سے ہوتا ہے چنانچہ امام علیہم السلام کی سوانح عمریاں آپکی پیش نظر ہیں تو جس طرح انبیا اپنی حفاظت کرتے ہیں اوسی طرح ائمہ بھی۔

باقی فضول تقریر کا جواب عبث ہے کیونکہ جب معلوم ہو چکا کہ انبیا اور ائمہ ع محکوم بامر خدا ہیں تو پھر گفتگو کی گنجائش ہی نہیں رہی وہ تو وہی کرینگے جسکا حکم ہے مافشاؤن الا ان یشاء اللہ انبیاء سابقین کو چھوڑ کر اگر آپ خود حالات رسالتمآب میں غور کریں تو معلوم ہو کہ حضرت نے بعد حصول منصب رسالت سات برس تک اخفا سے کام لیا ہے کہ کبھی دار ارقم میں پوشیدہ رہے اور کبھی شعب ابو طالب میں بعد حصول اذن ہجرت آپ تین روز تک غار ثور میں مخفی رہے تو کیا آپ اوس زمانہ میں حضرت کی رسالت سے منکر ہونگے۔

غرض شرط غیبت خوف نہیں ہے بلکہ حکم خدا ہے کہ جب تک حکم خدا ہوگا آپ ظہور نہ فرمائینگے کیونکہ آپ کو معلوم ہے وقت ظہور صرف ۳۱۳ آدمی آپکے ساتھ ہونگے جو عدد اصحاب بدر ہے افبعذ ابنا یستعجلون فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین۔ کیا یہ ہمارے عذاب کیلیے جلدی کر رہے ہیں جب وہ اونکے میدان میں آ اوتریگا تو جن کو ڈر سنا دیا گیا تھا اونکے لیے برا دن ہوگا۔

آپ حضرات کیلیے خداوند عالم یہ بھی فرماتا ہے ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیہم الامد فقست قلوبہم وکثیر منہم فاسقون اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا قد بینا لکم الایات لعلکم تعقلون ﷺ ع ۱۸

اور نہ ہو مثل انکے جنکو کتاب دی گئی اور مدت طولانی ہوگئی تو سخت ہوگئے دل اونکے اور اکثر آدمی فاسق ہیں جان رکھو کہ خدا زندہ کرتا ہے زمین کو بعد موت کے ہمنے تملوگونکو آیتیں ظاہر کردیں کہ شائد عقل کرو۔

کیا ان آیات سے نہیں معلوم ہوتا کہ یہود و نصاریٰ اسوجہ سے کہ جو وعدہ اونسے کیا گیا تھا اوس میں تاخیر ہوئی تو اونکے دل سخت ہو گیے اور خدا نے منع کیا کہ اونکی مثل نہ بنجاؤ

پھر کیوں آپ اس وعدہ الہی کی تاخیر سے انکار کرتے ہیں اور فاسقین میں داخل ہوتے ہیں حکم خدا کا انتظار کرنا چاہیے جب تک اوسکا وقت نہیں آئیگا کوئی امر نہوگا اسلیے پہلے آپ کو آیہ یومنون بالغیب کے مطلب کو ہمنے سمجھا دیا ہے کہ جب تک آپکو اون باتونکو نہ مانیں جنکی خدا اور رسول نے تعلیم دی ہے اوسوقت تک مومن نہیں ہو سکتے خداوند عالم فرماتا ہے قل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین یعنی غیب اللہ کیواسطے ہے انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنیوالونسے ہیں۔ پس جبکہ سب باتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں تو پھر آپ اوسکے خلاف کیونکر کوئی دعویٰ کر سکتے ہیں۔
خداوند عالم سورہ عنکبوت میں فرماتا ہے ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمی لجاءہم العذاب ولیاتینہم بغتۃ وہم لا یشعرون یہ لوگ تجھسے عذاب میں جلدی کرتے ہیں حالانکہ اگر اوسکے لیے ایک مقرر وقت نہ ہوتا تو عذاب اگیا ہوتا اور البتہ آئیگا ان کو اچانک جب کہ اونکو خبر بھی نہوگی۔
کیا اس آیہ نے آپ کو استعجال ظہور وعدہ الہی میں ممانعت نہیں فرمائی کہ تعجیل نہ کرو ہر کام کیلیے ایک وقت مقرر ہے جب تک وہ وقت نہ آئیگا کوئی کام نہو سکیگا پھر کیوں آپ ان فضول تقریروں میں اپنے وقت کو ضایع کرتے ہیں دیکھو شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں وہمچنیں ما بیقین میدانیم کہ شارع علیہ السلام نص فرمودہ است بآنکہ امام مہدی در دامان قیامت موجود خواہد شد ووی عند اللہ وعند رسولہ امام برحق است و پر خواہد کرد زمین را بالعدل والانصاف چنانکہ پیش وی پر شدہ باشد بجور وظلم پس بایں حکم افادہ فرمودہ اند استخلاف امام مہدی را وواجب شد اتباع آں در آنچہ تعلق بہ خلیفہ دارد چوں وقت خلافت او آید لیکن ایمعنی بالفعل نیست مگر نزدیک ظہور امام مہدی وبیعت با او میان رکن ومقام صہ
اب غور فرمائیے کہ اس کلام کی تطبیق کیا آپ کی مرزا غلام احمد قادیانی پر ممکن ہے؟ اگر نہیں ممکن ہے تو پھر انکار احادیث وآیات سے آپکو کیا فائدہ ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت مہدی موعود کا ظہور تو دامان قیامت میں ہے اونکی بیعت کا مقام رکن ومقام کے درمیان ہے خاصہ اونکا دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دینا ہے جیسا کہ ظلم وجور سے بھر گئی ہو۔؟
پھر فرمائیے کہ کیا یہ صفات پورے ہو گئے جو آپ اسکے مدعی ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب مہدی موعود تھے

جنکے وجود کے بعد سے اور بھی ظلم وجور کی گھٹا بڑھ گئی اگر کہیں آپ منکر بدیہیات ہوکر اسکا
دعویٰ کر بیٹھیں کہ مرزا صاحب نے چار لاکھ مسلمانوں کو اپنا مرید بنا لیا اور ۶ کروڑ ۹۶ لاکھ مسلمانوں کو
کافر بنا دیا اور یہی معنی ہیں یملا الارض قسطا وعدلا کے تو براہ کرم اپنی فرقہ لاہوری کا پیغام صلح
نمبر ۳ جلد ۵ دیکھیے جسمیں خود اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں ہمنے یہ بتایا تھا کہ دنیا ابھی تک کفر وضلالت
اور فسق وفجور سے اسی طرح بھری پڑی ہے جیسے کہ حضرت مسیح موعود کیوقت اور اس سے پہلے تھی" ص۶
پھر فرمایئے یا تو وعدۂ الٰہی اور جناب رسالتمآب غلط ہے جو آپنے فرمایا تھا کہ امام مہدی کے ظہور سے
دنیا عدل وانصاف سے بھر جائیگی یا یہ کہو کہ مرزا صاحب کا دعویٰ غلط ہے کیونکہ واقعات نے اوکی
بخوبی تکذیب کردی وللہ الحمد

قولہ یا پھر غیبت کیوجہ ایک فاضل نے علاوہ خوف اعدا عدم نصرت رعیت بھی قرار دی ہے اور عدم
نصرت کو بمنزلہ عدم اطاعت کے ٹھہرایا ہے ایسی صورت میں انکا خیال ہے کہ امام غائب ہی رہیں
تو بہتر ہے دیکھو سرمایہ ایمان لاہجی ص۱۰۶ مطبوعہ بمبئی۔

لیکن افسوس ہے کہ یہ وجہ بھی مثل دیگر وجوہ کے بودی ہے کیا کوئی واقفکار مسلمان کہہ سکتا ہے
کہ شیعوں کو اپنے امام سے اس حد تک سردمہری ہے کہ وہ ظہور کریں تو وہ انکی نصرت جان ومال سے نکریں
ہرگز نہیں اور کیا اس خیالی عدم نصرت کے الزام سے انکو عدم اطاعت کا مجرم ٹھہرانا قرین انصاف ہے؟ ہرگز
نہیں اور کیا وہ اس ہزار گیارہ سو برس میں کسیوقت ظہور فرمانا چاہتے تو وہ رعایا کے محتاج تھے؟ ہرگز
نہیں اونکے پاس تو عصا موسیٰ انگشتر سلیمان اسم اعظم جیسی چیزیں ہیں اور جنکی نصرت میں حسب اعتقاد
شیعہ ملائکہ اور جن باشندگان جابلسا اور جابلقا ہیں کیا ایسے ساز وسامان کے ہوتے ہوئے پنجاب کی
یا ایران کی شیعوں کی نصرت کا کوئی منتظر رہتا ہے؟ ہرگز نہیں بس یہ علت بھی غلط اور گونہ خلاف
واقعہ ثابت ہوگئی فھو المراد۔

اقول جواب ان سب باتونکا پہلے مذکور ہوچکا ہے لہذا التفصیل کی ضرورت نہیں (۱) مگر نہ معلوم
شیعونکا امام مہدی کیوں کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت مہدی موعود تو تمام مسلمانوں کے امام ہونگے نہ فقط شیعوں کے
اسوقت تو نہ ہندو ہوگا نہ عیسائی نہ یہودی تمام عالم شیعہ ہوگا (۲) سردمہری تو جسطرح ابتک اگلے
زمانہ میں ہوئی ویسی ہی حضرت کی قبل بھی ہوگی کیونکہ تسلط تو بعد کو ہوگا (۳) ہزار گیارہ سو برس کا

کیا ذکر اگر دس ہزار برس بھی گذر جائے تو جب تک حکم خدا نہو گا ظہور نہ فرمائینگے کیونکہ وہ تو محکوم بحکم خدا ہیں حالانکہ آپ کو معلوم ہی وقت ظہور صرف ۳۱۳ ساتھ ہونگے پھر تو تمام دنیا ساتھ ہوگی۔

(۴) جب خود خداوند عالم فرماتا ہی ان تنصروا اللہ ینصرکم تو پھر امام مہدی کے احتیاج پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے

(۵) عصاء موسیٰ انگشتر سلیمان اسم اعظم سب چیزیں حاصل ہیں مگر حکم خدا تو نہیں حاصل ہی پھر بلا حکم خدا حضرت کیا کر سکتے ہیں اب جو کچھ اعتراض کرنا ہو خدا پر کیجیے کہ کیوں اونسے اسقدر تاخیر میں ڈالا۔

(۶) حسب اعتقاد شیعہ نہیں بلکہ حسب حکم خدا و رسول ملائکہ جن باشندگان جابلسا و جابلقا سب ہی نصرت کرینگے مگر اوس وقت حکم خدا ہو گا نہ اپنی خواہش سے۔

(۷) بیشک ہند و پنجاب یا ایران کی شیعوں کی نصرت کا منتظر وہ امام بحق نہیں ہی مگر حکم خدا کا آپکو معلوم ہے انتظار تو ہاں وہی جسکے بغیر نہ کوئی ساز و سامان کام آسکتا ہی نہ کسیکی نصرت۔

آپکو معلوم ہی ابوبکر عمر ابو عبیدہ جراح سعد بن ابی وقاص ایسے بہادران اسلام جنہوں نے سلطنت کسریٰ و قیصر کو تباہ و برباد کیا سب مکہ میں بظاہر مسلمان ہوگئے تھے مگر حضرت نے کسیکی نصرت و امداد پر بھروسہ نکیا جبتک حکم خدا نہ آیا پھر حضرت مہدی موعود کیونکر بلا حکم خدا و رسول قبل از وقت مقرر ظہور کر سکتے ہیں اور وعدہ خدا غلط ہو سکتا ہی جس میں وعدہ ظہور اوسوقت دیا گیا ہی کہ مومن و منافق جدا ہو جائیں لیمیز الخبیث من الطیب

غرض ضابطہ کلیہ انبیا اور اوصیا کی بارے میں یہی ہی کہ کوئی کام اونکا اپنی خواہش اور اپنی ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ وہ تابع حکم الٰہی ہوتی ہیں لہذا جبتک یہ نہ ثابت کیا جائے کہ حضرت کو حکم ظہور ہو چکا اوسوقت تک کوئی تقریر یا اعتراض مفید نہیں۔ کیونکہ ہم صدہا آیات و احادیث اس بارے میں دکھا چکے کہ حضرت منتظر حکم خدا ہیں اور حضرت نے فرمایا ہی ان الثانی عشر من ولدی یغیب حتی لا یری ویاتی علی امتی بزمن لا یبقی من الاسلام الا اسمہ و لا یبقی من القرآن الا رسمہ فحینئذ یاذن اللہ تبارک و تعالیٰ لہ بالخروج فیظہر اللہ الاسلام و یجدہ

ینابیع المودۃ صفحہ ۳۶۹

یعنی ہمارا بارہواں فرزند غائب ہوگا ایسا کہ نہ دیکھا جائیگا اور ایک زمانہ میرے امت پر ایسا آئیگا

جبکہ باقی نہ رہیگا اسلام کا مگر نام اور نہ قرآن کا مگر رسم اوسوقت اللہ تعالیٰ اوس کو خروج کی اجازت دیگا اور اس سے اسلام کی تجدید کریگا۔

جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ حضرت منتظر حکم خدا ہیں کہ جب وہ اذن دیگا تو ظہور فرمائیں مسٹر خادم حسین کو سمجھنا چاہیے کہ جن لوگوں نے آجتک اپنے ارادہ اور قصد سے بلا استحقاق دعوی مہدویت کیا اونکو کیا پھل ملا بجز اسکے کہ خائب و خاسر دنیا سے گئے آپ تواریخ پڑھیے تو معلوم صدہا شخصوں نے اسکا دعویٰ کیا جس میں سب سے سربرآوردہ آپ کے مرزا غلام احمد قادیانی ہوئے کہ صدہا اخبار نکلوائے صدہا کتابیں تصنیف ہوئیں مگر چونکہ وہ شخص اصلی مہدی موعود نہ تھا کسی طرح کامیاب نہ ہوا اور دنیا سے اس ذلت سے گیا کہ ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمان اوسپر .... کرتے ہیں۔

قولہ جب دیکھا گیا کہ واقعات سے امام کی وجود کو ثابت کرنا مشکل ہے تو ایسی تاویلات کی طرف رجوع کیا گیا جس سے ہر زمانہ میں ظہور امام کے اعتقاد سے ملکی فائدہ حاصل کیا جائے یا جن سے کہ سائل کسی وقت بھی مجبور نہ کر سکے

اول مثلاً بنی امیہ اور بنی عباس کی سطوت کو برباد کرنیکیلئے اس اعتقاد سے خوب فائدہ اوٹھایا گیا امام ظاہر ہوئے یا نہوئے مگر ہوا خواہان تشیع کی مرادیں پوری ہو گئیں

دوم امام کے ناموں میں سے ایک نام فرج تجویز کر دیا یعنی خوشحالی جسکا مطلب یہ کہ جب شیعوں کو اچھے دن آئیں سمجھا جائے کہ امام زمان کی دم قدم سے یہ دن نصیب ہوئے اور جب مصیبت کے دن ہوں تو صابر و منتظر رہیں شوستری نے لکھا ہے و فرج یکی از اسماء صاحب الامر است۔ مجالس المومنین مجلس اوّل صفحہ ۳۷

سوم دینی فوائد تو اسوقت بھی حاصل ہو رہے ہیں خواہ آپ امام غائب ہی مانے گئے ہیں لیکن ہوا خواہان تشیع نے گذشتہ مظالم کے انتقام لینے اور ساتھ ہی شیعوں کو دنیوی ترقی اور سلطنت کا امیدوار بنانے کیلیے ایسے عقائد بنائے جیسے غیبت کبرے امام۔ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں معنی رجعت آنست کہ پادشاہے ہمہ گردد و مہدی با پادشاہ شود رسالہ رجعت صفحہ ۱ قدیم شیعوں کو دنیاوی ثروت کی بڑی آرزو رہی تھی یہانتک کہ ضرب المثل ہو گئی الشیعۃ

ترتیب بالا ملاحظہ ہو دیکھو توضیح المقال صفحہ ۶٦ مطبوعہ ایران

چہارم شیخ معتمد حسن بن سلیمان نے منتخب البصائر میں روایت کی ہے جس میں امام صادق فرماتے ہیں کہ جس قدر آیات خدا نے قیام ساعت کیلئے قرآن میں فرمائی ہیں وہ سب کی سب امام قائم کے قیام کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں دیکھو رسالہ رجعت حدیث ششم صفحہ ۲۹ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب امام قائم سب آیات متعلقہ قیامت کا مصداق ہے تو جو آیات حسب اعتقاد شیعہ اثبات رجعت کیلئے ہیں انکا مصداق کون ہوگا۔

ترا اک وعدہ دیدار وہ بھی قیامت پر پھر اس پہ صبر کرنا ہائے دل امیدوار وں کا

پنجم امام غائب کو موجب امان زمین کہا گیا ہے جیسے کہ ستارے موجب امان آسمان ہیں۔ کتاب حق الیقین صفحہ ۱۳۳ دربیان غیبت آنحضرت اس سے معلوم ہوا کہ امام فرائض آیات و تبلیغ ہدایت سے یا تو فارغ ہو چکے ہیں یا اس عہدہ سے انکو دوسرے عہدہ پر منتقل کیا گیا ہے اور فرائض امامت سے انکا علحدہ ہو جانا بمنزلہ وفات کے ہے۔

اقول اصل آپ کی تقریر کا منشا یہ ہے جسکو ابتدائی رسالہ میں لکھا سوال منجانب شیعہ اثنا عشری اگر کتب شیعہ سے امام غائب یعنی بارہویں امام محمد بن حسن العسکری کی وفات ثابت ہو جائے تو میں حضرت مرزا صاحب امام آخر الزمان مانکر بیعت کو تیار ہوں تشحیذ الاذہان صفحہ ۱

اس سوال کے جواب میں یہ سب تقریریں ہیں جنکو آپنے ملاحظہ کیا کہ اصل ثبات مدعا میں کہ وفات حضرت امام آخر الزمان ؑ ہے آج تک وہ قاصر رہی پھر آگے چلکر وہ کیا بنا سکتی ہیں۔

اسپر مختصر جواب ان سب کا عرض کرتا ہوں کیونکہ تفصیلی بحث تو بخوبی ہو چکی۔

(۱) یہ محض غلط ہے کہ وجود امام غائب واقعات سے ثابت کیا گیا کیونکہ ہم کیا تمامی اہل اسلام وجود امام غائب کو صرف اقوال خدا و رسول سے ثابت کرتے ہیں جس میں ہمکو ایسی کامیابی ہوئی اور ہوتی ہے کہ اگر چار لاکھ مرزائی جمع ہوں تو ایک حرف بھی اوسکا نہیں مٹا سکتے۔

(۲) نہ معلوم آپنے کونسا واقعہ ایسا دکھایا جسکا ثبوت نہوتا ہو کیونکہ قرآن و حدیث کا تو کوئی واقعہ ایسا نہیں دکھایا گیا جسکا ثبوت واقعات سے نہوتا ہو بہ استثنار واقعات قرب قیامت کہ اونکا ظہور اپنے وقت میں ہوگا ورنہ سب ہو چکا۔

(۳) یہ بھی محض غلط ہے کہ تاویلات کی طرف رجوع کیا گیا کیونکہ بقول بالتاویل جو کچھ ہی
غرض وہ سب کلام رسول اللہ مین ہے تو کیا وہان بھی یہی کہا جائیگا کہ تاویل کی گئی۔؟

(۴) یہ بھی غلط ہے کہ بربادی سلطنت بنی امیہ یا بنی عباس کیلئے یہ اعتقاد جمایا گیا کیونکہ
احادیث مین تو جبابرہ کا ذکر ہے خواہ جبابرہ بنی امیہ ہون یا بنی عباس یا کسی حصہ دنیا کے۔

(۵) یہ بھی غلط ہے کہ ہوا خواہان تشیع کی مرادین پوری ہوین کیونکہ جو کچھ ہوا وہ سب ان کی
غلط کاریون کا نتیجہ تھا ہوا خواہان اہل تشیع کو اوس مین مداخلت نہ تھی اور تھی تو وہ انتقام
تھا۔ مگر اعتقاد امام مہدی سے اسکو کوئی واسطہ نہ تھا وہ بجائے خود تھا۔ اور اگر فرض کیا جائے
کہ اس اعتقاد کو اس مین دخل تھا تو بھی کوئی مضائقہ نہین کیونکہ خود رسول اللہ بھی
مسلمانون کو اسکی بشارت دیا کرتے کہ تم اسلام لاؤگے تو خزائن کسریٰ وقیصر کے مالک
بنجاؤگے اور مشرق ومغرب کے تم فاتح بنوگے تو جس طرح وہ وعدہ رسول پورا ہوا اوسی
طرح یہ وعدہ بھی ایک روز پورا ہوگا انشاء اللہ کیونکہ خود مشکوٰۃ مین ہے لا تذهب الدنیا حتی
یملك العرب رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی رواه الترمذی ص۳۰ ج۱
سنن ابن ماجہ مین ہے عن ابی سعید الخدری ان النبی قال یکون فی امتی
المهدی ان قصر فسبع والا فتسع فیتنعم فیه امتی نعمة لم ینعموا مثلها
قط توتی اکلها ولا تدخر منهم شیئاً والمال یومئذ کدوس فیقول یا مهدی
اعطنی فیقول خذ ص۳۱

قال رسول اللہ المهدی منا اهل البیت یصلحه اللہ فی لیلة۔ ص۳۱ غ۳
قال قال رسول اللہ یخرج ناس من المشرق فیوطون للمهدی یعنی سلطانه
یہ سب روایتین بتارہی ہین کہ حضرت مہدیؑ کا زمانہ اسقدر نعمات فراوان سے مملو ہوگا
کہ ایسی نعمتین آجتک دنیا والون کو نصیب نہین ہوئین پھر کیونکر منشی خادم حسین امر کا
دعوے کرسکتے ہین کہ وہ مہدی جسکا وعدہ خدا ورسول نے کیا تھا مرزا غلام احمد قادیانی تھی
جسکے بدولت اسقدر نکبتین دنیا پر نازل ہوین جو کبھی نہ ہوئی تھین۔

(۶) امام مہدی کا نام فرج بھی منجانب اللہ ورسول ہے اور اسکا تو خدا نے وعدہ کیا ہے۔

ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا - پھر تمہارے اگر شیعہ اس وعدہ پر امیدوار فرج
وخوش حالی ہین تو آپکو کیا اعتراض ہے -

(۷) دنیوی ترقی کیلئے اگر شیعون کا یہ عقیدہ ہے تو اس مین شیعون پر کیا اعتراض ہے
کیونکہ اسکا وعدہ تو خود رسول اللہ ص نے کیا ہے اور اوسی پر عقاید شیعہ قائم ہے -
خداوند عالم فرماتا ہے ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ
للمتقین خدا اپنے بندون سے جسکو چاہتا ہے زمین کا وارث کرتا ہے تو کیا یہ سب غلط ہے اور
صرف شیعون ہی نے یہ عقیدہ گڑھا ہے -

ہان آپ اپنے خلفائے اسلام کو دیکھیے کہ وہ صرف اسی وجہ سے اسلام لائے تھے کہ وعدہ
تھا کہ عرب وعجم کے فاتح ہوگے اور خلیفہ اول ودوم تو محض اس وجہ سے مسلمان ہوئے کہ
انکو یہودیون نے خبر دی تھی تم خلیفہ ہوگے خود قرآن مجید مین اسکا اشارہ موجود ہے
اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا
غرورا کہ خدا اور رسول کا جو کچھ وعدہ ہے وہ صرف فریب اور دھوکھا ہے پھر اگر شیعون کو
اسکا اعتقاد ہے کہ عہد کرامت مہد جناب صاحب العصر والزمان ع مین حسب وعدہ خدا اور
رسول وہ فرج ہوگا جو کبھی نہ ہوا تو کیا محل اعتراض ہے -

اگر اسپر بھی ایمان نہ لائے تو شمس العلما مولوی شبلی صاحب کا الکلام دیکھیے ص ۲۴۱
سب سے بڑھکر امت محمدیہ کو اعمال صالحہ کے معاوضہ مین جس چیز کے عطا کرنے کا وعدہ ہوا
وہ خلافت اور سلطنت تھی وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنھم
فی الارض خدا نے اون لوگون سے جو ایمان لائے اور جنھون نے اچھے کام کئے
یہ وعدہ کیا گیا کہ ان کو خلافت دیگا ص ۲۴۲

اس تحریر کو دیکھیے اور فرمایئے بجز خلفائے ثلثہ یا ابن الزبیر معاویہ مروان اور کوئی بھی
مسلمان رہ سکتا ہے جو خلیفہ ہوے - غرض چونکہ خدا و رسول کا وعدہ یہی ہے کہ حضرت
کے زمانہ ظہور مین یہ سب باتین پوری ہونگی لہذا شیعون کا اسپر اعتقاد ہے بلکہ
خود محققین اہلسنت کا بھی یہی عقیدہ ہے چنانچہ امام فخر رازی لکھتے ہین جلد ۴ ص ۶۲۶

تفسیر آیہ لیظهره علی الدین کلہ

الوجه الثانی فی الجواب ان نقول روی عن ابی هریرة انه قال هذا وعد من الله بانه تعالیٰ یجعل الاسلام غالباً علی جمیع الادیان و تمام هذا انما یحصل عند خروج عیسیٰ وقال السدی ذلک عند خروج المهدی لایبقیٰ احد الا دخل فی الاسلام او ادی الخراج۔

یعنی جن لوگون کا یہ اعتراض ہے کہ یہ وعدہ ابھی نہین پورا ہوا کہ اسلام تمام دینون پر غالب ہوتا تو اون کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ یہ وعدہ خدا پورا ہوگا زمانہ حضرت عیسیٰ مین کہا سدی نے کہ وقت ظہور حضرت مہدیؑ کوئی نہ باقی رہیگا مگر اسلام لائیگا یا خراج دیگا۔

پھر فرماتے شیعہ کیونکر نہ اسپر ایمان لائین خصوصاً جبکہ دیکھ رہے ہین جتنے مدعی مہدویت آجتک ہوئے وہ سب خائب وخاسر دنیا سے گئے لہذا اس وعدہ کے ظہور کا وقت ابھی نہین آیا۔ دعوی مرزا غلام احمد صاحب نے اور بھی اسکی تصدیق کردی۔

(۸) یہ دعوی کہ قدیم شیعون کو دنیاوی ثروت کی بڑی آرزو رہتی تھی یہانتک کہ ضرب المثل ہوگئی الشیعة تروی بالامانی" تو اور بھی مضحکہ خیز ہے کیونکہ خداوند عالم آپکے صحابہ کبار کے نسبت فرماتا ہے۔

(۱) تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ کہ تم دنیا کی عزت کی خواہش مند ہو اور خدا آخرت کا خواہان ہے پھر فرماتا ہے (۲) منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ۔ بعض تمسے طالب دنیا ہین اور بعض طالب آخرت جس سے معلوم ہوا صحابہ کی اوسی وقت دو قسم تھی پھر خداوند عالم فرماتا ہے۔

(۳) یا ایها الذین امنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل سورہ توبہ

اے مومنو کیا ہوا ہے تمکو کہ جب کہا جاتا ہے جہاد کیلئے نکلو تو تم زمین پر گرے جاتے ہو

کیا تم آخرت کی نعمت چھوڑ کر دنیا کی نعمتون پر خوش ہو بیٹھے ہو دنیا کی زندگی اللہ اسکی نعمتین تو آخرت کے مقابلہ مین بہت کم ہے۔

کیا اس سے آپکے صحابہ کی دنیاداری اور اسی غرض سے نافرمانی اونکی نہین ظاہر ہوئی کہ جہاد کو اسکے لئے چھوڑ دیتے تھے جسپر خدا عتاب کرتا ہے۔

(۴۲) انما یرید اللہ لیعذبہم بہا فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسہم وھم کافرون۔ کہ خدا منافقون کو اسی لئے مال و اولاد دیتا ہے کہ اسی دنیا مین اونکو عذاب دے اور جان نکلنے لگے تو وہ کافر ہون۔

ومن کان یرید حرث الدنیا نوتہ منہا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب اور جو دنیا کی کھیتی کا خواستگار ہو ہم اوس مین سے دینگے اور اوسکا آخرت مین کچھ حصہ نہ ہوگا۔

قرآن کے بعد حدیث کا درجہ ہے دیکھئے حضرت نے کتنی احادیث مین صحابہ کی اس دنیاداری کی خبر دی ہے مشکوۃ مین ہے۔

ان النبی قال انکم ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیمۃ رواہ البخاری۔

کہ حضرت نے فرمایا قریب ہے تملوگ حرص کروگے امارۃ پر اور وہ ندامت ہوگی بروز قیامت اور ازالۃ الخفا مین ہے صہ۹۲ مقصد اول

(۱) عن عقبہ بن عامر الجھنی ان رسول اللہ خرج یوماً فصلی علی اہل احد صلوتہ علی المیت ثم خرج الی المنبر فقال انی فرط لکم وانی شہید علیکم وانی انظر واللہ الی حوض الان وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوا فیہا۔

یعنی ایک روز حضرت باہر تشریف لائے اور اہل احد پر نماز میت پڑھی پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا ہم تم سب سے پہلے جائینگے اور ہم تمپر گواہ ہین۔ اور ہم قسم خدا کی اپنے حوض کی طرف اسوقت بھی دیکھ رہے ہین اور ہمکو خدا نے خزانہ ہائے زمین کی کنجیان دی ہین۔ اور قسم خدا کی ہمکو اسکا خوف نہین ہے کہ تم ہمارے بعد شرک کروگے لیکن

ہم تمپر اسکا خوف کرتے ہین کہ تم اس ہین تنافس کرو۔

(۲) پھر اوسی کتاب مین ہے اخرج ابن ماجہ عن عیاض بن عبد اللہ انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ فخطب الناس فقال واللہ لا اخشی علیکم ایہا الناس الا ما یخرج لکم من زہرۃ الدنیا ص۲۴۴

یعنی عیاض بن عبد اللہ بیان کرتے ہین کہ حضرت نے خطبہ فرمایا ہمکو تمسے اسکا خوف ہے کہ دنیا کی تر و تازگی پر فریفتہ ہو جاؤ۔

(۳) وفی المشکوۃ انہ سیخرج فی امتی اقوام تجاری بہم تلک الاہوا کما یتجاری الکلب لصاحبہ لا یبقی منہ عرق ولا مفصل الا دخلہ ص۱۴۵

یعنی نکلینگی ہماری امت مین ایسی قومین کہ اون کو خواہشین لے بھرینگی جیسا کہ داء الکلب (مرض کا نام ہے) اپنے مریض کو ہر آفت مین مبتلا کرتا ہے کہ کوئی رگ یا مفصل اوس کا نہین بچتا۔

(۴) صحیح مسلم مین ہے مع شرح نواب صدیق حسن خان صاحب مسمی بہ سراج وہاج جلد ۲ ص۵۱۰

عن عمرو بن عوف رض ان رسول اللہ صلعم بعث ابا عبیدہ بن الجراح رض الی البحرین یاتی بجزیتہا وکان رسول اللہ صلعم ہو صالح اہل البحرین وامر علیہم العلاء بن الحضرمی فقدم ابو عبیدہ بمال من البحرین فسمعت الانصار بقدوم ابی عبیدہ فوافوا صلوۃ الفجر مع رسول اللہ فلما صلی رسول اللہ انصرف فتعرضوا لہ فتبسم رسول اللہ صلعم حین راٰہم ثم قال اظنکم سمعتم ان ابا عبیدہ قدم بشیٔ من البحرین فقالوا اجل یا رسول اللہ قال فابشروا واملوا ما یسرکم فواللہ ما الفقر اخشی علیکم ولکنی اخشی علیکم ان تبسط الدنیا علیکم کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوہا کما تنافسوہا وتہلککم کما اہلکتہم۔

یعنی حضرت نے ابو عبیدہ جراح کو بحرین کی طرف اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہان سے جاکر مال جزیہ لائین۔ کیونکہ بحرین والون سے اور حضرت سے مصالحہ ہو چکا تھا اور حضرت نے

علاء بن حضرمی کو اون کا بنایا تھا۔ ابو عبیدہ مال بحرین لیکر آئے تو انصار کو یہ خبر معلوم ہوئی وہ صبح ہی کو حاضر خدمت ہوئے اور نماز صبح ساتھ پڑھی۔ بعد نماز جب حضرت تشریف لے جانے لگے تو اون لوگون نے حضرت کو ٹوکا حضرت نے اسپر تبسم فرمایا اور کہا شاید تملوگون نے یہ سنا ہے کہ ابو عبیدہ مال بحرین لائے ہین سب نے کہا ہان یا حضرت آپنے فرمایا بشارت ہو تمکو اور امید کرو اوسکی جس سے خوش ہو قسم خدا ہمکو اس کا خوف نہین ہے کہ تملوگ فقر مین مبتلا ہوگے۔ بلکہ ہمکو اسکا خوف ہے کہ دنیا تمپر اوسی طرح پھیلے جیساکہ تملوگون کے پہلے لوگون پر پھیلی تھی جس سے اونھون نے تنافس کیا اور ہلاک ہوے تو کہین ایسا نہو کہ تم بھی تنافس کرو اور ہلاک ہو۔

مولوی صدیق حسن خان اسکی شرح مین لکھتے ہین واصل الحدیث متفق علیہ وھو علم من اعلام النبوۃ فقد وقع مصداقہ من زمن طویل ص۵۲۔

یعنی اصل حدیث متفق علیہ ہے اور یہ بھی حضرت کے اعلام نبوت سے ہے کیونکہ مدت طویل سے یہ امر واقع ہو چکا ہے۔

(۲) اوسی صحیح مسلم مین ہے عن عبد اللہ بن عمرو العاص عن رسول اللہ ؐ انہ قال ‌‌اذا فتحت علیکم فارس والروم ای قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف نقول کما امرنا اللہ قال رسول اللہ ؐ او غیر ذلک تتنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تتباغضون او نحو ذلک ثم تنطلقون فی مساکین المھاجرین فتجعلون بعضہم علی رقاب بعض۔

عبد اللہ بن عمرو عاص سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب ملک فارس و روم فتح ہوگا تو تم کونسی قوم ہو جاؤ گے۔ عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ مطابق حکم خدا ہم عمل کرینگے۔ حضرت نے فرمایا بلکہ اسکے خلاف عمل کروگے کہ پہلے تنافس کروگے پھر حسد پھر قطع رحم شروع کروگے۔ پھر باہم بغض کروگے یا مثل اسکے پھر جاؤگے مساکین غربا مہاجرین مین اور ایک کو دوسرے کی گردن پر سوار کروگے۔

سراج وہاج مین ہے کہ تنافس کسی چیز کے لینے مین جلدی کرنا ہے اس طرح کہ دوسرا

نہ لے سکے یہ اول درجہ حسد ہے (خیال کرو ابو بکر و عمر کا جنازہ رسول کو چھوڑ کر سقیفہ کی طرف جانا کہ سعد بن عبادہ نہ پا سکین اور جناب امیرؑ نہ آ سکین) حسد اسکا نام ہے کہ اگر کسی کو وہ نعمت ملجائے تو اوسکے زوال کی تمنا کرنا (طلحہ زبیر عائشہ کا کوشش کرنا کہ خلافت جناب امیرؑ کے ہاتھ مین نہ رہے) تدابر کے معنی تقاطع ہے مگر اوسکے ساتھ کچھ محبت و مودت باقی رہتی ہے یا دہ درجہ ہوتا ہے کہ نہ مودت ہو نہ بغض. تباغض کا درجہ اسکے بعد ہے اسی لئے حدیث مین یہ ترتیب رکھی گئی. پھر جاؤ گے مساکین مہاجرین یعنے ضعفا مین اور اون مین سے بعض کو بعض پر امیر کرو گے ایسے ہی شرح کی گئی ہے۔

صحیح مسلم شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۴۰۹ مین بھی یہی ہے مگر افسوس کسی نے یہ نہ لکھا کہ یہ حدیث اعلام نبوت سے ہے جسکی تصدیق ایسی نمایان ہوئی کہ شاید کسی دوسری حدیث کی تصدیق ایسی کمتر ہوئی ہو۔

(۱) حضرتؐ نے اون سب سے یہ سوال کیا تھا کہ جب تم فارس و روم کو فتح کرلوگے تو کونسی قوم بنجاؤ گے جس سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ انکے تغیر کو اس طرح ظاہر فرما رہے ہین کہ تم مین ایسا ہوگا. کہ گویا تم دوسری قوم بنجاؤ گے. مگر افسوس اس نکتہ کو صحابہ نے نہ سمجھا اور نہایت بے پروائی سے کہدیا کہ ہم تو حکم خدا اور رسول پہ چلتے رہینگے جسپر حضرتؐ نے اون کی وہ تنبیہ کی کہ ہمیشہ کیلئے یادگار رہیگی۔

اس قسم کا غرور اور پندار کچھ انھین کے ساتھ نہین مخصوص تھا. بلکہ خلیفہ اول مین سب سے زیادہ یہ صفت تھی. کیونکہ آپنے صدہا روایات مین دیکھا ہوگا کہ جب حضرتؐ نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے تو یہ کہہ اوٹھتے کیا ہم آپکے بھائی نہین ہین جب آپ شہدائے احد پر سلام و دعا فرماتے اور کہتے کہ ہم ان پہ گواہ ہین تو یہ کہہ اوٹھتے کیا ہم اون کے بھائی نہین ہین. اوسی طرح ایمان نہین لائے اوسی طرح جہاد نہین کیا تو حضرتؐ فرماتے نہین معلوم تم ہمارے بعد کیا کیا بدعتین کرو گے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا اوسی طرح عبد الرحمن نے جلدی بازی کرکے یہ جواب دیا اور ہمیشہ کے لئے فضیحت ہوے۔

(۲) حضرتؐ نے بجواب عبد الرحمن بن عوف فرمایا ایسا نہین ہوگا کہ تم مطابق حکم خدا و رسول

عمل کرو اس مین نفی کلی ہے اونکے متابعت احکام خدا اور رسول کی مگر افسوس اسپر بھی
یہ لوگ عشرہ مبشرہ مین داخل ہین۔

(۳۰) حضرت نے ان لوگون کے اعمال و افعال کو نہایت لطافت کے ساتھ ایسے الفاظ
مین ظاہر فرمایا کہ اوس سے بڑھکر ہو نہین سکتا کیونکہ تنافس اول درجہ حسد ہے جس کو آپ
نے ان مین ثابت کیا پھر تحاسد۔ تدبر پھر تباغض کو جس سے کل مراتب کا ان مین پایا
جانا یقیناً ثابت ہوا۔

پھر کسقدر حیرت کا مقام ہے کہ خدا اور رسول تو آپکے صحابہ کی دنیاداری اور خواہش ملک
گیری کو ان الفاظ سے بیان کرے اور ویسا ہی صحابہ سے واقع ہو کہ جنازہ رسول کو
بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ مین جائین اور خلافت ہاتھ لگائین اور آپ اسکا
الزام شیعون پر لگائین کہ اون کو ثروت کی بڑی آرزو تھی حالانکہ تمام دنیا کو معلوم ہے
دنیا اور اوسکے اسباب عیش و آرام سے اہلبیت طاہرینؑ کو کیسی نفرت تھی۔ جسکے
لئے اون کا گھر جلایا گیا قتل کئے گئے کہ دنیاداری مین ہمارے شریک ہو مگر اون
حضرات نے حق کے مقابلہ مین کسی کو قبول نہ کیا۔

اور اگر ہم فرض بھی کرلین کہ شیعون کو دنیاوی ثروت کی بڑی آرزو تھی تو اس
مین بھی تعمیل حکم خدا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے ان الارض للہ یورثہا من یشاء
من عبادہ والعاقبۃ للمتقین سورہ اعراف پ ۹ ع ۵
کہ خداوند عالم وارث زمین کریگا اپنے بندون سے جسکو چاہیگا اور آخرت کی بھلائی
تو متقیون کے لئے ہے۔

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم
الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم
ما کانوا یحذرون۔ سورہ قصص پ ۲۰ ع ۱
اور ہم چاہتے ہین کہ جو لوگ زمین مین ضعیف کردئے گئے ہین اون پر احسان کرین
اور اون کو امام بنائین اور اونکو وارث بنائین اور زمین مین اونکو قدرت دین

اور فرعون وہامان اور اونکے لشکر کو وہ چیز دکھا دین جس سے وہ ڈرتے تھے۔
لہذا مطابق ان وعدہ ہائے الٰہی کے شیعون کو اسکی امید ہے کہ یہ وعدہ ضرور پورا
ہوگا اور ہم سب کامیاب ہونگے۔
اب ذرہ سورہ اعراف کا یہ آیہ پڑھیئے قل عسی ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم
فی الارض فینظر کیف تعملون۔
قریب ہے کہ خدا تمھارے دشمنون کو ہلاک کرے اور تمکو جانشین اون کا بنائے زمین پر
پھر دیکھے کہ کیا عمل کرتے ہو۔
تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے صفحہ ۱۰ جلد ۳
عن ابن عباس ان رسول اللہ قال بنا اھل البیت یفتح ویختم فلابد ان
یقع دولۃ لبنی ھاشم فانظروا فیمن تکونوا من بنی ھاشم وفیھم نزلت
عسی ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون
یعنی رسول اللہ نے فرمایا کہ ہم اہلبیت کے سبب سے افتتاح ہوا اور ہمارے اہلبیت ہی سے
اسکا خاتمہ ہوگا لہذا ضرور ہے کہ بنی ہاشم کی دولت قائم ہو تو اب دیکھو بنی ہاشم کی کس
شاخ مین ہوگے اور انھین کے بارہ مین نازل ہوا عسی ربکم ان یھلک عدوکم۔
پس جبکہ رسول اللہ صلعم اس صراحت سے دولت اہلبیت طاہرین کے قیام کی خبر دین کہ
ضرور ایسا ہوگا تو اب کون مسلمان ہے جو اس آرزو مین نہو گا۔
ہان یہ ممکن ہے کہ مرزائی جماعت اس سے سلطنت بنی عباس کو مراد لے کیونکہ اوسکو
دیکھ چکے ہین مگر فقرات حدیث اس خیال کو باطل کر رہے ہین کیونکہ نہ وہ لوگ اہلبیت
مین داخل ہین اور نہ وہ اس آیہ کے مصداق ہو سکتے ہین بلکہ یہ وہ خبر ہے جسکو دوسری
احادیث مین حضرت نے بتصریح بیان فرمایا ہے کہ حضرت مہدی موعود کے زمانہ مین
یہ سب باتین پوری ہونگی۔
(۹) آپکا اعتراض شیخ معتمد حسن بن سلیمان کی اس روایت پر بھی ہے کہ حضرت نے
فرمایا جسقدر آیات خدا نے قیام ساعت کیلئے فرمایا ہے وہ سب کی سب امام قائم

قیام کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں" تو جواب اسکا یہ ہے کہ باتفاق فریقین ثابت ہی کہ نزول وظہور حضرت قائمؑ قریب قیام قیامت ہوگا اسی لئے اسکو قیامت صغری بھی کہتے ہیں اسلئے جو علامات قیامت ہیں وہی اسکی بھی علامت ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا، دیکھئے و ہمچنین ما میقنین میدانم کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نص فرمودہ است باآنکہ امام مہدی در دامان قیامت موجود خواہد شد وی عنداللہ وعند رسولہ امام برحق است و پرخواہد کرد زمین را بعدل و انصاف چنانکہ پیش از وے پرشدہ باشد بجور وظلم بس باین کلمہ افادہ فرمودہ اند استخلاف امام مہدی را و واجب شد اتباع وی در انچہ تعلق بخلیفہ دارد چون وقت خلافت او آید لیکن این معنی بالفعل نیست مگر نزدیک ظہور مہدیؑ و بیعت با او میان رکن و مقام صفحہ مقصد اول

اب غور فرمائیے کہ صدق کلام امام میں کیا عذر رہا کیونکہ شاہ صاحب بھی تو یہی فرماتے ہیں حضرت مہدیؑ کا ظہور دامان قیامت میں ہوگا اور ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے بلکہ جب حضرت کی بیعت درمیان رکن و مقام ہوگی تب وہ وقت آئیگا پھر آپ کیونکر مرزا غلام احمد قادیانی کو امام مہدی قرار دے سکتے ہیں جنپر ایک علامت بھی نہیں صادق آتی۔ کیونکہ یہ ضروری امر ہے کہ حضرت کے وجود سے دنیا عدل و انصاف سے بھر جائے برخلاف اسکے مرزا صاحب کے دعوے نے تمام عالم کو مملو از ظلم و فساد کر دیا۔

(۱۰) لکھتے ہیں امام غائب کو موجب امان زمین کہا گیا ہے جیسے کہ ستارے موجب امان آسمان ہیں۔ کتاب حق الیقین صفحہ ۱۳۳

الجواب افسوس کہ یہ شخص اپنے فرقہ میں ایسا پیدا ہوا ہے جسکا کام بجز تکذیب کلام خدا و رسول اور کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ اہلبیت طاہرین کے وجود کو خود رسول اللہ نے موجب امان زمین و آسمان کہا ہے ملاحظہ ہو کتاب ینابیع المودہ شیخ سلیمان بلخی قندوزی جنکے عارف کامل ہونے میں اہلسنت کو کوئی عذر ہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ پیرے تھے سلطان عبدالعزیز صاحب کے جو سلاطین روم کے مشاہیر سے ہیں المتوفی ۱۲۹۴ھ

ینابیع المودة میں ہے الباب الثالث فی بیان ان دوام الدنیا بدوام اہل
بیتہ صلی اللہ علیہ وعلیہم وبیان انہم سبب لنزول المطر والنعمة وبیان
فضائلہم اخرج احمد فی المناقب عن علی کرم اللہ وجہہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل السماء فاذا ذہبت النجوم ذہب
اہل السماء واہل بیتی امان لاہل الارض فاذا ذہب اہل بیتی ذہب
اہل الارض ایضاً اخرجہ ابن احمد فی زیادات المسند والحموینی فی
فرائد السمطین عن علی کرم اللہ وجہہ ایضاً اخرجہ الحاکم عن محمد الباقر
عن ابیہ عن جدہ عن علی رضی اللہ عنہم واخرج احمد عن انس رضی
اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم النجوم امان لاہل السماء
واہل بیتی امان لاہل الارض فاذا ذہب اہلبیتی جاء اہل الارض
من الآیات ما کانوا یوعدون وقال احمد ان اللہ خلق الارض من اجل
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجعل دوامہا بدوام اہل بیتہ و
عترتہ صلی اللہ علیہ وآلہ اخرج الحموینی عن سلمہ بن الاکوع عن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال النجوم امان لاہل السماء واہل بیتی امان
لامتی ایضاً اخرج الحموینی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیتی امان لاہل الارض کما ان النجوم
امان لاہل السماء ایضاً اخرجہ الحاکم عن قتادة عن عطاء عن ابن عباس
اخرج الحاکم عن جابر بن عبد اللہ وابی موسی الاشعری وابن عباس رضی
اللہ عنہم قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل
السماء واہل بیتی امان لاہل الارض فاذا ذہبت النجوم ذہب اہل
السماء واذا ذہب اہل بیتی ذہب اہل الارض وفی نوادر الاصول
عن سلمہ بن الاکوع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان
لاہل السماء واہل بیتی امان لامتی وفی الصواعق النجوم امان لاہل

السماء واهل بیتی امان لامتی اخرجہ جماعۃ اخرج الحموینی بسندہ عن محمد الباقر عن ابیہ عن جدہ عن امیر المومنین رضی اللہ عنہم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اکتب ما املی علیک قلت یا رسول اللہ اتخاف علی النسیان قال لا وقد دعوت اللہ عز وجل ان یجعلک حافظاً ولکن اکتب لشرکائک الائمۃ من ولدک بھم تسقی امتی الغیث وبھم یستجاب دعائہم وبھم یصرف اللہ عن الناس البلاء وبھم تنزل الرحمۃ من السماء وھذا اولھم واشار الی الحسن ثم قال وھذا ثانیہم واشار الی الحسین ثم قال والائمۃ من ولدہ رضی اللہ عنہم۔ انتہٰی

یعنی تیسرا باب اس بارہ میں ہے کہ دنیا کا دوام اوسوقت تک ہے جبتک اہلبیت رسول کا وجود ہے اور وہی لوگ سبب نزول باران و نعمت ہیں اور کچھ اونکے فضائل کا بیان۔

(۱) امام احمد نے مناقب میں حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسولخدا نے ستارے امان ہیں اہل آسمان کیلئے جب ستارے جاتے رہینگے تو اہل آسمان بھی جاتے رہینگے اور ہمارے اہلبیت امان ہین اہل زمین کیلئے جب ہمارے اہلبیت جاتے رہینگے تو اہل زمین بھی جاتے رہینگے۔

(۲) اس روایت کو ابن احمد نے زیادات مسند میں لکھا ہے اور حموینی نے فرائد السمطین میں بھی جناب امیرؑ سے۔

(۳) امام حاکم جناب امام محمد باقرؑ سے اور امام احمد نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے ستارے امان ہین اہل آسمان کیلئے جیسا کہ ہمارے اہلبیت امان اہل ارض کیلئے جب ہمارے اہلبیت جاتے رہینگے تو اہل زمین کیلئے وہ آیات نازل ہونگے جسکا وعدہ کیا گیا ہے۔

(۴) امام احمد کہتے ہین کہ خدا نے خلق کیا زمین کو واسطے رسول اللہؐ کے تو اوسکے دوام کو وابستہ کیا دوام اہلبیت کے ساتھ جبتک حضرت رسول باقی رہیگی دنیا بھی باقی رہیگی۔

(۵) حموینی سلمہ بن اکوع سے راوی ہین کہ حضرت نے فرمایا ستارے امان ہین اہل آسمان کیلئے اور ہمارے اہلبیت امان ہین اہل ارض کیلئے۔

(۶) پھر حموینی ابی سعید خدری سے راوی ہین کہ حضرت نے فرمایا اہلبیت ہمارے امان ہین اہل زمین کیلئے جس طرح نجوم امان ہین اہل آسمان کیلئے۔

(۷) اسی روایت کو امام حاکم روایت کرتے ہین قتادہ سے عن عطاء عن ابن عباس

(۸) امام حاکم جابر بن عبداللہ انصاری اور ابوموسی اشعری اور ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمایا نجوم امان اہل سما کیلئے اور ہمارے اہلبیت امان ہین اہل ارض کیلئے جب ہمارے اہلبیت جاتے رہینگے تو اہل زمین بھی جاتے رہینگے۔

(۹) نوادر الاصول مین سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا نجوم امان ہین اہل سما کیلئے اور اہلبیت ہمارے امان ہین اہل ارض کیلئے۔

(۱۰) صواعق محرقہ مین ہے کہ نجوم امان ہین اہل سما کیلئے اور اہلبیت ہمارے امان ہین اہل ارض کیلئے اسکے راوی ایک جماعت ہین۔

(۱۱) حموینی بسند جناب امام محمد باقرؑ روایت کرتے ہین کہ حضرت نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے علی لکھو جو کچھ ہم لکھواتے ہین تو حضرت علیؑ نے عرض کیا یا آپکو میرے نسیان کا خوف ہے حضرت نے فرمایا ہرگز نہین کیونکہ ہمنے خدا نے دعا کیا ہے کہ تمکو حافظ بنا دے مگر لکھ رکھو اپنے اون شرکا کیلئے جو امامت مین تمہارے شریک ہین تمہاری اولاد سے خدا ہماری امت کو اونھین کی بدولت سیراب کرتا ہے اور اونکی دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور اونھین کے سبب سے بلاؤن کو دفع کرتا ہے آدمیون سے انھین کی بدولت رحمت نازل ہوتی ہے آسمان سے یہ اون شرکا امامت کا پہلا ہے اشارہ کیا امام حسنؑ کی طرف اور یہ دوسرا ہے اشارہ کیا جناب امام حسینؑ کی طرف پھر فرمایا اور رہ اللہ جو اولاد حسینؑ سے ہین۔

بغرض اختصار ہم انھین روایتون پر اکتفا کرتے ہین ورنہ ہزارہا روایتین اس مضمون کی کتب معتبرہ اہلسنت مین موجود ہین کہ اہلبیت رسول امان ہین اہل ارض کیلئے۔

پھر نہ معلوم منشی خادم حسین صاحب کو اسپر کیون تعجب ہوتا ہے جو کہتے ہین امام غائب کو موجب امان زمین کہا گیا ہے حالانکہ اوسی کتاب مین ہے اخرج الحموینی بسندہ عن الاعمش عن جعفر الصادق عن ابیہ عن جدہ علی بن الحسین رضی اللہ عنہم قال نحن ائمۃ المسلمین و حجج اللہ علی العلمین و سادۃ المومنین و قادۃ الغر المحجلین و موالی المسلمین و نحن امان لاہل الارض کما ان النجوم امان لاہل السماء و نحن الذین بنا تمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذن اللہ و بنا ینزل الغیث و تنشر الرحمۃ و تخرج برکات الارض و لولا ما علی الارض منا لانساخت باھلھا ثم قال و لم تخل الارض منذ خلق اللہ ادم علیہ السلام من حجۃ اللہ فیھا ظاہر و مشہور او غائب مستور و لا تخلوا الی ان تقوم الساعۃ من حجۃ فیھا و لولا ذلک لم یعبد اللہ قال الاعمش قلت لجعفر الصادق رضی اللہ عنہ کیف ینتفع الناس بالحجۃ الغائب المستور قال کما ینتفعون بالشمس اذا سترھا سحاب ۔ صفحہ ۱۸۶

یعنی حموینی بسند اعمش جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت سے فرمایا ہم ائمہ مسلمین ہین اور حجت خدا ہین تمام عالم پر اور سادۃ مومنین ہین اور قادہ غر محجلین اور موالی مسلمانون کے ہم امان ہین اہل ارض کیلئے جیسا کہ نجوم امان ہین اہل آسمان کیلئے اور ہماری ہی وجہ سے آسمان رکا ہوا ہے اس سے کہ گرے زمین پر مگر باذن خدا اور ہمارے ہی سبب سے باران نازل ہوتا ہے اور رحمت پھیلتی ہے اور زمین کی برکتین نکلتی ہین اگر ہملوگون کا وجود نہ ہوتا زمین پر تو سب کے سب زمین مین دھنس جاتے پھر فرمایا حضرت نے کہ جب سے زمین پیدا ہوئی ہے کبھی حجت خدا سے خالی نہین رہی یا تو حجت خدا اوس مین ظاہر و مشہور رہے یا غائب مستور اور تا زمانہ قیامت زمین کبھی خالی نہین رہ سکتی حجت خدا سے کیونکہ اگر حجت خدا زمین مین نہ رہے تو پھر خدا کی عبادت موقوف ہو جائے ۔ اعمش نے جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت مین عرض کیا کہ لوگ حجت غائب و مستور سے کیونکر منتفع ہونگے فرمایا کہ جس طرح آفتاب

سے نفع اوٹھاتے ہین حالانکہ وہ سحاب مین مستور رہتا ہے ۔

اب منشی خادم حسین صاحب کو مناسب ہے کہ وہ غور کرین امام غائب کو جو موجب امان زمین کہا گیا ہے تو آخر اس مین کسکی غلطی ہے کیونکہ حدیث تو ایک نہین دس بیس آپنے دیکھ لی کہ خود آپکے معتمد ترین کتابون مین موجود ہے پھر شیعون کا اس مین کیا قصور جو اون حدیثون پر ایمان رکھتے ہین جو رسول اللہ سے فریقین کے یہان منقول ہے ۔

اہلبیت طاہرینؑ کا مانند نجوم موجب امان زمین ہونا ایسا بدیہی ہے کہ لوگون نے بھی اوسکے مقابلہ مین حدیث اصحابی کالنجوم وضع کیا جس سے اور بھی اس کی تصدیق ہوئی کہ حدیث نجوم دربارہ اہلبیت طاہرینؑ یقینی ہے ورنہ اسکے مقابل مین اس حدیث کی کیا ضرورت تھی ۔

اس حدیث نجوم کی بحث چونکہ کتاب مستطاب استقصار الافحام مین مکمل ہو چکی ہے لہذا ہم صرف کتاب مستطاب ذوالفقار حیدر جلد اول کو یہان پیش کرتے ہین تاکہ معلوم ہو یہ حدیث کیسی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۹

پہلے امام اعظم انکے ابن تیمیہ اپنے منہاج مین کہتے ہین واما قولہ اصحابی کالنجوم فبایھما اقتدیتم اھتدیتم ھذا الحدیث ضعیف ضعفہ ائمۃ الحدیث قال البزار ھذا حدیث لا یصح من رسول اللہ ؐ ولیس ھو فی کتب الحدیث المعتمدۃ یعنی لیکن قولہ اصحابی کالنجوم الخ پس یہ حدیث ضعیف ہے کل ائمہ حدیث نے اسکو ضعیف کہا ہے کہا بزار نے کہ رسولخدا ؐ سے نقل اس حدیث کی کسی طرح صحیح نہین ہے اور یہ حدیث کسی معتمد کتب احادیث مین نہین ہے ۔

دوسرے مولوی عبد العلی بحر العلوم شرح مسلم مین لکھتے ہین واما المعارضۃ باصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم رواہ ابن عدی وابن عبد البر وخذوا شطر دینکم من الحمیراء ای ام المومنین عائشۃ الصدیقۃ کما فی المختصر فمندفع بانھما ضعیفان لا یصلحان للعمل فضلا عن معارضۃ

الصحاح اما الحدیث الاول فلم یعرف قال ابن حزم فی رسالۃ الکبری
مکذوب موضوع باطل وبہ احمد والبزار اما الحدیث الثانی فقال
ذہبی من الاحادیث الواہیۃ التی لا یعرف لہا اسناد وقال السبکی
والحافظ ابو الحجاج کل حدیث فیہ لفظ الحمیراء لا اصل لہ الا حدیث
واحد فی النساء کذا فی التیسیر۔ انتہی محصل اُسکا یہ ہے کہ لیکن معارضہ کرنا
حدیث نجوم کے ساتھ اور حدیث حمیرا کے ساتھ پس یہ معارضہ محض لغو ہے اسلئے کہ
دونون حدیثین ضعیف ہین کسی طرح صلاحیت عمل کرنے کی نہین رکھتین چہ جائیکہ
احادیث صحاح کے ساتھ معارضہ کیجائین ابن حزم نے کہا ہے اپنے رسالہ کبری مین
کہ حدیث نجوم مکذوب وموضوع وباطل ہے اور ایسا ہی کہا احمد اور بزار نے اور حدیث
حمیرا کو یعنی لو تم لوگ کچھ اپنے دین کو حمیرا یعنی عائشہ سے کہا پس کہا ذہبی نے کہ احادیث
واہیہ سے ہے اور کہا سبکی اور ابو الحجاج نے کہ جس حدیث مین لفظ حمیرا ہو محض
بے اصل ہے مگر ایک حدیث جو دربارہ نسا ہے۔ انتہی۔

تیسرے ملا نظام الدین پدر عبد العلی صبح صادق شرح منار مین بمقام رد مذہب
قائلین بحجیت اجماع شیخین بحدیث اقتدوا بابی بکر من بعدی وحدیث علیکم
بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین فرماتے ہین واجیب ایضاً بانہما معارضان
بقولہ اصحابی کالنجوم الح وقولہ خذوا شطر دینکم عن الحمیراء فبقا عند
الاحتجاج واُجیب بان الحدیث الاول وان روی عن المعتبرات لم یعرف
قال ابن حزم فی رسالۃ الکبری مکذوب موضوع باطل وبہ قال احمد
والبزار واما الحدیث الثانی فھو ایضاً لم یعرف کما عن المزی والذہبی
وغیرہما وقال الذہبی ہو من الاحادیث الواہیۃ التی لا یعرف لہا اسناد
وقال السبکی والحافظ ابو الحجاج کل حدیث فیہ لفظ الحمیراء لا اصل لہ
الا حدیثاً واحداً فی النساء ھکذا فی بعض شروح التحریر انتہی کہ ترجمہ ومحصل
اسکا قریب ترجمہ عبارت فرزند ارجمند مذکور ہے کہ یعنی ابن حزم اور احمد اور بزار نے

کہا کہ حدیث نجوم مکذوب، وموضوع وباطل ہے اور حدیث حمیرا کو مزی اور ذہبی اور سبکی اور حافظ ابوالحجاج نے کہا کہ حدیث واہی محض بے اصل ہے اور جس حدیث مین لفظ حمیرا ہو سوائے ایک حدیث کے سب موضوع ہے۔

چوتھے مولوی عبدالحی رحمہ معاصر جو آپکے خاتم العلما والفقہا والمحدثین ہین۔ تحفۃ الاخیار علی نور الانوار مین بعبارت طولانی فرماتے ہین وقال ابوحبان فی تفسیرہ علی مانقلہ بعضہم قول قد رضی رسول اللہ الی قولہ اھتدیتم لم یقل ذلک رسول اللہ وھو حدیث موضوع لا یصح بوجہ عن رسول اللہ م الخ محصل اوسکا یہ ہے کہ کہا ابن حبان نے اپنی تفسیر مین کہ قول قد رضی رسول اللہ تا بہ قول اھتدیتم نہین کہا اسکو رسول اللہ م نے اور یہ حدیث بالکل بنائی ہوئی ہے کسی طرح صحیح نہین ہے فرمانا رسول خدا کا اس حدیث کو کہا حافظ ابو محمد علی بن احمد بن ابن حزم نے اپنے رسالہ مین جو دربارہ بطلان قیاس وغیرہ کے ہے کہ یہ حدیث نجوم خبر جھوٹی باطل ہے ہرگز صحیح نہین ہے اور ذکر کیا ہی اسناد اطرف بزار کے صاحب مسند نے کہ جو تمنے سوال کیا اس حدیث سے جو عوام مین مشہور ہے کہ حضرت نے فرمایا اصحابی کالنجوم الخ اس کلام کی اسناد رسول خدا کی طرف کسی طرح صحیح نہین ہے کیونکہ راوی اُسکا عبدالرحیم بن زید عمی ہے ابن عمر سے مرفوعًا اور عبدالرحیم مذکور ضعیف ہے کہ اہل علم اُسکی روایت سے ساکت ہین اور کلام بھی منکر وزشت وقبیح ہے کسی طرح ثابت نہین ہوتا اور رسولخدا کبھی مباح نکرینگے اختلاف کو بعد اپنے اصحاب مین اسیرض کیا ہے بزار نے اور ابن سیفان نے کہا کہ عبدالرحیم بڑا جھوٹا اور خبیث ہے اور کوئی چیز نہین ہے اور کہا بخاری نے کہ یہ راوی متروک ہے دوسرا راوی اُسکا حمزہ ہے وہ بھی ساقط ومتروک ہے کہا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین کہ کہا ابن ربیع نے کہ حدیث نجوم کو اخراج کیا ابن ماجہ نے جیسا کہ کہا سیوطی نے تخریج احادیث شفا مین اور ہمنے سنن ابن ماجہ مین نہ پایا اس حدیث کو باوصف بحث وفحص کے اور کہا ابن حجر عسقلانی نے تخریج احادیث رافعی

بعد گفتگوے بسیار کہ یہ حدیث ضعیف اور واہی ہے بلکہ ذکر کیا ابن حزم سے کہ یہ
حدیث موضوع ہے اور کہا ذہبی نے میزان الاعتدال مین ترجمہ جعفر بن عبد الواحد
ہاشمی مین کہا دار قطنی نے کہ وہ وضع احادیث کرتا تھا اور کہا ابی زرعہ نے کہ
جعفر روایت کرتا ہے اُن احادیث کو جسکی کوئی اصل نہین ہے اور کہا ابن عدی
نے کہ جعفر چراتا ہے حدیثون کو اور قبیح و زشت و مناکیر روایتین ثقات سے نقل
کرتا ہے اور اُسکی بلاؤن سے ہے کہ اُن سے وہب نے باسناد ابو ہریرہ روایت
کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے اصحابی کالنجوم الخ اور کہا ترجمہ زید عمی مین نعیم بن
حماد نے کہ روایت کیا مجھ سے عبد الرحیم نے باسنادہ سعید بن مسیب سے مرفوعاً عمر
سے کہ فرمایا رسول خدا نے مین نے سوال کیا اپنے خدا سے در بارہ اختلاف اصحاب
اپنے بعد میرے پس وحی کیا خدا نے کہ اے محمدؐ اصحاب تیرے میرے نزدیک بمنزلہ
ستارہ ہین ایک دوسرے سے زیادہ روشن ہے جو لیگا کسی چیز سے کہ جس مین وہ
مختلف ہین وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے الحکایت اور یہ حدیث باطل ہے اور
کہا شہاب خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض مین کہ در بارہ علم اسی سے
دوسری روایت مروی ہے کہ دار قطنی اور ابن عبد البر نے بطرق متعددہ روایت
کیا ہے اور وہ سب طریقے ضعیف ہین یہانتک کہ ابن حزم نے حکم کیا ہے کہ حدیث
بنائی ہوئی ہے اور کہا حافظ عراقی نے کہ مصنف کو مناسب تھا اس حدیث کو
بصیغہ یقین بیان نہ کرتا اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ اعتراض غیر وارد ہے اسلئے کہ
مصنف نے اس حدیث کو فضائل صحابہ مین وارد کیا ہے حالانکہ سب قائل ہوے
ہین کہ حدیث ضعیف پر جو در بارہ اعمال ہو عمل کرنا جائز ہے چہ جائیکہ حدیث در بارہ
فضیلت رجال ہو اُسپر کیون عمل جائز نہوگا پس یہ کہنا محض لغو ہے اسلئے کہ حضرت
کا فرمانا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم تمامی عمل کو شامل ہے اور
اُنکے کل اقوال و افعال پر عمل کرنا اس مین داخل ہے پس اسکا حال اور دیگر
احادیث فضائل اعمال و رجال مساوی نہین ہے کیونکہ اس قول پر مدار عمل

عمل ہے اور عمل تمام ہوجاتا ہے آٹھ کہا کمال الدین محمد نے تیسیر الوصول شرح منہاج الاصول مین روایت کیا ہے عبد اللہ بن رواح مدائنی نے بلفظ مثل اصحابی مثل النجوم بایہم اہتدیتم اقتدیتم اور اُس روایت مین گفتگو بہت ہے دارمی نے بھی اسی معنی مین روایت کیا ہے جو ضعیف ہے ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث بنائی ہوئی ہے اور کہا ابن بزار نے صحیح نہین ہے اور کہا بیہقی نے یہ حدیث مشہور المتن ہے اسنادین اُسکی ضعیف ہین کوئی سند اسکی قوی نہین ہے اور بعض شروح شفا مین ہے کہ حدیث نجوم کو اخراج کیا دارقطنی نے اور ابن عبد البر نے بطرق خود جابر سے اور کہا کہ سندین اسکی ایسی ضعیف ہین کہ قابل حجت و استدلال نہین ہوسکتین اسلئے کہ حارث بن غصین مجہول ہے اور عبد بن حمید نے عبد الرحیم سے روایت کیا جسکو بزار نے ضعیف کہا ہے اور منکر ہے کسی طرح صحیح نہین ہے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عمر سے بلفظ بایہم اخذ تم وہ بھی بکل طرق ضعیف ہے کہ حمزہ راوی اُسکا متہم بکذب ہوا اور روایت کیا ہے بیہقی نے اور کہا کہ متن مشہور ہے اسنادین سب ضعیف ہین کہا ابن حزم نے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے موضوع وباطل ہے۔ تمام ہوا محصل ترجمہ کلام فاضل معاصر مولوی عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی۔

اب غور فرمایئے کہ آخر یہ حدیث کیون بنائی گئی۔ اسی لئے نہ کہ رسول اللہ نے اہلبیت طاہرین کے حق مین فرمایا تھا کہ وہ امان ہین اہل زمین کیلئے جیسا کہ ستارے امان ہین آسمان کیلئے پھر اسپر آپکا اعتراض کس بنیاد پر ہے۔

(۱) لکھتے ہین" اس سے معلوم ہوا کہ امام فرائض آیات و تبلیغ ہدایت سے یا تو فارغ البال ہوچکے ہین یا اس عہدہ سے انکو دوسرے عہدہ پر مستقل کیا گیا ہے اور فرائض امامت سے ان کا علیحدہ ہونا بمنزلہ وفات کے ہے۔

اقول کیون نہو اگر ایسی منطق نہوتی تو آپ مرزا کو فرزند خدا کیونکر بناتے کیونکہ بنانے کے سمجھدارون سے تو کوئی اس منطق کو نہین سمجھا کہ چونکہ یہ حضرات مثل ستارون کے

امان زمین ہے لہذا فرائض ایمان و تبلیغ ہدایت سے یا تو فارغ البال ہو چکے ہیں یا
اس عہدہ سے ان کو دوسرے عہدہ پر مستقل کیا گیا ہے کیونکہ پھر رسول اللہ کے
نسبت بھی یہی ارشاد ہوگا کہ وہ عہدہ رسالت و نبوت سے ترقی پاکر درجہ رحمۃ للعالمین
پر فائز ہوئے لہذا عہدہ نبوت خالی رہا تو مرزا صاحب نے قبضہ کیا۔
دیکھو خدا اور رسول کی بات کوئی معمہ نہیں ہوئی کہ کسی کے سمجھ میں نہ آئے دیکھیے حضرت
نے جو حدیث ثقلین ارشاد فرمایا تھا وہی سرآپکے علماء نے سمجھ لیا حضرت ایک ایسے وجود
کی خبر دیرہے ہیں جو قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔
آپکے علامہ عبدالرؤف مناوی فیض القدیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں۔
انی تارك فیكم خلیفتین كتاب الله حبل ممدود ما بین السماء والارض و
عترتی اهل بیتی تفصیل بعد اجمال بدلا او بیاناً وهم اصحاب الكساء
الذین اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهیراً وقیل من حرمت علیه
الزكوة ورجحه القرطبی یعنی ان ائتمرتم باوامر كتابه وانتهیتم بنواهیه و
اهتدیتم بهدی عترتی واقتدیتم بسیرتهم اهتدیتم فلم تضلوا قال القرطبی
وغیره هذه الوصیة وهذا التاكید العظیم یقتضی وجوب احترام آله
وابرارهم وتوقیرهم ومحبتهم وجوب الفروض المؤكدة التی توعد الله تعالى
فی التخلف عنها وهذا مع ما علم من خصوصیتهم بالنبی صلی الله علیه وسلم
وما لهم من حرمته فانهم اصوله التی نشأ عنها وفروعه التی نشؤا بها
كما قال فاطمة بضعة منی ومع ذلك فقابل بنو امیة عظیم هذه الحقوق
بالمخالفة والعقوق فسفكوا من اهل البیت دماءهم وسبوا نساءهم و
اسروا صغارهم وخربوا دیارهم وجحدوا شرفهم وفضلهم واستباحوا
سبهم ولعنهم وخالفوا المصطفی فی وصیته وقابلوه بنقیض مقصوده وامنیته
فوا خجلهم اذا وقفوا بین یدیه ویا فضیحتهم یوم یعرضون علیه وانهما
والحال انهما وفی روایة ان اللطیف الخبیر نبأنی انهما لن یفترقا ای الكتاب

والعترة ای يستمران متلازمين حتی يردا علیّ الحوض ای الكوثر يوم
القيامة زاد فی رواية كهاتين واشار باصبعيه وفی هذا مع قوله اولا
انی تارك فيكم تلويح بل تصريح بانهما كتوامين خلفهما ووصی امته بحسن
معاملتهما وايثار حقهما علی انفسهما والاستمساك بهما فی الدين اما الكتاب
فلانه معدن العلوم الدينية والحكم الشرعية وكنوز الحقائق وخفايا
الدقائق واما العترة فلان العنصر اذا طاب اعان علی فهم الدين
فطيب العنصر يودی الی حسن الاخلاق ومحاسنها يودی الی صفاء القلب
ونزاهته وطهارته قال الحكيم والمراد بعترته هنا العلماء العاملون
منهم اذهم الذين لا يفارقون القرآن اما نحو جاهل وعالم مخلط فاجنبی
من هذا المرام وانما ينظر للاصل والعنصر عند التحلی بالفضائل والتخلی
عن الرذائل فاذا كان العلم النافع فی غير عنصرهم لزمنا اتباعه كائنا
من كان ولا يعارض حثه هنا علی اتباع عترته حثه فی خبر علی علی اتباع
قريش لان الحكم علی فرد من افراد العام لا يوجب قصر العام علی ذلك الفرد
علی الاصح بل فائدته مزيد الاهتمام بشان ذلك الفرد والتنويه برفعة
قدره تنبيه قال الشريف السمهودی هذا الخبر يفهم منه وجود من
يكون اهلا للتمسك من اهل البيت والعترة الطاهرة فی كل زمان
الی قيام الساعة حتی يتوجه الحث المذكور الی التمسك به كما ان الكتاب
كذلك فلذلك كانوا امانا لاهل الارض فاذا ذهبوا ذهب الارض حم
طب والضياء فی المختارة عن زيد بن ثابت۔

شارح کہتے ہیں اسمیں تفصیل ہے بعد اجمال کے بدل ہے یا بیان عترتی اہل بیتی سے مراد
وہی اصحاب کسا ہیں جو مصداق اذهب الله عنهم الرجس وطهر تطهيرا ہیں
اور بعض نے کہا ہے مراد اس سے وہ لوگ ہیں جنپر زکوٰۃ حرام ہے قرطبی نے
اسی کو ترجیح دیا ہے۔

مقصود حدیث یہ ہے کہ اگر تملوگ کتاب خدا کے اوامر و نواہی کا اتباع کروگے اور
ہماری عترت کی راہ ہدایت پر چلوگے اور اون کی سیرت اور طریقہ کی پیروی کروگے
تو گمراہ ہوگے قرطبی کہتے ہین یہ تاکید عظیم اسکو مقتضی ہے کہ اولاد رسول کی حرمت اور
اون کی تعظیم و توقیر اور محبت اون کی لازم ہے اور یہ اون فرائض موکدہ سے ہے
جسکی مخالفت کرنے پر خدا نے عذاب کا وعدہ کیا ہے یہ علاوہ اون خصوصیات کے
ہے جو معلوم ہے کہ حضرت سے ان کو کیسی خصوصیت حاصل ہے کیونکہ یہ حضرات رسول
کے اصول و فروع ہے جس سے ان کا نشو و نما ہوا جیسا کہ فرمایا فاطمہ بضعتہ ہے میری
ان سب باتون کے ساتھ دیکھو اونکے ساتھ کیا برتاو کیا گیا کہ اون کے خون سے
زمین رنگی گئی اور عورتین اور بچے اونکے اسیر و مقید کئے گئے اون کے مکانات برباد
کیے گئے اونکے شرف و فضل کا انکار کیا گیا بلکہ قید کرنا جائز سمجھا گیا اور اون حضرات پر
لعنت کی گئی اور حضرت کی وصیت و احکام کی مخالفت کی گئی تو اب دیکھیے کس
خجالت اور فضیحتی مین وہ لوگ مبتلا ہونگے.

اس حدیث مین جو یہ فقرہ ہے لن یفترقا اوس سے قرآن و عترت ہے کہ یہ دونو
ہمیشہ ساتھ رہینگے یہانتک کہ حوض پر وارد ہون مراد حوض سے کوثر ہے کہ بروز قیامت
ایسا ہوگا ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے اسکے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ایسا اور
اشارہ کیا دونون انگشت کی طرف.

حضرت کا ان تارک فیکم کے بعد یہ فرمانا تلویح بلکہ تصریح ہے اس امر کے ساتھ کہ
وہ دونون توام ہین خلقت مین اور حضرت نے وصیت کی امت کو حسن معاملہ کے
بارہ مین کہ ان سے نیک رفتار کرو اور اونکے حقوق کو اپنے نفسون پر ترجیح دو اور امر
دین مین ان سے تمسک کرو کیونکہ ایک کتاب خدا ہے جو معدن علوم دینیہ اور
حکمت ہائے شرعیہ ہے اور کنوز حقائق و خبایائے دقائق دوسری عترت ہے
کیونکہ عنصر جب پاک اور طاہر ہوتا ہے تو فہم دین پر اعانت ملتی اور طیب عنصر موری ہو
طرف حسن اخلاق کے اور اوسکے محاسن موری ہین طرف صفائے قلب اور

اوس کی نزاہت وطہارت کے۔

کہا حکیم نے مراد عترت سے یہاں علما اعال مین اونہین عترت سے کیونکہ وہی لوگ ہین جو قرآن سے مفارقت نہین کرتے ورنہ جہال وعوام کا تو کوئی ذکر ہی نہین ہے اور اصل یا عنصر پر نظر تو اوس وقت پڑتی ہے جب وہ فضائل سے محلی اور رذائل سے مخلی ہو (ورنہ کوئی ایسون کو تو پوچھتا بھی نہین) بہرحال جبکہ علم نافع کا وجود ان حضرات کے علاوہ دیگر عنصرون مین ہمکو مجبور کرتا ہے کہ اون کا اتباع کرین کے شد تو اس عنصر لطیف کے واجب الاتباع ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ حدیث مین جس مین حکم اتباع عترت ہے۔ اور اوس حدیث مین جو دربارہ اتباع قریش ہے تعارض ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ تعارض نہین ہے کیونکہ کسی فرد پر حکم لگا دینے کو یہ لازم نہین ہے کہ اوس عام کا حکم اسی فرد خاص مین منحصر ہو۔ بلکہ مقصود اوسکا مزید اہتمام ہے اس فرد کی عظمت وشان مین۔ شریف سمہودی کہتے ہین کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے ایک ایسے وجود ذیجود کے رہنے کا جو اہلبیت سے ہو اور قابل متمسک ہو ہر زمانہ مین تاکہ حضرت کا یہ ارشاد درست ہو سکے کہ قرآن واہلبیت سے متمسک کرو کیونکہ جس طرح کتاب ہر زمانہ مین موجود ہے اوسی طرح اوس فرد اہلبیت کا رہنا بھی ضروری ہے اسی لئے حضرت نے فرمایا ہمارے اہلبیت امان ہین اہل ارض کیلئے جب ہمارے اہلبیت جاتے رہینگے اہل ارض بھی جاتے رہینگے شریف سمہودی کہتے ہین کہ اس باب مین بیس صحابی سے زیادہ حدیث وارد ہے

منشی خادم حسین صاحب کو مناسب ہے کہ اس تحقیقات پر غور کریں یعنی امام کا اپنے فرائض اور تبلیغ سے فارغ ہونا کس بیان سے ظاہر ہوا حالانکہ امام مہدی کا فرض تو ابتدا سے یہی ہے کہ ان کی بدولت حق کو غلبہ ملے گا اور حق ظاہر ہوگا دنیا کا وجود اس وجود ذیجود سے باقی ہے پس جبتک آپ یہ نہ ثابت کرین کہ دنیا کا خاتمہ ہو گیا اوس وقت تک تو بشرط اسلام یہ نہین کہہ سکتے ہیں کہ امام مہدی معدوم ہو گئے وفات

پایا -
اگر یہ کتابین آپ نہ دیکھ سکتے ہون تو اپنے امام ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ دیکھیے جو حیدر آباد
مین چھپ چکی ہے اوس مین جناب امیرؑ کا کلام ہے کہ فرماتے ہین بلی لن تخلو الارض
من قائم للہ بحجۃ لئلا تبطل حجج اللہ وبیناتہ صلا جلدا
ہان زمین کبھی خالی نہین رہ سکتی اوس شخص سے جو قائم ہو بحجۃ تاکہ خدا کی حجتین اور
اوسکے بینات باطل نہ ہون - پھر نہ معلوم اس فرقہ نواحداث کو کیا ہو گیا ہے جو حجت
خدا کا انکار کرتے ہین اور ایک بناوٹ بنا کر اوس کی پرستش کیا چاہتے ہین حالانکہ
مسیلمہ کذاب کے وقت سے ایسے نہ معلوم کتنے وجود آچکے اور حسب فرمان رسول
تیس دجال کذاب ہونگے جو نبوت کا دعوی کرتے ہونگے -
قولہ (۱۵) ایک حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام کی غیبت کا امتداد زیادہ سے زیادہ
بقدر مدت بقائے نوح علیہ السلام تھا اپنی قوم مین چنانچہ لکھا ہے واللہ لو بقی فی غیبتہ
ما بقی نوح فی قومہ لم یخرج من الدنیا حتی یظہر فیملا الارض قسطا و
عدلا - اکمال الدین ۱۹۶
مصنف اکمال الدین کا زمانہ چوتھی صدی ہجری ہے اور ائمہ کا زمانہ اس سے بھی پہلے
کا ہے اُن امام یا راوی یا مصنف مذکور کو اسوقت تو عمر نوح ایک عرصہ طویل اور مدت مدید
معلوم ہوتی ہوگی اور اسکو یقین تھا کہ خواہ کچھ بھی ہو - عمر نوحؑ کے عرصہ تک یعنی ۹۵۰ کے
اندر اندر تو ضرور امام ظہور فرما دینگے مگر افسوس ایسا نہوا -
اصل روایت مین تو بقائے نوحؑ فی قومہ کا لفظ قابل غور ہے جسکی تصدیق قرآن سے
فلبث فی قومہ الف سنۃ الا خمسین سے کافی طور پر ہو جاتی ہے اور اس سے
زیادہ عرصہ تجویز کرنے کی کسی ذی رائے و صاحب قیاس کو اجازت نہین دیتی اب اصل
حدیث کا ملاحظہ ہو -
امام فرماتے ہین قسم ہے خدا کی اگر امام قائم غائب رہے اتنا عرصہ بھی جتنا کہ نوحؑ اپنی قوم
مین رہے تو پھر وہ دنیا سے رخصت نہونگے جبتک کہ ظہور نہ کرین اور زمین کو انصاف

وعدل سے بھرپور نہ کردین۔

اب چونکہ فرح والا عرصہ بھی گذر گیا اور امام نے ظہور نہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ امام بقید حیات نہین ہین کیونکہ اگر زندہ ہوتے تو وہ ضرور ظہور فرماتے۔

اقول اگر حدیث شیعہ سے آپکو یہ معلوم ہوتا ہے تو جانے دیجئے اپنے یہان کی حدیث پر ایمان لائے

صحیح ترمذی مین ہے ص۴۷

(۱) عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم لا تذہب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی وفی الباب عن علی وابی سعید وام سلمہ وابوہریرہ ہذا حدیث حسن صحیح۔

(۲) عن النبیؐ قال یلی رجل من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی قال عاصم انا ابوصالح عن ابی ہریرۃ قال لو لم یبق من الدنیا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی یلی ہذا حدیث حسن صحیح

سنن ابوداؤد مین ہے ص۲۱۰

عن النبیؐ قال لو لم یبق من الدھر الا یوم یبعث اللہ رجلاً من اہلبیتی یملأھا عدلاً کما ملئت جوراً۔

جسپر محشی ترمذی لکھتے ہین قال الشیخ عبد الحق رح فی اللمعات قد تظاہرت الاحادیث البالغۃ حد التواتر بمعنی فی کون المھدی من اہل البیت من ولد فاطمۃ وقد ورد فی بعض الاحادیث کونہ من اولاد الحسن وفی بعضہا من اولاد الحسین سلام اللہ علیہم اجمعین ا۔ھ وقد ورد فی الاحادیث الغریبۃ انہ من ولد العباس وقال الشیخ ابن الحجر الھیثمی و لا منافاۃ بینہما اذ لا مانع من اجتماع الولادات فی شخص من جہات مختلفۃ ص۴۷ مطبوعہ نولکشور

گو علامہ شیخ عبد الحق دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ مین لکھتے ہین کہ اخبار متواترہ اس بارہ مین وارد ہین کہ حضرت امام مہدی موعود اہلبیت طاہرینؑ سے ہونگے اولاد جناب فاطمہ زہراؑ سے بعض مین یہ ہے کہ اولاد جناب امام حسنؑ سے ہونگے بعض مین یہ ہو کہ اولاد جناب امام حسینؑ سے ہونگے اور بعض

احادیث غریبہ ہین یہ ہو کہ اولاد حضرت عباس سے ہونگے شیخ ابن حجر ہیتمی کہتے ہین ان روایات
ہین منافاۃ نہین ہے کیونکہ شخص واحد مین اجتماع ولادات مختلف جہات سے ممکن ہی۔
جس سے مرزا صاحب تو بہر صورت خارج ہوئے کیونکہ نہ وہ اہلبیت سے ہین خواہ اولاد جناب
امام حسنؑ سے ہون خواہ اولاد امام حسینؑ سے نہ اولاد حضرت عباس سے پھر ان سب کدو کاوش
پر آپکو کیا نتیجہ ملا کیونکہ وہ تو ترک ہین۔

ہم نہین سمجھتے کہ یہ شخص کس عقل و دماغ کا ہے جو اس طرح کذب و افترا سے کام لیتا ہی
کیونکہ خود حدیث کا فقرہ جو نقل کرتا ہی واللہ لیبقی فی غیبتہ مابقی نوح فی قومہ کہ اگر وہ
اوسقدر بھی اپنی غیبت مین باقی رہین جسقدر حضرت نوحؑ باقی رہے تب بھی وہ ضرور دنیا کو
ظاہر ہو کر عدل و انصاف سے بھر دینگے۔ اس سے کون عاقل سمجھ سکتا ہے کہ حضرت کا مقصود
اس سے یہ ہو کہ امام کی غیبت کا زمانہ کم سے کم بقدر زمانہ حضرت نوحؑ ہو گا۔

اصل یہ ہی کہ جو باتین امور غیبیہ سے ہوتی ہین۔ عقل انسانی اوسکی نظیر ڈھونڈھتی ہے
قرآن پر چونکہ تمامی اہل اسلام کا اجماع ہے کہ وہ کلام خدا ہی۔ اسلیے حضرت نے سائل کی تسکین
کیلیے اس نظیر کو پیش کیا کہ حضرت نوحؑ بھی دنیا مین ایک عرصہ دراز تک زندہ رہ چکے ہین اسکا
نہ یہ مطلب ہے کہ زمانہ غیبت اسیقدر ہی نہ اسکا یہ مطلب ہے کہ اس زمانہ کے بعد حضرت کا ظہور ضروری ہے
ہان آپنے جو مصنف اکمال الدین کی نسبت یا جناب امام جعفر صادقؑ کی نسبت لکھا تو یہ
آپکے خوش اعتقادی کی دلیل ہی ورنہ حدیث ترمذی اور سنن ابوداؤد مین تو آخر دنیا کی تصریح
ہے کہ اگر ایک روز بھی دنیا سے باقی رہیگا تو مہدی موعود ظہور کرینگے اور دنیا کو عدل و انصاف
سے بھر دینگے۔

تو آپ یا اس کا اقرار کیجیے کہ دنیا کا خاتمہ ہو گیا اکروز بھی باقی نہ رہا اور حضرت مہدی موعود کا ظہور
نہوا لہذا حدیث غلط ہے۔
یا یہ کہیے کہ دنیا عدل و انصاف سے بھر گئی اور مہدی موعود کا ظہور نہوا لہذا یہ حدیث غلط ہی
منشی صاحب خدا و رسول کے کلام کی مخالفت ناممکن ہی امام وہی کہتے ہین جو رسول کہتا ہی
رسول وہی کہتے ہین جو خدا کہتا ہی کسی طرح کا اختلاف ان مین ممکن نہین ویسے جو کچھ رسول نے

فرمایا تھا اوسی کو امام نے فرمایا یہ آپکی خوش فہمی ہے جو دونون مین اختلاف دکھاتے ہین -
اصل حدیث کو ملاحظہ فرمایئے -

یا ابن رسول اللہ قد روی لنا اخبار عن ابائک فی الغیبۃ وصحۃ کونہا فاخبرنی بمن تقع فقال ستقع بالسادس من ولدی وھو الثانی عشر من الائمۃ الھداۃ بعد رسول اللہ اولھم امیر المومنین علی بن ابیطالب واخرھم القائم بالحق بقیۃ اللہ فی الارض وصاحب الزمان واللہ لو بقی فی غیبتہ ما بقی نوح فی قومہ لم یخرج من الدنیا حتی یظھر فیملاء الارض قسطا وعدلا ص ۲ اکمال الدین -

ترجمہ اے فرزند رسول آپکے آبا طاہرینؑ سے غیبت کی صحیح خبرین روایت ہوئی ہین فرمایئے کہ یہ غیبت کسکو ہوگی - آپنے فرمایا میرے چھٹے بیٹے کو جو کہ ائمہ ہداۃ کا بارہوان ہے جن کا پہلا علیؑ اور آخر قائم بالحق اور صاحب الزمان ہے بخدا اگر وہ رہا اپنی غیبت مین جتنا کہ رہا نوح اپنی قوم مین تو بھی دنیا سے نہین نکلیگا یعنی نہین مریگا جبتک ظاہر نہو اور زمین کو عدل و انصاف سے نہ بھرو ے -

اس روایت کے راوی سدیر ہین جو پہلے کیسانی تھے اور حضرت صادقؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر راہ حق قبول کیا اونھین نے حضرت سے پوچھا اور حضرت نے جواب دیا اور فرمایا کہ ایسا ہونا ضروری ہے جسکو رسول نے صدہا ہزارہا روایات مین ظاہر کیا اور بقول شیخ عبد الحق دہلوی متواتر ہے -

قولہ (۱۶) تمام عقلی دلائل بھی اس عقیدہ کے منافی ہین عقل کی فضیلت مین شروع اصول کافی مین ہی کئی احادیث ہین - منجملہ

(۱) عن ابی عبد اللہ ؑ قال حجۃ اللہ علی العباد النبی والحجۃ فیما بین العباد وبین اللہ العقل صفحہ ۱۴ کتاب العقل

(۲) العقل دلیل المومن صفحہ ۱۰

(۳) ان للہ حجتین حجۃ ظاھرۃ وحجۃ باطنۃ فاما الظاھرۃ فالرسل والانبیاء والائمۃ واما الباطنۃ فالعقول صفحہ ۱۰

نکتہ - ابن بابویہ نے لکھا ہو کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین کبھی کسی امام سے خالی نہین وہی جو خدا کی

طرف سے اسکی مخلوق پر حجت ہوتا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ امام ظاہر اور مشہور ہو یا ترسناک پوشیدہ

اما ظاہر مشہوراً او خائفاً مغموراً۔ رسالہ ارشادیہ شرح اعتقادیہ صفحہ ۲۵۹

دراصل یہ دوسری شق خائفاً مغموراً والی ہی عقیدہ غیبت امام کی جڑ ہے لیکن اس نمبر مین حدیث

نمبر ۳ سے ظاہر ہے کہ رسل اور انبیاء اور ائمہ ہمیشہ حجت ہائے ظاہرہ ہوتے ہین۔ اور جو حجت کہ ظاہر

نہین باطن مین ہے وہ عقل ہے یہ بھی ایک دلیل واضح ہے بطلان عقیدہ غیبت امام و وفات غائب

پر۔

اقول چونکہ ہر فقرہ کا جواب کافی طور پر ہوچکا لہذا اس فقرہ کے جواب کی ضرورت نہین کیونکہ

عقل تو وہ نورانی شی ہے جسکے بغیر نہ مخاطبہ ممکن ہے نہ وہ مکلف ہوسکتا ہے۔ اسیوجہ سے لڑکے

اور مجانین تکلیفات الہیہ سے خارج ہین کیونکہ ان مین وہ نورانی صفت نہین ہے۔

مگر ان احادیث ثناء و صفت عقل سے آپکو کیا ملتا ہے کہ بجز اسکے کہ آپکا مذہب باطل ہے جو تمامتر عقل

کے خلاف چل رہا ہے جسمین اسکی تصریح کردی گئی ہے کہ عقل کو امور مذہبی مین دخل نہین۔

(۲) حجت خدا کا دنیا مین موجود رہنا ابھی ثابت ہوچکا کہ آپ ہی مصدر نزول برکات ہین۔ اگر

ان سب پر خیال نہین جاتا تو سورہ انا انزلناہ کی تلاوت فرمایئے تنزل الملئکۃ والروح

فیہا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر

کیا آپ قرآن سے بھی انکار کرینگے یا اس آیہ کے وجوب سے جس سے نزول ملئکہ و روح

شب قدر کو خاص طور سے معلوم ہوا۔ تو کیا آپکی عقل اسکو تجویز کرسکتی ہے کہ فرشتے خدا کے حکم

سے تو نازل ہوتے ہین مگر کوئی ایسا وجود نہین ہے جسپر وہ نازل ہون اور وہ نہ خدا کی سلامتی

پہونچائین۔

اگر آپ نہ سمجھے ہون تو تفسیر امام فخر رازی ملاحظہ فرمایئن صفحہ ۶۲۳ جلد ۸

روی عن علیؑ انھم ینزلون لیسلموا علینا ولیشفعوا لنا فمن اصابہ التسلیمہ

غفر لہ ذنبہ۔

یعنی جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ حضرت فرماتے ہین ملئکہ اس غرض سے نازل ہوتے ہین کہ ہمپر

سلام کرین اور ہماری شفاعت کرین تو جنکو انکی تسلیم پہونچ جاتی ہے۔ انکے گناہ بخشدے

جاتے ہین۔

اسنے آپکو معلوم ہوا کہ فرشتے کس پر نازل ہوتے ہین اور کس پر سلام کرتے ہین۔

ہم سمجھتے ہین کہ آپنے کبھی اس سورہ کی تلاوت نہین کی سبب اسکا یہ ہے یہ سب شکوک و اوہام ہو رہے ہین اور کیونکر اسکی تلاوت کر سکتے ہین جبکہ خداوند عالم نے اس سورہ انا انزلناہ اور انا اعطیناک الکوثر۔ کو رسول اللہ پر خاص اس غرض سے نازل کیا کہ آپکے اوس غم مین تسکین ہو جو آپکو بنی امیہ کے دیکھنے سے ہوا تھا کہ خواب مین دیکھا وہ ہمارے منبر پر چڑھ رہے ہین ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور جلد ۱ صفحہ ۳۷۱

پھر کیونکر آپ اسکی تلاوت کر سکتے ہین جس سے صرف رسول اللہ صلعم کی تسکین ہی نہین مقصود ہے بلکہ تمامی مخالفین کے عقائد کا ابطال کہ دنیا مین ایک حجت خدا ہر وقت موجود ہے جسپر ہر سال فرشتون کا نزول ہوتا ہے۔

پھر بتایئے جس حدیث فضیلت عقل کو آپنے لکھا اوسنے آپکو کیا بتایا کہ قرآن پر ایمان لائے اور اوسکے ارشاد پر اعتقاد جمائے جسکے لئے پہلے یومنون بالغیب نازل ہوا پھر آیہ تنزل الملئکة والروح۔ اور دونون کے درمیان مین یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی جس سے معلوم ہوا کہ حکم خدا سے نازل ہوتی ہے تو جبتک وہ روح باقی ہے انسان زندہ ہے۔

رہا وہ نکتہ جو آپنے کلام ابن بابویہ علیہ الرحمہ سے نکالا ہے تو وہ آپکے کمال عقل کو ظاہر کر رہا ہے کیونکہ خود قرآن مجید مین ھو الظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم موجود ہے جس سے معلوم ہوا خداوند عالم دونون صفتون سے موصوف ہے جسکے معنی یہ نہین ہو سکتے کہ وہ آنکھ سے بھی دیکھا جائے۔ اوسی طرح امام کے غائب ہونے سے یہ مراد نہین ہے کہ وہ آنکھ سے نہ دیکھا جائے اسی لئے عقل کیلئے باطن کا لفظ آیا اور امام کیلئے غائب کا لفظ کہ وہ وجود مقدس مثل عقل یا خدا نہین ہے جو آنکھ سے نہ دیکھا جائے بلکہ جس طرح رسول اللہ غار مکہ مین پوشیدہ تھے اوسی طرح امام غائب بھی بحکم خدا انظار مردم سے مخفی ہین۔

قولہ کافی مین متعدد احادیث اس امر پر وارد ہین کہ ہر ایک امر کو پھیرا جائے طرف قرآن اور سنتہ رسول صلعم کے اور جو حدیث مخالف قرآن ہو وہ جھوٹی ہے مثلاً۔

(۱) عن ابی عبد اللہ (امام صادق) قال قال رسول اللہ صلعم ان علی کل حق حقیقۃ وعلی کل صواب نوراً فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ اصول کافی صفحہ ۳۹ کتاب العلم۔

(۲) ابا عبد اللہ ؑ یقول کل شیٔ مردود الی الکتاب والسنۃ وکل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف۔ صفحہ ۳۹

(۳) عن ابی الحسن موسیٰ (امام رضا) قال (راوی) قلت لہ کل شیٔ فی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ او یقولون فیہ قال بل کل شیٔ فی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ۔ صفحہ ۳۵

(۴) عن ابی جعفر (امام باقر) قال کل شیٔ خالف کتاب اللہ عزوجل ردّ الی کتاب اللہ وسنتہ۔

اب قرآن مین دیکھین تو لکھا ہی کہ اللہ نے تمکو پیدا کیا پھر تمکو ماریگا۔ اور تم مین سے ہین جو ارذل درجہ عمر تک لوٹائے جاینگے تاکہ سب کچھ جان بوجھکر پھر لاعلم کے لاعلم رہجایئن ارذل العمر کی میعاد مین اختلاف ہی۔ فی المجمع عن النبی وامیر المومنین (علی) ھو خمس وسبعون سنۃ والقمی عن الصادق عن ابیہ اذا بلغ العبد مائۃ سنۃ فذالک ارذل العمر وفی الجوامع مثلہ قال وقد روی ان ارذل العمران یکون عقلہ مثل عقل ابن سبع سنین تفسیر صافی سورہ نحل زیر آیت واللہ خلقکم ثم یتوفکم الخ اذا بلغ المائۃ فذالک ارذل العمر فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۵۳

ظاہر ہے کہ امام غائب بعد نزول قرآن مجید تیسری صدی مین پیدا ہوئے ہین اب قرآن تو اپنے مخاطبین سے کہتا ہی کہ جو تم مین سے ارذل عمر تک جیتے رہینگے اسکے عوض مین اسیقدر وہ علم وعقل سے بے بہرہ کئے جاینگے اور ارذل عمر کی حد زیادہ سے زیادہ سو برس کتب شیعہ سے ثابت کی گئی ہی رسول پاک اور باقی اماموں مین سے کوئی بھی اس حد عمر تک زندہ نہین رہا پھر امام قائم وغائب کیلئے کسطرح ممکن ہی کہ وہ گیارہ سو برس سے زندہ ہوں اور انکی عقل وعلم وحواس بدستور قائم ہون۔

اقول بیشک یہ احادیث بہت صحیح ہین اور اسپر عمل کرنے نے ہمکو تمامی فرق اسلامیہ سے متمیز

کر دیا ہے کیونکہ بجز شیعہ اثنا عشری کوئی فرقہ بھی اسکا قائل نہیں کہ حدیث وہی صحیح اور مقبول ہے جو قرآن کے مخالف نہو۔ یہانتک کہ ملا جیون صاحب جو علمائے احناف میں مشہور ہیں وہ اپنی تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں قال النبی اذا بلغکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان یوافقہ فاقبلوہ والا فردوہ فعلی القرآن نص کل حدیث ورد عن النبی ص۳۳ مطبوعہ کلکتہ کہ جو حدیث تم تک پہونچے اوسکو کتاب اللہ پر عرض کرو اگر موافق ہو تو قبول کرو ورنہ رد کردو کیونکہ قرآن میں نص کل حدیث ہے جو رسول اللہ سے وارد ہوئی۔

مگر علامہ ابن تیمیہ نے جو تمامی اہلحدیث کے پیشوا ہیں اونھون نے تو بالکل رد کر دیا سوال وما یروون انہ قال اذا سمعتم عنی حدیثاً فاعرضوہ علی الکتاب و السنۃ فان وافق فاردوہ وان لم یوافق فلا۔ اجاب الحمد للہ ھذا مروی ولکنہ ضعیف عن غیر واحد من الائمۃ کالشافعی وغیرہ فتاوی ابن تیمیہ ص۳۳۲

یعنی جواب اس سوال کا یہ ہے کہ اگرچہ یہ حدیث منقول ہے مگر بہت سے ائمہ نے اسکو ضعیف کہا ہے جیسا کہ شافعی وغیرہ سے منقول ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ کوئی فرقہ اس اصول پر نہیں ٹہرا کہ قرآن کے موافق حدیث کو قبول کریں باستثنائے فرقہ حقہ شیعہ کہ وہ ہمیشہ سے اس اصول کا پابند ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ جو حدیث مخالف قرآن ہے وہ ناقابل قبول ہے۔

رہا یہ کہ طول حیات حضرت امام مہدی موعود مخالف قرآن ہے تو یہ طرفہ خبط ہے کیونکہ حضرت نوح کا قصہ قرآن میں موجود ہے جس سے حضرت نوح کا ہزار برس سے زیادہ زندہ رہنا ثابت ہے اور حضرت عیسی کا ابتک زندہ رہنا خود مرزا صاحب کو مسلم تھا۔ اور اصحاب کہف کا موجود ہونا ثابت ہے پھر ایک حضرت مہدی موعود کے زندہ رہنے پر اسوقت تک کیون استبعاد کیا جاتا ہے۔ اور کیونکر خلاف قرآن ہو گیا۔

آپکا استدلال آیہ واللہ خلقکم ثم یتوفکم ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئاً ان اللہ علیم قدیر سے ہے کہ خدا کہتا ہے خدا نے تمکو پیدا کیا پھر تمکو موت دیتا ہے اور تم میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نہایت خراب عمر کو پہونچتے ہیں اور دہشت بڑھ جانے کے بعد

بے علم ہو جاتے ہیں بیشک خدا علیم اور قدیر ہے سورہ نحل -
مگر اسمین کوئی حکم کلی نہین ہے بجز اسکے کہ خلقت اور وفات کو عام طور سے بیان کیا پھر جزئیات کو
بعض ارذل عمر تک پہونچتے ہین اور بعض ایسے ہوتے ہین جنکو کچھ علم نہین رہتا۔ آپنے اسکو کلی کیونکر
بنا دیا کہ سب کا یہی حال ہے حالانکہ خداوند عالم اسکے بعد ہی فرماتا ہے واللہ فضل بعضکم
علی بعض فی الرزق -
کہ خدا نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے رزق مین تو اسکو عام کیون نہین کرتے کہ جہان رزق
مین فضیلت دی ہے وہان عمر اور قوت مین بھی فضیلت دی ہے تلک الرسل فضلنا
بعضہم علی بعض عام ہے -
غرض اگر قدرت خدا سے انکار ہے یا اسکو محدود کرتے ہین تو جو چاہے کہئے ورنہ قادر و مختار مان کر
تو آپ کچھ نہین کہہ سکتے خدا ہی اپنے مصالح کو جانتا ہے کہ وہ کیون کسیکی عمر بڑھاتا ہے کسیکی گھٹاتا ہے
امام فخر رازی قصہ حضرت نوح مین فرماتے ہین ما الفائدۃ فی ذکر مدۃ لبثہ نقول کان
یضیق صدرہ بسبب عدم دخول الکفار فی الاسلام و اصرارہم علی الکفر فقال
ان نوحًا لبث الف سنۃ تقریبًا فی الامۃ و لم یومن من قومہ الا قلیل [illegible]
کہ اسمین کیا فائدہ ہے کہ خدا نے زمانہ قیام حضرت نوح کو بیان کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ کفار
کے عدم اسلام سے حضرت دلتنگ ہو رہے تھے۔ اسلئے خدا نے آپکی تسکین کیلئے فرمایا کہ دیکھو حضرت
نوح ایک ہزار کے قریب اپنی قوم مین دعوت اسلام دیتے رہے مگر بہت کم لوگ ایمان لائے
(تو تمکو بھی اس سے دلتنگ نہونا چاہیئے)
غرض قرآن کی آیتین بیکار نہین ہین ہر ایک مین کچھ راز مضمر ہے اور بعض اسرار سے اسکو
بھی سمجھنا چاہیئے کہ ان قصون سے یہی غرض ہے کہ کلام رسول کی صداقت تمام عالم پر ظاہر ہو
کہ حضرت نے جو امام مہدیؑ کے طول غیبت کی خبر دی ہے تو یہ ایسا امر نہین ہے جو قرآن کے خلاف
ہو بلکہ قرآن مجید کے تمام تر موید ہے -
آپکو حضرت خضر کی طول حیات سے بھی انکار نہوگا جو عہد حضرت موسیٰ مین تھے اور آجتک
زندہ ہین اگر یاد نہو تو علامہ عینی کی عمدۃ القاری دیکھئے ہا الجمہور علی انہ باق الی یوم القیامۃ

قیل لانه دفن آدم بعد خروجهم من الطوفان فو سبته دعوة ابیه آدم بطول الحیاة وقیل لانه شرب من عین الحیاة وقال ابن الصلاح هو حی عند جماهیر العلماء والصالحین والعامة معهم فی ذلک وانما شذ بانکاره بعض المحدثین ونقله النووی عن الاکثرین وقیل انه لا یموت الا فی اخر الزمان حتی یرتفع القرآن وفی صحیح مسلم فی حدیث الدجال انه یقتل رجلا ثم یحییه قال ابراهیم بن سفیان راوی کتاب مسلم یقال انه الخضر وکذالک قال معمر فی مسنده وانکر حیاته جماعة منهم البخاری وابراهیم الحربی وابن المنادی وابن الجوزی صـ۴۳ جلد اول مصری

یعنی حیات حضرت خضر کے بارے میں اختلاف ہے جمہور اسکے قائل ہیں کہ تا قیامت وہ باقی رہینگے کیونکہ انھون نے حضرت آدم کو سب کے نکل جانیکے بعد طوفان سے دفن کیا تھا لہذا برکت دعائے حضرت آدم ظاہر ہوئی اور کہا گیا ہے کہ چونکہ چشمۂ آب حیات سے پانی پیا تھا اسوجہ سے زندہ رہے۔ ابن الصلاح کہتے ہین کہ جمہور علما اور صالحین اور عامہ اسکے قائل ہین کہ وہ زندہ ہین صرف بعض محدثین نے اس بارے مین مخالفت کی ہے جو قول شاذ ہے۔ شیخ نووی نے اکثرین سے نقل کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ نہ انتقال کرینگے مگر آخر زمان مین جبکہ قرآن اوٹھ جائیگا اور مسلم مین ہے حدیث دجال مین کہ وہ ایک آدمی کو قتل کریگا اور پھر زندہ کریگا ابراہیم بن سفیان نے جو راوی کتاب مسلم ہین کہا جاتا ہے کہ وہ خضر ہونگے۔ معمر نے بھی اپنے مسند مین ایسا ہی کہا ہے اور حیات خضر کے منکر بخاری ہین اور ابراہیم حربی اور ابن المنادی اور ابن الجوزی۔

جس سے معلوم ہوا کہ جمہور علما اسی کے قائل ہین کہ حضرت خضر ابھی تک زندہ ہین بہا سرا خدا نقص کے تو آپ ہی گئے یہ کیسی نا انصافی ہے کہ ان سب لوگون کا زندہ رہنا تو مخالف قرآن نہو اور حضرت امام مہدی کا ابتک باقی رہ جانا خلاف قرآن قرار پائے۔

پھر آیہ لترکبن طبقا عن طبق جو سورہ اذا السماء انشقت مین ہے بتا رہی ہے کہ جو کچھ سابق زمانہ مین ہوا وہ اس زمانہ مین بھی ہوگا۔ تو اسکی تصدیق بغیر اسکے کب ممکن ہے کہ طول حیات کی صفت جو امم سابقہ مین کسی ایک نبی کو ملی ہے وہ اس امت محمدیہ مین بھی بخشی گئے۔

تفسیر معالم التنزیل مین ہے عن ابی سعید الخدری عن النبی لتتبعون سنن من کان قبلکم شبرا بشبر او ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموهم قلنا یا رسول اللہ الیهود والنصاری قال فمن قوله عزوجل فما لهم لا یؤمنون استفهام انکار صـ۹۰۶ مطبوعہ بمبئی

یعنی حضرت نے فرمایا کہ تم بھی اپنے سابقین کی پیروی کروگے اسطرح کہ ایک بالشت دوسرے بالشت کے برابر ہوتا ہے یا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے برابر یہانتک کہ اگر وہ لوگ کسی سوسمار کے سوراخ مین داخل ہوئے تو تم بھی داخل ہوگے ہمنے عرض کیا کیا یہود و نصاری کی طرح فرمایا پھر اونکے سوا اور لوگ کون ہین

خداوند عالم بطور انکار فرماتا ہے پھر کیا ہوگیا ہے اونکو جو ایمان نہین لاتے -
اب ہم اس رسالہ کو اسی آیہ پر تمام کرتے ہین کیونکہ بفضل خدا سے کل شبہات مخالف کا جواب کافی طور پر ہوچکا ہے کوئی شبہہ باقی نہین رہا نہ خدا نے یہ کلیہ فرمایا ہے کہ جو درازی عمر تک پہونچیگا وہ عقل و علم سے بے بہرہ ہوجائیگا کیونکہ حضرت نوحؑ کی بنص قرآن ۹۵۰ برس کی عمر تھی پس اگر یہ کلیہ ہوتا تو وہ بھی اس کلیہ مین داخل ہوتے حضرت ابراہیم اور حضرت ذکریا کے بڑھاپے کا قرآن مین ذکر موجود ہے حالانکہ اونھون نے ایک سو پچہتر برس کی عمر پائی تھی مگر علم و ادراک مین وہ کیسے فرید زمانہ گذرے ہین -
رسول پاک اور گیارہ امام نے اگر اتنی زندگی نہ پائی تو یہ وہی شکل ہوئی جو عیسائی کہتے ہین کہ رسول اللہ تو زیر زمین دفن کئے گئے - بخلاف حضرت عیسیٰ کہ وہ آسمان چہارم پر گئے لہذا حضرت عیسیٰؑ افضل ہین اگر آپکا اسی پر ایمان ہے تو مجبوری ہے - ورنہ ہم تو طول حیات یا غیبت پر صرف اسوجہ سے ایمان لائے ہین کہ رسول اللہ صلعم نے متواتر حدیثون مین جو فریقین مین مسلم ہے اسکی خبر دی ہے کہ بارہوین امام کو یہ سب باتین حاصل ہونگی اب آپ اگر رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہین تو تصدیق کلام رسول فرمایئے اور نہین تو جو جی چاہے - کیونکہ یہ تو آپ دیکھ چکے ہین کہ سب کچھ کرنے پر بھی آجتک مرزا صاحب نہ مہدی بن سکے نہ عیسیٰ کیونکہ حضرت مہدی و عیسیٰ کے لوازم سے غلبۂ اسلام ہے اور مرزا صاحب کی خصوصیت یہ ہے کہ جو اسلامی ممالک نام کو باقی بھی تھے وہ بھی نکل گئے یا دیکھئے قصہ مسیلمہ کذاب کہ جب سنا حضرت کے لعاب دہن ڈالنے سے کنوین کا پانی اوبال کھانے لگا اسنے بھی ایک کنوین مین تھوک ڈالا جس سے وہ کنوان بالکل خشک ہوگیا یہی نتیجہ ہے مرزا کی مہدویت و عیسائیت کا کہ جسقدر اسلام کی ظاہری شان و شوکت باقی تھی وہ سب مٹ گئی اور خود مرزا کے پیرو ذہین وہ تفریق ہوئی کہ پناہ بخدا - اور ہوگئے و مزقناهم کل ممزق ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور بہت قریب زمانہ ہے کہ اونکے تھے نسیاً منسیا ہوجائین - کیونکہ کئی مہدی ہوچکے اور فنا ہوگئے کہ اب کوئی نام بھی اونکا نہین لیتا واللہ بالغ امرہ وھو علی کل شیء قدیر و الصلوۃ والسلام علی رسولہ البشیر النذیر و اہلبیتہ الطیبین الطاہرین الذین نزلت فیھم آیۃ التطھیر -

نوٹ

منشی خادم حسین بھیروی نے تشحیذ الاذہان کے جلد ۱۰ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۱۵ء مین دو مضمون لکھا تھا ایک کا نام تحقیق آخر الزمان تھا اوسکا جواب توالحمدللہ آج پورا ہوا - دوسرے مضمون کا نام السلام علی الحق الجدید رکھا تھا جسکا جواب دلیل العرفان مین بشرح و بسط کافی ہوچکا ہے لہذا اوسپر قلم اوٹھانے کی ضرورت نہین مومنین شائقین [illegible] ہے - اور حق یہ ہے کہ [illegible] رسالہ کیوجہ سے اسقدر التوا ہوا کہ جواب ہوچکا ہے - مگر مومنین کے اصرار نے مجبور کیا کہ اسکو تمام کرین ورنہ ضرورت نہ تھی واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم -